

# حصہ دوم گلشن ہی گلشن

مجموعہ زائد از یک صد احادیث

## فہرست مضامین

صفحہ نمبر	موضوعات	صفحہ نمبر	موضوعات
39	دور حاضر کا سوبال پروگرام اور نئی پاک کے عالم	20	1
	الغیب ہونے کی بھیڑیے کی تصدیق	2	
41	ایک ایمان افروز نکتہ	21	3
42	علوم غیبیہ کا جائز و مشروع آیات قرآنیہ	22	6
43	لفظ نبی کا معنی عربی لغت کے لحاظ سے	23	7
44	قرآنی آیات اور علم غیب	24	7
47	نبی پاک کا اختیار کا باب	25	8
49	دنیا میں روکر جنت کی تقسیم اور بلا واسطہ نبی کو داتا کہتا	26	10
52	اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو بانٹنے والے	27	12
54	جنتی جائیداد کی تقسیم	28	14
56	زمین کے خزانوں کی ٹیکیاں اور آقا علیہ السلام	29	18
59	سلطنت مصطفیٰ کا حدود و ارادہ	30	21
61	نبی کا تفرغ و فری اختیار ہوتی ہے	31	
62	فرائض اسلام کا نفاذ اور دشائے مصطفیٰ	32	23
64	نبی اپنی شریعت کا جائز اور منکر کر کے ہوتا ہے	33	25
67	دونوں جہانوں میں نبی ہر احمی کا مالک	34	27
70	موجودہ مکتبہ کا اختیار قرآن وحدیث میں	35	29
74	وسیلہ جلیلہ امام الانبیاء علیہ السلام	36	31
75	اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے چار طریقے	37	33
76	مدینہ میں قتل اور دوسرے رسول کی جھٹ	38	34
78	صحابہ کا کلمہ کلام "اللہ ورسول کا بواہشان	39	

## فہرست مضامین

نمبر	موضوعات	صفحہ	نمبر	موضوعات
40	دین و دنیا کی فروع حیات اہل حق کے وسیلہ سے منسلک ہے	81	56	نوسے نوے تین دستور کی قلمبازیاں
41	اللہ تعالیٰ کی قدرت اسکے قانون پر غالب ہے	84	58	نفساں سیدالایام الجمعہ
42	مسلمان ظالم کو معافی دینا بھی محض قدرت الہی ہے	87	59	نفساں کے پیر کے فضائل
43	اولیاء کرام کے حضور غلوں سے بچنے سے تقدیریں بدلتی ہیں	89	60	بابہ فضائل سید المرسلین
44	اللہ و رسول کی محبت تمام نیک اعمال سے قیمتی	92	61	بر والدہ باپ نہیں اور ہر باپ والد نہیں
45	رضائے الہی کی خاطر عام مسلمان کی زیارت اور دلی کی زیارت میں فرق	95	62	ہمارے نبی پاک ﷺ کو سابقہ انبیاء سے
46	فضائل اولیاء کرام	98	63	کتنی خوبیاں حاصل ہیں
47	اللہ تعالیٰ دلی کے ہاتھ پاؤں بندہ اور انھیں بن جاتا ہے۔	100	64	فضائل درود شریف
48	زندگی، موت، ہمارے، دفع بلا اولیاء کرام کی	102	65	حضور شافعہؒ پر سلام پڑھنے کا جدید نسخہ
49	درہ حاضری جہلی جہری و سریدی	106	66	شفا عظمیٰ
50	جہلی جہریوں کی شعبہ بازیوں	109	67	کافروں اور مشرکوں کے لیے سفاک
51	دجال اور درود حاضری کی شعبہ بازی	110	68	مشرکے دن ہمارے نبی تحن جگہوں پر جگہ
52	درود حاضری پرست جہلی مولوی	113	69	جلوہ ہوں گے۔
53	قمیری اور اسلامی اخلاقیات کا چٹا رنگ لائے والے	115	70	فضائل عید منورہ
54	جہلی اور نفس پرست علماء کی فتنہ قلمبازیاں	122	71	گستاخ رسول کی نشانیاں
55	آج کے جہلی دربار یا اسلام سے بغاوت	125	72	ہمارے نبی ﷺ چند وطنوں کے وزین تھے
	تعمید کنندہ یا دم درود پر معاوضہ			وزنی ہیں
				نئی پاک ﷺ سے نماز کے اندر بات پرست
				عبادت کے خلاف نہیں ہے
				بارگاہ رسالت میں پھر دلی کی سلامی
				بارگاہ رسالت میں درختوں کی حاضری
				سرکارِ ابد قرار ﷺ مسلمان حنائی کی پکار

## فہرست مضامین

نمبر	موضوعات	صفحہ	نمبر	موضوعات
266	صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت	195	90	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
268	فیضان عام الہ برہ کے نام	199	91	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
270	فضائل حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	201	92	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
276	فضائل والدین	204	93	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
279	ماں باپ کی خدمت مشکل لگتا ہے	210	94	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
284	فوتِ خداد کے فرائض کی ادائیگی زندہ آدمی کر سکتا ہے	213	95	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
288	کتاب الرقاق	219	96	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
290	معاذ اللہ شرمندگی تو پی ہے	221	97	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
295	پرہیزگار زمیندار اور بادلوں کے ذریعے	223	98	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
300	قرآن الہی و اللہ والوں کے ملاوہ تمام دینی دینی	232	99	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
302	ذاتی دلی کی شربتِ اُمّی سے لیے نقصان	235	100	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
305	نہائی کو نہ روکنے والا خود نما ہے	240	101	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
309	بے بہا خزانوں کا نظیر خند بہت کم اللہ لا میں	242	102	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
311	شراب پیانا اور کھن سے زنا کے برابر	245	103	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
315	اچھی بات کی تبلیغ اور بُری سے نہ روکنے والے	252	104	صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
	حشر	260		صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت
318	غریب کون!	260		صاحب کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر دی لعنت

## فہرست مضامین

نمبر	عنوانات	صفحہ	نمبر	عنوانات
106	مومن کا خواب لا جواب	113	321	نبی روزی کی تفتیش
107	کون صاحبوت لانا جائز ہے	114	326	دو رخ کی بولا کہاں اور قیلا و غضب
108	دور دنیا میں سلام کہنے کا طریقہ	115	334	خاتم الانبیاء کا جمنڈا بلند رہے کہ
109	نیابت اور نفی کرنے والے کا انجام	116	336	خاتم النبیین تمام دنیاوی غلامتوں سے پاک
110	فوت لحدہ غیر بدنی حرم پردہ آویس کی گواہی سے	117	338	اُنکے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
	فوت لحدہ کی معافی	118		کتاب سب قلم مار
111	زینا بمان والے کا خند خانہ	119	341	احادیث کی جائیداد عاکر
112	امت محمد پر اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم	347		

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ إِسْمِهِ شَیْءٌ "فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی

السَّمَاءِ" لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحُكْمُ وَلَهُ الْأَسْمَاءُ

صلی ☆ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ

مُحَمَّدِ بْنِ الْمُصْطَفٰی ☆ وَعَلٰی اٰلِهِ الْمُجْتَبٰی ☆ وَصَحْبِهِ

سَلَامٌ ☆ وَعَلٰی سَائِرِ اَحْبَابِہِ وَاَوْلِیَآءِہِ وَلَتَبَّ النَّجْبَاءُ ☆ آمِیْن

اما بعد

اب حافظ محمد یونس ضیاء القادری خداوندِ قدوس کے غفور و کرم کی امید رکھتے ہوئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الرَّؤُفِ الرَّحِیْمِ " سے یہ مجموعہ

مجموعہ احادیث مبارکہ درج ذیل امور کے پیش نظر قارئین کی خدمت میں پیش

کر رہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین میری کم علمی کی وجہ سے ہونے والی

گفتگو فرما کر میری اصلاح کے لئے مجھے اُن سے آگاہ فرمائیں گے۔

## ﴿پیش نظر امور﴾

۱:- موجودہ فرقہ واریت کی افراتفری میں احادیث کو اجاگر کرنے کے مطابق کچھ لوگ نہ تو پڑھتے ہیں۔ اور نہ ہی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حدیث کا حرف آخر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور سنت اجتہاد و اجماع اُمیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الْاَوَّلٰی اَلْفُ اللّٰہِ سَلَاماً۔

۲:- فرقہ واریت کو تقویت پہنچانے کے ذمہ دار لوگ اپنے لئے نہایت پتہ تجویز کر چکے ہیں۔ اور بعض لوگ خود کو قرآن و حدیث کے علمبردار سمجھتے ہیں خیالی کا شکار ہیں۔ کہ ہمارے کتب کا ہر فرد قرآن و حدیث کو سمجھنے کی پوری پارہ ہے۔ جبکہ ایسے لوگ اکثر کورے جاہل ہی نہیں بلکہ نہایت قسم کی حماقت سے بھی ۳:- چونکہ اس قسم کے لوگوں کا اَلْدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ (دین اصلاح) اصلاح ذات البین تعمیری انداز فکر و عمل سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ جس کی بنا پر کہ ایسے لوگ قرآن و حدیث کو اپنی عقل کے پیانے سے جانچتے ہیں۔ محققین کے اجتماعی فیصلوں سے ایسے لوگوں کو فرار بلکہ انکار ہے۔ ایسے جاہل حق پرست لوگوں کا امتیاز مقصود ہے۔

۴:- ایسے ہی کچھ لوگ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمہ گیر مساوی کے ساتھ پڑھنے سے باغی ہیں مثلاً۔

## ﴿دور حاضر اور بدعت کا مسئلہ﴾

لوگ عبادت اور صرف تعظیم کی صحیح حدود متعین نہیں کر سکے۔ ایسے ہی بدعت و بدعتیہ امور بھی مقرر نہیں کر سکے۔

۱:- امت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام ایجاد کوئی ہو تو اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنَّةٌ حَسَنَةٌ اور بُرے کام کے لئے کوئی بھی چیز یا طریقہ رائج کیا جائے تو اسے بدعت کہیں گے۔ دونوں مفہوم کی احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

سَنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَخَذَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ بِهِ سُنَّةٌ فَهُوَ كَافِرٌ (ص ۷۷ ج ۲ مسلم شریف)

۲:- مسدقہ بدعت صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس سلسلہ (اسلام) میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کی جو حدیث کے مطابق نہیں (مالیس منہ) وہ ناقابل قبول ہے۔

سَنَ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ شَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ رَدٌّ بِدْعَةٍ ضَالَّةٌ وَكُلُّ ضَالَّةٍ فِي النَّارِ (ص ۲۷ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

۳:- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام کاموں میں بُرا کام نیا کام



ہے۔ اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم لے جا رہا ہے۔

حدیث ۳: عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّبَخَلِيِّ قَالَ قَالَ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً مِمَّا لَا سَلَامَ فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمَلَ بِهَا مِنْ غَيْرِهَا مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وَزُرْهَا وَعَمَلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ

(ص ۳۴۱ ج ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:- حضرت جریر بن عبد اللہ النبخلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ عالم علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کے اندر کوئی نیا اچھا طریقہ رائج کرے گا میں نے اچھے کام کے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور جتنے بعد میں آنے والے اس طریقے پر چلیں گے۔ ان سب کے برابر بھی موجد کو اتنے ثواب ملے گا دوسرے میں کمی کیے بغیر۔

ان تینوں احادیث کے مضامین کو سامنے رکھ کر صرف یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اندر کوئی بھی ایسا نیا کام ایجاد کرنا جو سنت مصطفیٰ یا سنت صحابہ کی جگہ قائم کیا جائے وہ اچھا ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا ہر اچھا اور غیر اچھا کام بدعت اور گمراہی ہی ہوگی جس میں مرسلے پر سنت رسول یا سنت صحابہ بالکل خاموش ہے۔ وہاں کوئی بھی شرعی نقطہ کے مطابق سنت کے قائم مقام ہوگا۔ جس کے لئے اجتہاد و اجماع اور تقاضوں کو مقدم رکھنا لازمی ہوگا۔

اس مطابقت کے علاوہ ان تینوں احادیث کو ایک مقام پر اکٹھا کرنا نہایت

تعمیل اور آئینہ انداز نگہ نہایت معقول اور شہسوں تاویل پر قائم موقف ہے تو موقف اہل حق اہلسنت و جماعت ہی ہے۔

اہل حق میں حق پرست اہلحدیث اہلسنت و جماعت مسلک ہی ہے۔ اور حاضر میں اہل حق میں جس کی شناخت کا طرہ امتیاز ہے۔ تمام فرقے اسی مسلک اہل سنت و جماعت سے نکلے۔ جو لوگ بگڑتے گئے وہ الگ ہو کر نیا فرقہ تیار کرتے اسی جماعت کے خلاف ہوتے گئے۔ اور یہ حق پرست جماعت اہلسنت و جماعت ہی ہے۔ اور انشاء اللہ تا قیامت ہی نہیں ابد الابد چمکے گی دیکھے گی۔

ہو مسئلہ ما گزرتہ یتصوۃ موجودہ دور سے لے کر قائم و دائم عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سلسلہ وار وابستہ اسلام کے حقیقی معنوں کے مطابق زیور ایمان سے ہے تو صرف اہلسنت و جماعت ہی ہے۔ اسی وجہ سے رسالہ ہذا میں مختلف اور ایسے مضامین کی حقانیت کی حامل احادیث کا ذکر بالعموم کیا گیا ہے۔ جو کہ مذہب اہلسنت و جماعت کے اکثر عقائد و افکار کی حقانیت کی واضح تصدیق کرنے والی ہیں اور مقام مصطفیٰ و عظمت اولیاء کو بالخصوص اجاگر کرنے والی ہیں۔

فَاللَّهُ هُوَ الْمُوفِيُّ لِلْعَهْدِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ لِلرَّشَادِ ☆  
وَنَفِيضُ سَخَائِبَ كَرَمِهِ عَلَى مَنْ أَنْابَ ☆ بِخُرْمَةِ حَبِيبِهِ الْأَكْرَمِ  
الْمَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ وَعَلَى آلِهِ  
وَاصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَأَوْلِيَائِهِ مَلَّتِهِ أَجْمَعِينَ - آمِينَ

﴿باب قُوَّةِ عالمگیر سماعت و بصیرت شہنشاہ بحر و بر﴾

حدیث نمبر ۱۰۰ - عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطْلَبُ السَّمَاءَ وَحَقِّي لَهَا أَنْ تَلَاقُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِيهَا مَوْضِعٌ أَرْبَعُ أَصَابِعٍ إِلَّا وَفِيهَا مَلَكٌ "وَاضِعٌ" سَاجِدًا لِلَّهِ وَاللَّهُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَمَّا كَثُرًا - (ص ۵۵ ج ۲ ترمذی شریف)

ترجمہ :- دو صد اکیاسی احادیث کے حافظ سیدنا ابو ذر جندب بن جنادہ غفاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان (۱) چڑچڑاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور اسے چڑچڑاہٹ کرنے کا حق ہے۔ مجھے اس کی قسم ہے کہ قبضہ و قدرت میں میری جان ہے۔ آسمان دنیا میں چار انگلی برابر کوئی بھی ایسی جہاں فرشتہ اپنی پیشانی ٹیکے سجدہ ریز نہ ہو۔ خدا کی قسم اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں ہنستے بہت کم اور روتے بہت زیادہ۔

۔ سر عرش پہ ہے تیری گزردل فرش پہ ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

شرح حدیث نمبر ۱۰۰ - اس حدیث پاک میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو عظیم خوبیوں کا بالخصوص ذکر ہے۔ قُوَّةُ سماعت - قُوَّةُ عالمگیر بصیرت - قُوَّةُ سماوی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک کے سننے کی طاقت - قُوَّةُ عالمگیر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک کے دیکھنے کی طاقت - دُور بین کی سمجھ سے مقام مصطفیٰ وراء الوریاء۔

پہلے آسمان دنیا کی بات سننا اور وہاں کی صورت حال کو پوری طرح سمجھنا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معمولی جلوہ ہے۔

زمین سے لیکر آسمان دنیا کی مسافت ﴿

۱۰۰ - ترمذی و احمد و مشکوٰۃ شریف (ص ۵۱۰ ج ۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ زمین سے لیکر آسمان دنیا اسیرۃُ خُمُسُمَائَةِ عَامٍ (پانچ سو سال کا راستہ ہے۔

﴿سفر کا کم ترین خاکہ﴾

۱۰۱ - آدمی اگر دس میل پیدل سفر کرے اور پانچ سو سال ای رفتار سے سفر کرے تو اسے زیادہ سفر طے کرنے گا۔ گویا کہ اٹھارہ لاکھ میل دُور تک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با آسانی سن بھی سکتے ہیں اور دیکھ بھی سکتے ہیں۔ جبکہ ۱۰۰ بعد ایک لاکھ میل سے زیادہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ سید الکونین فرارِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کائنات میں اپنے تمام افرادِ امت کی فریاد سنتے بھی ہیں اور حالتِ

﴿نگاہ نبوت کا نہایت کم ترین سفر اور ملک شام﴾

حدیث نمبر ۲: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لَمَّا قَبِلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثٍ ضَيْبٌ لَمْ أَخَذْ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَأَصِيبَ وَعَيْنَا هَذَا حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ

(رواہ البخاری ص ۵۳۳ ج ۲ مشکوٰۃ)

ترجمہ حدیث ۲: جلیل القدر صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روا کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ موتہ کی سرزمین پر مجاہدین کی خبر دیتے ہوئے تعزیت کی۔ اور ایک ایک کی یکے بعد دیگرے شہادت پانے اور اطلاع دیتے رہے۔ (جبکہ ان کی خبر رسانی کا یہاں مدینہ شریف میں کوئی ایسا (فرمایا جھنڈا زید بن حارثہ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا اب طالب نے جھنڈا اٹھام لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھا بھی شہید ہو گئے۔ اور آپ کی مبارک آنکھیں آنسو ریزی فرما رہی تھیں۔ پھر فرمایا تعالیٰ کی تلوار خالد بن ولید نے جھنڈا اٹھام لیا۔ اس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور نصرت عطا فرمائی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

(ص ۵۳۳ ج ۲ مشکوٰۃ)

شرح حدیث ۲: اس حدیث مبارکہ میں بھی قوۃ عالمگیر بصر شہنشاہ مجرب و بر مالک ہر کے جلوے طرزدہ جلوہ گر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مدینے شریف میں رہ کر سینکڑوں

سے طے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کم ترین کرشمہ بصارت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک شام میں موتہ مقام پر غازیان اسلام کو ہر قل شاہ روم اور اسکی فوج سے لے کر وہاں بھیجا۔ اسلامی لشکر کی نفری تین ہزار اور ہر قل شاہ روم کی فوج ایک لاکھ تھی۔ یہ آٹھ میں یہ جنگ ہوئی۔ جب فیصلہ کن مراحل پر جنگ پہنچی۔ تو حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں توجہ فرمائی۔ دیکھا کہ حضرت زید بن حارثہ کے ہاتھوں میں جھنڈا تھا۔ تو آپ نے فرمایا زید بن حارثہ شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ ایسے ہی حضرت عبد اللہ بن رواحہ شہید ہو گئے پھر فرمایا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے ہاتھوں پر لشکر فتح عطا فرمادی۔



﴿چودہ طبقوں سے باہر ہمارے نبی کی رسائی﴾

حدیث نمبر ۳:- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَالِ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعَّكْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةٍ غُرُضَ عَلَى الْجَنَّةِ فِي هَذَا الْحَائِطِ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنُقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهَا لَا كَلْتُمُ مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا (ص ۱۰۲ ج ۱ بخاری شریف)

ترجمہ:- سولہ سوا حدیث کے حافظ مفسر قرآن و حیر امت جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ عہد نبوی علی صاحبہا الف الف میں ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاۃ، خُشوع، جماعت ادا فرمائی۔ (نماز سے فراغت پر) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے (دوران نماز) کسی چیز کو اپنی جگہ کھڑے پکڑا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے پیچھے ہٹ کر اسے چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت کا معائنہ فرمایا۔ ایک روایت میں ہے۔ مجھ پر مسجد نبوی کی دیوار میں جنت پیش کی گئی۔ میں نے جنت سے انگور کا ایک گچھا پکڑ لیا اگر تو لیتا تو تائبانے دنیا تم اُسے کھاتے۔

﴿جنت۔ آسمان خواں، زمین خواں، زمانہ مہمان صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا﴾

﴿حدیث نمبر ۳ کے نکات﴾

۱۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک چودہ طبقوں سے باہر تک پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ الفاظ (فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنُقُودًا) تو میں نے جنت سے انگوروں کا ایک (گچھا) پکڑ لیا) بتا رہے ہیں۔

۲۔ جنت و دوزخ دونوں آخرت کے گھر چودہ طبقوں طبقات ارضیہ و سماویہ کی باہر خارج میں موجود ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک اسی سلسلے کی وضاحت کر رہا ہے۔

۱:- قَوْلُهُ تَعَالَى

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ  
الْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝

(پارہ ۳ رکوع ۵)

قَوْلُهُ تَعَالَى:

سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ -

(پارہ ۲ رکوع ۱۹)

۳۔ اور جنت کی طرف سبقت کرو جس کا عرض (چوڑائی) آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے۔

۴۔ جس جنت کی چوڑائی چودہ طبقوں کے برابر ہے۔ اُس کی لمبائی چودہ طبقوں کے برابر ہے۔

معلوم ہوا ہشت بہشت دارالخلد کا وجود چودہ طبقوں سے باہر خارج میں ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ کامل اکمل عظمت شان عطا فرمالی کہ مدینہ طیبہ میں رہ کر آسمانوں و زمینوں سے باہر اپنا مبارک ہاتھ پہنچا سکتے ہیں۔ صورت دیکھ بھی سکتے ہیں اور سن بھی سکتے ہیں۔

### ﴿دلوں کے حال کی آگاہی اور عظمتِ مصطفائی﴾

حدیث نمبر ۴۰۰۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبَلَتِي هَهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا خُشُوعُكُمْ إِنِّي لَا رَأَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَفِي رَوَايَةٍ إِنِّي لَا رَأَاكُمْ مِنْ ظَهْرِي خَلْفِي كَمَا أَرَأَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ (ص ۵۹ ج ۱ بخاری شریف)

ترجمہ: پانچ ہزار تین صد چوہتر حدیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیدنا عبدالرزاق صحیح دوسو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کہ کیا تم دیکھ رہے ہو کہ (نماز میں) میرا رخ قبلہ کی طرف ہے (پیچھے کی خبر نہیں) کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پر پوشیدہ ہے۔ اور نہ ہی تمہارے دل کی حالت مجھ پر پوشیدہ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا تم کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔

۱۰ مال حسن حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

یہی پھولِ خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اس حدیث مبارکہ میں متعدد ایمان افروز لطائف جلوہ گر ہیں۔ ہمارے دل پر یہ واقعہ و آلاء و سلیم کیلئے ضروری نہیں کہ اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھیں بلکہ جس طرف توجہ فرمائیں دیکھ سکتے ہیں۔

### ﴿مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ﴾

۱۱ م سلمی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کی ظاہری حالت کو اچھی طرح بغیر اللہ فرما رہے ہیں۔ اور امتیوں کے دلوں کا حال بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ ﴿رُكُوعُكُمْ﴾ خشوع دل کی خاص پوشیدہ حالت کا نام ہے۔ اور رکوع ظاہری حالت ہے۔ لیکن اس حدیث کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ کے علم میں ہیں۔ ﴿بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ ذاتی اور حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اس حدیث کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ کے علم میں ہیں۔ ﴿بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ یعنی سینوں اور دلوں کی باتوں میں ہیں۔

﴿مردے سنتے بھی ہیں اور دیکھتے جانتے بھی ہیں﴾

حدیث نمبر ۵: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنْ الْعَبْدَ إِذَا مَاتَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ يَأْتِيهِ مَلِكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ وَلَفْظُ الْبُخَارِيِّ مَا عَلِمْتَ فِي هَذَا الرَّجُلِ قَالَ الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ قَالَ فَيَقَالُ لَهُ أَلَمْ يَأْتِ مَقْعَدَكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبَدْنَاكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا فَيَقُولُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيهِ شَرِيفُ ص ۲۴ ج ۱ اول ومسلم شریف ص ۳۸۶ ج ۲۔

ترجمہ: دو ہزار دو صد چھیالیس احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی رسول حضرت مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہندہ (میت) اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور دفنانے والے واپس لوٹا شروع ہیں۔ تو میت اپنی قبر میں واپس لوٹنے والوں کے قدموں اور جوتوں کی آواز سناتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تب اُس کے پاس دو فرشتے آکر اُسے اٹھا کر لے گئے ہیں۔ اور اُس سے سوال کرتے ہیں۔ کہ تو اس بے مثال آدمی کے بارے میں کیا کہتا تھا۔ اور اس مقام پر امام بخاری کے یہ الفاظ ہیں اور اس سبب مثال انسان کے بارے میں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ مومن آدمی یہ کہتا ہے۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس میت سے فرشتے کہتے ہیں۔ دیکھ جھنم میں اپنا مقام! تحقیق عطا فرمادی ہے۔ (بخاری ج ۲۸ ص ۲۸۱ مسلم شریف علاوہ انیس ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ج ۲۸ ص ۲۸۱)

بے مثال ہیں مگر تکبر سر پرند کوئی حامی نہ کوئی یاور  
نہاد آ کر میرے پیہر کہ سخت مشکل جواب میں ہے  
اے تمہارے غضب پر گھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر  
بچا لو آ کر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے  
اس حدیث پاک میں معنی خیز چند امور درج ذیل ہیں۔

۱۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرنے والے آدمی کی کوئی تخصیص نہیں کی کہ وہ مالک یا منافق۔ بلکہ مطلق فرمادیا کہ کوئی بھی ہو سکھ، یہودی، کافر، کسی قسم کا بھی ہو۔ اسی ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل ہیں۔  
۲۔ بے مثال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ کائنات کی ہر چیز کے نبی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ میں وضاحت موجود ہے۔ ”أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كُلِّهِ“ تمام مخلوق کے نبی ہیں۔ اس لئے بالخصوص بنی آدم اور جنات میں سے کوئی بھی کہیں بھی ہو۔ اس کو ہمارے بچپال آقا مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہی تصور کیا جائے۔ دنیا میں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مان لیا۔ وہ اُمتِ اجابت میں



ہے۔ اور جنہوں نے نہ مانا وہ اُمتِ دعوت میں ہیں۔

حج۔ یہ نکتہ واضح ہوا کہ مسلمان ہو یا غیر مسلم یا منافق ہر ایک مرنے والے۔

سوال ہوتا ہے۔ کہ تو دنیا میں سب سے اعلیٰ شان کے مالک سید الانس والجان و آلہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔

و۔ حدیث پاک کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر کے اندر میت باہر کی آواز (يَسْمَعُ قُرْعَ نَعَالِهِمْ) اسی وجہ سے کفن و دفن کے بعد قبر پر اذان پڑھا

کار خیر ہے۔ جبکہ حدیث پاک میں پُر زور تاکید کی گئی ہے۔ کہ سکرانہ موت کرنے کے بعد تک ذکر الہی کرنا میت کی فوز و فلاح کیلئے سہولت مہیئر کرنا

بہت سے اذکار کا کامل مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ قبر کے اندر ہونے والے میت سے دُعا کا جواب نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ منکر نکیر کے دوسوالوں کا جواب

موجود ہے۔ جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (لَقِّنُوا اَمَواتِہِمْ اِلَہَ اِلَّا اللّٰہُ) یعنی اپنے مُردوں کو کلمہ شریف کی تلقین کرو۔ تو اذان ایک ایسی

تلقین ہے۔ جس میں قبر والے میت کے دو سوال (مَنْ رَبُّکَ) اور (وَمَا کُنْتَ تَقُولُ فِیْ ہَذَا الرَّجُلِ) خود بخود حل ہو جاتے ہیں

ہ۔ دوسری احادیث کے مضامین کے پیش نظر قبر میں میت سے تین بڑے سوال پوچھے جاتے ہیں۔ ۱۔ مَنْ رَبُّکَ۔ تیرا رب کون ہے۔ ۲۔ وَمَا دِیْنُکَ۔ تیرا دین

ہے۔ ۳۔ مَا کُنْتَ تَقُولُ فِیْ ہَذَا الرَّجُلِ۔ تو اس بڑی عظمت والے شخص کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ اس آدمی سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قبر میں موجود ہوتے ہیں۔ خواہ گنبد خضراء میں

میت کی قبر میں دیکھیں اور نہیں تب بھی قبر میں آپ کی موجودگی مسلم اور کفر کی بندہ نوازی کے لئے خود بنفس نفیس متعدد قبروں میں تشریف لائیں تب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ شرح اموات کس حد تک

میں قبل اعداد و شمار کے قیافہ دان ماہرین کے اندازے کے مطابق روزانہ ایک لاکھ آدمی پیدا ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ اگر یہ بھی اندازہ لگایا جائے۔ کہ بخت بھی

میں وہ بھی شامل ہیں۔ ان کی شرح اموات اور شرح بیدایش بنی ہوئی ہے۔ تو یوں سمجھ لینا چاہیے۔ کہ کم از کم دو لاکھ جگہوں پر ہر میت کے

موت کے وقت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

میرے گھر بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

میں یہ بات کے مفہوم کو شُحْتُ اللَّفْظِ ہی دیکھا جائے تو عقل کے دائرے میں یہ بات

اتنی لاکھوں قبروں میں ہر میت کو مخاطب کر کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ

ف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں۔ تو اس کو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا (مَا کُنْتَ تَقُولُ فِیْ ہَذَا الرَّجُلِ)

اسلام کے متعلق تمام ضروری امور میں سے بیشتر ایسی چیزیں ہیں جو عقل کے



پیمانے سے نہیں عشق و محبت کے پیمانے سے تسلیم کی جاتی ہیں۔ یُؤْمِنُونَ یا  
کے ضمن میں آتی ہیں۔

ط۔ لاکھوں مقامات پر حاضر و ناظر ہونا ادھر کلیدِ خضر کی میں موجود رہنا اور  
ملائکہ انسان، جنات کی سلامی اور ورود پاک کے تحائف قبول کرنا اور ان میں  
ہر وقت سلام کا جواب دینا اور تمام کون و مکان سے نمازی وغیر نمازی افراد کی سلامی  
سلامی اور ان کا جواب دینا۔ یہ سب چیزیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
یہاں مسجد نبوی میں بیٹھ کر آسمان دنیا کی اور آسمانوں اور زمینوں کے کُرور  
بہشتوں میں اپنے حوض کوثر کا دیکھنا اور ارشاد فرمانا۔ کہ میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں  
پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ اور میں غدا  
بِذَاتِ الصُّدُور ہوں۔ دلوں کی حالت دیکھتا ہوں یہ سب چیزیں عقل  
سے خارج ہیں۔ لہذا نبی کی شان عقل سے نہیں پہچانی جاسکتی۔

### ﴿رسول پاک کی نشانی مخالف کی زبانی﴾

حدیث نمبر ۶: قَالَ ابْنُ الْقَنِيمِ قَالَ الْجَنَابِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
الْعَلَّافُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَرْثَمٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ  
سَعِيدُ بْنُ هَالَلٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ

وَأَكْثَرُوا الصَّلَاةَ لَأَنَّهُ يَوْمَ "مُشْهُود" تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ  
وَأَكْثَرُوا الصَّلَاةَ لَأَنَّهُ يَوْمَ "مُشْهُود" تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ  
وَأَكْثَرُوا الصَّلَاةَ لَأَنَّهُ يَوْمَ "مُشْهُود" تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ  
وَأَكْثَرُوا الصَّلَاةَ لَأَنَّهُ يَوْمَ "مُشْهُود" تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ

مالک انصاری سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید  
آلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعۃ المبارک کے روز مجھ پر درود شریف کثرت  
کے ساتھ آتا ہے کہ یہ فرشتوں کی حاضری کا دن ہے۔ کوئی بھی آدمی مجھ پر درود  
پڑھتا ہے اس بھی ہو اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ ہم نے عرض کیا آپ کی  
حاضری ان فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی ایسے ہی درود پڑھنے والے کی آواز  
آتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے پاک جسم زمین کے لئے کھالینا  
فرمایا ہے۔ اس روایت کو ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام ص ۶۳ عربی مطبوعہ  
کتابخانہ

واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

اس حدیث پاک میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔

۱۔ حدیث کو لکھنے والا اپنی کتاب جلاء الافہام میں دو بار حاضر کے الحمد بیٹ اور مکتب  
الامام اور محقق ابن قیم جوزی ابن تیمیہ کا شاگرد رشید ہے۔

۲۔ انبیاء یعنی نبی کی روح تو آزاد ہے ہی۔ البتہ نبی کا جسم بھی زندہ ہے۔ جس کو

مٹی نہیں کھا سکتی۔

نمبر ۳۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ عالمگیر بصر کا اندازہ لگانا تو لمبی صحیح امتی کی پرواز کا اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے۔ اس لئے کہ نبی پاک اپنی طاقتِ عالمگیر سماعت سے سنیں تو یہ نبی کی پاور ہے۔ اور نبی پاک تک درود پڑھنے والے ان کے آواز کا پہنچنا امتی کی پاور ہے۔ لفظ قابلِ غور (اَلَا وَبَلَّغْنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ) کہ کسی بھی گوشے سے درود پڑھنے والے کی آواز بارگاہِ رسالت میں از خود پہنچ جاتی اسی مفہوم کی یعنی امتی کی عالمی قوت سماعت اور قوت بصارت کا ایک جلوہ انگلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیے۔

انہوں کے باہر سے تو ایک عورت بھی سن سکتی ہے اور دیکھ بھی سکتی ہے ﴿

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَوَدُّ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا فِي  
الْأَيَّامِ وَقَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ لَا تَوَدُّ ذِيهِ قَاتَلَتْ  
لَنَا هُوَ دَخِيلٌ "عِنْدَكَ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكَ إِنِّي  
(رواہ الترمذی وابن ماجہ ص ۲۸۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ایک صد ستاون احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی معاذ بن جبل انصاری رضی  
الایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت دنیا  
میں اپنے خاوند (بہشتی) کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ اُس وقت اُس خاوند کی بننے والی  
دنیا بہشت میں بیٹھی دنیا کی بیوی کو لٹکا رہی ہے۔ اے دنیا کی بیوی اللہ تعالیٰ تجھے  
اس کو تکلیف نہ پہنچا۔ یہ تو تیرے پاس چند روز کا مہمان ہے۔ عنقریب تجھے  
مارے پاس آنے والا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔  
(ص ۲۸۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بٹی ہے کوئین میں نعمت رسول اللہ کی

حدیث: قرآن کریم کی رُو سے بہشت ان سات آسمان اور سات زمینوں سے  
حضور سرکارِ مدینہ سرورِ مینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ ترین غلام امتی کی بیوی  
ان سے باہر بہشتوں میں بیٹھی دنیا کی بیوی کی نازیبا گفتگو سن رہی ہے۔ اور ناروا

سلوک دیکھ بھی رہی ہے۔ تو تمام پیغمبروں کے امام مدینہ طیبہ میں رہ کر اپنے غلام انسانوں کو درود سلام دنیا کے کسی بھی گوشے سے سنیں۔ اور ہماری طرف نگاہ رحمت فرمائیں۔ تو کوئی قباحات اور شرعی ممانعت ہے۔ **الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ حَضْرَةِ**  
**اللّٰهِ وَ عَلَى الْكَ وَ أَصْحَابِكَ سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللّٰهِ**۔ تا  
 آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ تابدہ اور دنیا کی زندگی  
 طرح ہی نہیں بلکہ اس دنیا کی زندگی کی نسبت بہت بہتر انداز میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔  
 آج کا ٹیلیفون و موبائل جیسے حساس نظام اعلانیہ لگا کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی  
 نبی یا ولی کی طاقت کو غیر نبی یا غیر ولی پوری طرح سمجھ سکیں بہت بڑی خام خیالی ہے۔ نبی  
 یا ولی دنیا کی تمام طاقتوں سے وراء الورا ہوا کرتا ہے۔ ان ترقی یافتہ جدید سامان  
 پروگراموں کا تعلق زیادہ تر چند چیزوں سے ہی ہے۔ لوہا، جست، تانبا، سکے، قلعی،  
 پلاسٹک اور چند مادی، جماداتی اشیاء۔ اور یہی مادی جمادات اشیاء شعور اور افزائش کے  
 لحاظ سے موجودات کے سبب اور کم ترین درجہ جمادات میں شامل ہیں۔ جبکہ ان کے  
 نہاتات (تمام روئے زمین سے اُگنے والی اشیاء) اور ان کے اوپر حیوانات کا درجہ  
 حیوانات (جاندار) کے اوپر عام انسان کا درجہ اور تمام انسانوں پر نبی یا ولی کا درجہ  
 اور تمام نبیوں اور ولیوں پر ہمارے نبی و لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ  
 ہے۔ اتنی بلند و بالا ہستی کے عالم الغیب ہونے اور باخبر و بااختیار ہونے کا انکار کرنا  
 خود مافی نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

﴿مدینہ شریف میں جلوہ گر اور مکہ شریف میں اُمتی سے باخبر﴾

۔ ۸: عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَاتَ عِنْدَهَا لَيْلَةً فَقَامَ  
 لِنُصُوضٍ لِلصَّلَاةِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَيْتَكَ لَيْتَكَ نُصُوتُ  
 نُصُوتُ نُصُوتُ ثَلَاثًا فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ  
 يَقُولُ لَيْتَكَ ثَلَاثًا نُصُوتُ نُصُوتُ ثَلَاثًا كَأَنَّكَ تُكَلِّمُ إِنْسَانًا  
 . فَهَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ هَذَا رَاحِلُ بَنِي كَعْبٍ! يَغْنَى خُرَاعُهُ  
 بِرُغْمِ أَنْ قُرَيْشًا أَغَارَتْ عَلَيْهِمْ بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ: أَيُّ بَطْنًا مِنْهُمْ  
 وَهُمْ بَنُو نَفَاثَةَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ: فَأَقَمْنَا ثَلَاثًا، ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، فَسَمِعْتُ الرَّاحِلَ  
 يَقُولُ: يَا رَبِّ إِنِّي نَاشِدٌ مُحَمَّدًا

(ص ۶ جلد ۳ سیرۃ حلبیہ علی بن برہان الدین متوفی ۱۰۴۴)

۔ ۸: ام المومنین سیدہ ميمونه بنت حارث رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول پاک  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ ان کے گھر میں تھے رات کو نماز کے وضو کیلئے اٹھے تو میں نے  
 سنا کہ آپ فرما رہے ہیں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ تین دفعہ ایسے فرمایا۔ اور فرمایا تو  
 مدد کا یقین رکھ تو مدد کا یقین رکھ۔ تین دفعہ ایسے فرمایا۔ جب وضو سے فارغ ہو کر واپس  
 تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو کہتے سنا  
 کہ آپ فرما رہے ہیں۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ تین دفعہ آپ نے یہی فرمایا



اور آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا تو مدد کا یقین رکھ۔ تو مدد کا یقین رکھ۔ گویا کہ آپ کی مخاطب کر کے فرما رہے تھے۔ تو کیا اُس وقت آپ کے پاس کوئی آدمی موجود تھا؟ فرمایا بنو خزاعہ سے بنو کعب قبیلے کا آدمی مجھے آواز دے رہا تھا کہ بکر بن وائل نے مکہ کے کافروں کی حمایت سے ہم پر دھاوا بول دیا ہے۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ اور تین دن بعد درمیان آواز دے رہا تھا اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کے وقت پکار رہا ہوں۔

**يَا رَبِّ اِنِّي نَاثِدٌ مُحَمَّدًا** (سیرت حلبیہ ص ۶ جلد ۳)

شرح حدیث: اس حدیث پاک میں سابقہ احادیث کے مفاہیم کے مطابق تو اسے سماعت و محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان بیان کی گئی ہے۔ جس کے جلوے درج ذیل ہیں۔

۱:- مرید کامل پیر سے استغاثہ فریاد کرے تو پیر کامل بطور عمر و انکساری خادمانہ انداز اختیار کرے یہی انداز بارگاہ یزدی میں نہایت پسندیدہ ہے۔ جیسا کہ لفظ لیمیک سے ظاہر ہے۔

ب:- مکہ شریف کے قریب قدیم زمانہ سے دو بڑی قومیں بنو خزاعہ اور بنو بکر ایک دوسرے سے اکثر متحارب اور متصادم رہتے تھے۔ اکثر شرارت میں پہل کرنا زیادہ تر بنو بکر کے ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ایسی قومیں اپنی امداد کیلئے دوسری قوموں کو اپنا حلیف بناتی تھیں۔ تاکہ بوقت جنگ و جدل ایک دوسری کی مدد کر سکیں۔ حضور علیہ السلام کو بنو خزاعہ اپنا حلیف بنالیا۔ اور بنو بکر نے اپنا حلیف سرکردہ کفار مکہ کو بنالیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد ان کے بنو نفاثہ کعبہ سے چند آدمیوں نے دھاوا بول کر بنو خزاعہ کا آدمی قتل کر دیا۔ مقتول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدد کے لئے مکہ شریف میں پکارا۔ جس کے جواب میں انہی تین آدمیوں نے اس کی فریاد سن کر لیمیک لفظ سے جواب دیا۔ اس انہی تیری مدد کو پہنچا۔ اور اس واقعہ کے چند دن بعد فتح مکہ ہوا۔

۲:- مکہ میں بیٹھ کر مکہ شریف سے داد خواہ مظلوم کی آواز سن کر لیمیک کہا۔ اور ان ہی تینوں کی بلکہ پورا مکہ گرد و نواح کے علاقوں سمیت فتح کر لیا گیا۔

### ﴿علم غیب کا باب﴾

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سے کوئی بھی راز مخفی نہ ہے

عن أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرَّهَهَا فَلَمَّا سَأَلَهُ عَنْهُ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ مِنْ أَبِي سَالِمٍ "مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنَّ اللَّهَ عَنْهُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا" (ص ۲۰ ج ۱ بخاری شریف و ص ۲۶ ج ۲ مسلم شریف)

ماٹھ احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری روایت ہے کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (منافق) لوگ



ایسے ایسے سوالات کرنے لگے جو آپ کو نہایت ناپسندیدہ تھے۔ جب ایسے کثرت ہونے لگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناراض ہو کر لوگوں سے کہا بھو جو جی چاہے۔ تو ایک آدمی کہنے لگا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ ہے۔ دوسرا آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ ہے۔ جب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شدید غضب کے آثار دیکھے تو عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہیں (ص ۲۰ ج ۱ بخاری شریف، ص ۲۶ ج ۲ مسلم شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث مبارکہ میں متعدد امور کی وضاحت کی گئی ہے۔

الف۔ رسول اکرم نور مجسم صلی آلہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر ضروری سوالات کی ممانعت۔  
ب۔ غیب دان امام الرسل کی غیب دانی پر اعتراض کرنے والے منافق تھے۔

ج۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چاہیں تو گہرے سے گہرا عین ترین راز یا مخفیہ خبر معلوم کر لیتے ہیں۔ اور ایسے معاملات کی دریافت اور تمام غیبی امور کو جاننے سے

نبی کی توجہ کا ہونا ضروری رہا ہے۔ اس واقعہ میں کسی بھی محدث سے یہ روایت مذکور نہیں فرشتہ وحی لے کر آیا تب نبی پاک نے اپنے علمی عروج کا اعلان عام فرمادیا ہو۔ بلکہ واسطہ خدا واد صلاحیت تھی۔ جو عظمت مصطفیٰ کی شکل میں جلوہ گر رہی ہے۔

د۔ ہمیشہ دواوی طور پر ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی کے محتاج نہیں۔ وقت غیب دان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چیز کی طرف توجہ نہ ہو تو اسے مستلزم نہیں۔

بار کہ میں وارد ہے کہ قَالَ النَّزَالِيُّ قَالَ الْاِمَامُ مَا لَكَ فِي الْمَوْظَا  
اَيِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَّا اُنْبِئِي لَا اُنْسِي وَلَكِنْ اُنْسِي  
وَلَمْ يَلْفِظْ اِنَّمَا اَسْهَوِلَا سَنَ (ص ۳۲ ج ۱ احیاء العلوم مطبوعہ مصر)

امام نزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں مؤطا امام مالک کا حدیث پاک ذکر فرمائی ہے۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے کوئی نیا کلمہ یاد نہیں کیا جو اس کی تائید موجود ہے۔ سَنُفْهِرُ ثَلَاثًا فَلَا تَنْسِي اِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ (ص ۳۲ ج ۱ احیاء العلوم) اور جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ہ۔ مائتہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا کے بار کی گمشدگی یا اور ایسے دیگر اعتراضات جو انسان رسول کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ ان تمام کا اجمالی جواب یہی ہے۔ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم الغیب ہونا توجہ کا محتاج نہیں۔

حدیث پاک میں اسی حدیث کی روح رواں جاودان یہ الفاظ ہیں

سَلُونِي عَنْ مَا شِئْتُمْ۔

یعنی چاہے کسی کا مجھ سے پوچھ لے۔ ہمارے نبی پاک کے کئی علم کا بہت بڑا عظیم انما بھی ہیں۔ شارحین حدیث کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے دائرے وسیع ہیں۔

﴿كَلِمَاتٌ عَلِيمٌ غَيْبِيَّةٌ كَاِيمَانٍ﴾

اور وہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لکاکر اعلان عام کر دیا کہ جس کا جو جی

چاہے پوچھے میں جواب دوں گا۔ منافقین بھی وہاں موجود تھے۔ اُمران مہاراجہ نے کہا کہ میں بھی وہاں موجود آدمی یہ پوچھ لیتا کہ قیامت کب آئی گی۔ کتنی دیر کے بعد آپ جواب دیتے کہ قیامت کتنی مدت بعد آئے گی۔ یا جواب نہ دیتے دے سکتے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ثابت نہ ہوتے۔ جبکہ یہ بات نبی جھوٹے چیلنج نہیں کیا کرتا۔ جو بات کرتا ہے سو فیصد حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کُلّی علوم عطا کیے ہیں۔ قیامت کی خبر جیز کا علم رکھتے ہیں۔

د۔ غَدَاً يَشْتُمُ میں موجود لفظ ”غدا“ ہر فرد کائنات کی ہر جگہ کو شامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ کو لوگ تنگ کرتے تھے۔ کہ آپ بے اصل حرام ہیں۔ آپ کا والد حذافہ کبھی نہیں ہے اور کوئی ہے۔ چونکہ حقیقتاً حضرت عبداللہ صحیح مسلم زادے تھے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ اُبّ حَذَافَةُ سَهْمِي“ تیرا باپ حذافہ کبھی ہی ہے۔

ح۔ دوسرے سائل نے بھی اسی قسم کا سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ چونکہ یہ سائل کافر تھا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا تو واقعی بے اصل ہے۔ بکریوں کا چرواہا سالم شیبہ کا نوکر ہے

ط۔ اتنی گہری قدیم اور تعجب خیز علمی پرواز کہ ان سالکین کے والدین کب شب بیدار ہوئے۔ اور کب یہ صبح اور غلط نطفے قرار پائے۔ اور انھی نطفوں نے تولیدی صورت حاصل اور معرض وجود میں آئے۔ یہ حدیث اور قرآن پاک گواہ ہے کہ نبوت کا منصب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ دوسرے سردی سے مالا مال ہوا کرتا ہے۔

واللہ اعلم انتمی کے بہشتی یاد دوزخی ہونے کے انجام سے باخبر ہے ﴿

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ آيَةُ الْآيَةِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى الْآيَةِ حَبَسَ ثَابِتٌ "بْنُ قَيْسٍ بْنُ شَمَّا" (ص ۵۷ ج ۱ مسلم شریف)

ابن القدر صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو۔ ثوابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اپنے گھر خانہ نشین ہو گئے اور کہا کہ میں اس آیت سے کچھ عرصہ تک سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ملاقات نہ کر سکا۔ آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا اے سعد! ثابت بن قیس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت سعد نے عرض کیا ثابت میرا پڑوسی ہے میرے پاس آئے ہیں کہ بیمار ہونے جیسی کوئی بات بھی نہیں۔ حضرت سعد حضرت ثابت سے جا ملے تو وہ ماہِ السلام کا فرمان عالی شان بیان کر دیا۔ حضرت ثابت نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ نبوت کی علامت کب نازل ہو چکی ہے۔ کہ جو آدمی نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا مال ضائع ہو جائیں گے۔ اور وہ جہنمی ہے۔ اور اونچا بولنا میری عادت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے میری آواز ہمیشہ اونچی ہوتی ہے۔ تو میں جہنمی ہوں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے واپس حضور سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر یہ بات عرض کر دی کہ ثابت سمجھ بیٹھا ہے کہ وہ جہنمی ہے

سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ثابت بن قیس بہشتی ہے۔  
(ص ۵۷ ج ۱ مسلم شریف)

شرح حدیث:- علوم غیبیہ میں سے ایک غیب کا علم یہ بھی ہے کہ کسی کا جہنمی یا جنتی ہونا معلوم ہو جائے۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت کے جنتی ہونے کا حکم جاری فرمادیا۔ ایک حضرت ثابت بن قیس ہی نہیں۔ بلکہ پوری کائنات کے جنتی اور دوزخی افراد کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں۔

﴿آسمان کے سارے ستارے اور فاروقِ اعظم کی نیکیاں﴾

حدیث نمبر ۱۱۱۱:- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِي فِي لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَكُونُ لِأَحَدٍ مِّنَ الْخَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ لِمَ إِنِّ خَسَنَاتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ إِنَّمَا جَمِيعُ خَسَنَاتِ عُمَرَ كَخَسَنَةِ وَاحِدَةٍ فَمِنْ خَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ وَادُّهُ رَزِينٌ

(ص ۵۶۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- دو ہزار دس احادیث کی حافظہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ چمکیلی ستاروں والی رات میں حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں سر مبارک رکھے آرام فرما تھے۔ میں نے اچانک ایک سوال عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آسمان کے تاروں برابر بھی کسی کی نیکیاں دہی۔ حضور غیب دان نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اتنی نیکیاں میرے ہاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ میرے ابا جان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کتنی نیکیاں ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب کی تمام نیکیاں حضرت ابو بکر صدیق کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اس حدیث کو محدث رزین نے بیان کیا۔ (ص ۵۶۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)



شرح حدیث :- اس حدیث مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی اور وسعت عالمیہ کا اظہار کامل ہے۔

الف۔ نبی کوئی بھی ہوا تب وہ کرتا ہے جو سو فیصد صداقت پر مبنی ہو۔ آسمان کے ستاروں سے اگر ایک ستارہ بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نیکیوں سے بڑھ جائے تب بھی۔ اور اگر فاروق اعظم کی ایک نیکی ستاروں سے بڑھ جائے تب بھی۔ نبی کی بات سچی نہیں ہو سکتی معلوم ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کے تاروں کی پوری پوری کئی جانتے ہیں۔

ب۔ طرہ تر پر عجب تو یہ نکتہ برآمد ہوا۔ کہ فاروق اعظم کی تمام نیکیوں پر نظر۔ سبحان اللہ! کون کون سی نیکیاں اور کہاں کہاں اور کب عمل میں آئی ہوگی۔ قبل از اسلام نیکیاں  
**إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا** (پارہ ۱۹ فرقان)

ترجمہ :- مگر وہ شخص جس نے توبہ کی اور ایمان پر رہا اور نیک عمل کیے تو ان لوگوں کے گناہوں کو بھی اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔  
 اور تمام گناہ جو قبل از اسلام سرزد ہوئے جن کے بدلے اسلام لانے کے بعد نیکیاں عطا ہوئیں۔ یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سچ بلوغ سے لیکر قبول اسلام تک تمام گناہوں اور عمر بھر کی وہ تمام نیکیاں جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بارہ سال تک عملی یا غیر عملی یعنی فکری طور پر بھی معرض وجود میں نہ آسکیں۔ ان تمام نیکیوں پر بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل نگاہ مصطفیٰ خوب شاہد رہی۔

ج۔ تمام نیکیاں میدان عمل میں نہیں آیا کرتیں بعض وہ نیکیاں ہوتی ہیں جو صرف دل کے

سرخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ مسلمان کسی نیک کام کا ارادہ کرے پھر وہ اس نیکی کو عملی بنانے سے قاصر رہے۔ حدیث کی رو سے اُسے ایک نیکی کا ثواب ضرور مل جاتا ہے۔  
 نام انصورات قلبیہ پر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطاء الہیہ سے عَلَیْہِمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ بھی شہر ہے۔

﴿نبی لا ریب عالم الغیب کی مستقبل کی غیب دانی﴾

حدیث :- عَنْ أُنَيْسَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ أَبِيهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ مِنْ مَوْضِعٍ كَانَ بِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْ مَوْضِعٍ أَسْأَلُ وَلَكِنْ كَيْفَ إِذَا غَمَزْتُ بَعْدِي فَعُمِّيتَ قَالَ اخْتَسِبُ اسْبِرُ قَالَ إِذَنْ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعُمِّيتُ بَعْدُ (امات النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثُمَّ رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ مَرَّةً ثُمَّ مَاتَ)  
 رواہ الترمذی (ص ۵۴۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

حضرت انیسہ بنت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما صحابی رسول کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے۔ فرمایا تجھے یہ مرض نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن جب تو میرے بعد زندہ رہے گا۔ آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو جائے گا۔ اُس وقت تو کیا کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! ملکہ و سلم میں مکمل صبر کروں گا۔ فرمایا تب تو ثواب جنت میں بغیر حساب کے جائے گا۔ حضرت انیسہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد میرے ابا جان زید بن ارقم کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی پھر کچھ عرصہ بعد آنکھوں کی بینائی واپس



﴿ہمارے نبی تمام دوزخیوں اور بہشتیوں کو جانتے ہیں﴾

حدیث نمبر ۱۱۲۰: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيَمْنَى هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَهُمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ هَذَا كِتَابٌ "مَنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَهُمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۵۴۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سات سو احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور آپ کے دونوں مبارک ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں۔ ہم نے عرض کیا ہم نہیں جانتے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر کہ آپ ہمیں بتلا دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے دائیں ہاتھ میں کتاب ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس میں تمام بہشتیوں کے نام اور ان

آباد اجداد اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر ان جنتیوں کے آخری فرد کی حد تک کر دی گئی ہے۔ تو نہ اس تعداد میں کمی ہو سکتی ہے اور نہ اضافہ ہو سکتا ہے کبھی بھی۔ یہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے دوسرے ہاتھ والی کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام دوزخیوں اور ان کے باپوں کے اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر ان دوزخیوں کے ناموں کو حتمی شکل دے دی گئی ہے۔ کہ ان میں کبھی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا (ص ۵۴۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ان پر درود جن کو گس بے کس کہیں

ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

ح حدیث:- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک ہاتھوں میں دو کتابوں کا ذکر اس میں تمام بہشتیوں کا اور دوزخیوں کے بمع قوم قبیلہ ان کے باپ دادوں کے ناموں کے ساتھ ذکر موجود ہے شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا قول جواہر البحار عربی میں در ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ان دونوں کتابوں کا نقش تمثیلی تھا۔ اس لئے کہ تمام بہشتیوں اور دوزخیوں ان کے باپ اور قبیلوں کے نام سمیت کیلئے پیشاں بڑے بڑے دفاتر کی ضرورت ہے۔ ان ناموں کی گنتی کروڑوں میں بلکہ کھربوں تک یقینی ہے۔ اس لئے اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں کتابیں نظر آئی بھی ہوں۔ تو وہ محض نشان دی کیلئے معهود فی الذہن کی سادہت کیلئے تھا۔ کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ذہن میں موجود علوم و مخلوق کے نزدیک غیر محدود کا اظہار فرمایا۔

اس حدیث میں مذکور دو کتابوں سے ظاہری موناکی ضخامت مراد لی جائے گی اور اگر محض تمثیلی طور پر ذہن میں موجود علمی خزانے مراد لئے جائیں۔ ہر دو صورتوں سے ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرواز برائے علوم غیبیہ بطور برہان ظاہر و باہر ہے۔ کہ حضور سید النکل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ہنر و آدم کو ہر ایک کے نام اور ولدیت کو قبیلہ سمیت خوب پہچانتے ہیں۔

اللَّهُمَّ زِدْ قُرْدُ "اے اللہ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کی عظمت کو مزید فرما"۔ آمین

جنات کو بھی اگر بہشت اور دوزخ کے مستحق مان لیا جائے تو ہمارے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید وسعت علوم غیبیہ یقیناً ثابت ہوگی۔ اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ پوری کائنات کے جن و انس کے تمام افراد میں سے ہر ایک کے خاتمہ ایمان پر ہونے کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقینی علم ہے۔ کیونکہ کائنات میں تمام انسان جنات یا دوزخی ہیں یا جنتی ہیں۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جنتی اور ہر دوزخی کی طرح جانتے پہچانتے ہیں

### ﴿آیَةُ الْكُرْسِيِّ﴾

﴿کاسبق دینے والے کچھ لوگ ایمان کے ڈاکو بھی ہوتے ہیں﴾

حدیث نمبر ۱۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةٍ وَفَضَانِ أَتَانِي ابْتُ فَجَبَلٍ يَخْتُونُ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهٗ۔۔۔۔۔ الخ (مسند احمد ۱۸۵ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے

ابوبارک کے مبینے میں فطرانے کی اجناس غلہ وغیرہ جمع شدہ اشیاء کے لئے لی میری ذیونگی لگائی کہ رات کو میں پہرہ دوں۔ دوران پاسبانی رات کو ایک گلیا اور اجناس غلہ اپنے پلہ میں ڈالنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کروں گا۔ اس چور نے کہا میں مجبور عیالدار ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور شافع یوم النشور نے فرمایا رات کو یہ کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے بڑی منت کی۔ کہ میں غریب عیالدار آدمی ہوں میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا وہ سَبَّحُودُ وہ کل دوبارہ آئے گا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ چور ضرور دوبارہ آئے گا۔ صبح ہوئے حضور نے ایسے ہی فرما دیا تھا۔ اگلی رات میں اسکے انتظار میں رہا اچانک وہ گلیا کے دانے اٹھا کر اپنے پلے میں ڈالنے لگا میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب منہ رہی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ضرور پیش کروں گا۔ چنانچہ پچھلی رات صبح اُس نے گریہ زاری کی اور کہا کہ میں آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی اُمّی واقف اسرار لدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ رات کے چور کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حسب اس نے بڑی منت ساجست کی۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ میں نے فرمایا وہ جھوٹا ہے۔ (سَبَّحُودُ) وہ کل پھر آئے گا۔

خبر صادق المصدق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان عالی شان پر مجھے یقین رہا کہ وہ چور بار ضرور آئے گا۔ چنانچہ تیسری رات بھی ایسے ہی ہوا۔ اُس کو میں نے موقع پر پکڑ لیا۔ اور میں نے اُس سے کہا یہ تیسری بار تو جھوٹ بولتا ہے میں تجھے ضرور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں نے پوچھا وہ کیا وظیفہ ہے۔ اُس نے کہا رات کو آیت الکرسی پڑھ لو۔ صبح تک ہر موزی شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اور ساری محافظت تیری حفاظت کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو آقا بچپال بے مثال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! رات کے قیدی چور کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ایک وظیفہ بتلا دیا۔ کہ آیت الکرسی رات کو پڑھ کر سونے سے بندہ مکمل طور پر محفوظ رہتا ہے۔ تو میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! تین راتوں سے تیرا کس چور سے واسطہ رہا۔ میں نے عرض کیا میں نے کسی سے واسطہ نہ کیا۔ آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا اُس نے وظیفہ صحیح بتلایا۔ لیکن وہ جھوٹا ہے۔

شرح حدیث :- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا :-  
۱۔ رمضان المبارک میں اجتماعی طور پر اہم امور کے لئے فطرانہ اکٹھا کرنا مستحب ہے۔  
اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

ب :- بیت المال، مساجد، مدارس دینی معاملات کی حفاظت کے لئے محافظ مقرر کرنا مستحب ہے۔

ج :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رات کے چور کے متعلق پوچھنا اور سرکار اہل بیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا (سَيَغُودُ) وہ دوبارہ آئے گا آپ کی غیب دانی کا دلائل سے ہے۔

د :- کذاب جھوٹا بھی کبھی بکھار سچ بولتا ہے۔ حق بات حق ہی ہوتی ہے۔ خواہ کوئی بھی

حق بات سے ہی متاثر ہونا عقل مندی کی علامت ہے۔ حق کہنے والے کا متاثر ہونا ضروری نہیں۔

۲۔ علم صحیح ہو رہی ہے کہ دھوکا باز آدمی کبھی سچ بولے تو اُس سے ہشیار خبردار رہنا چاہیے۔ جیسا کہ شیطان نے درس تو آیت الکرسی کا دیا۔ لیکن سرکار اہل بیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگاہ فرمادیا۔ کہ وہ غلہ کار کی چور نہیں وہ ایمان کا چور ہے۔ اور وہ آیت الکرسی کی آڑ میں آئندہ تجھے غلط راستے پر نہ ڈال دے۔ جیسا کہ آج کے کفار جماعتیں بستر اٹھا کر پھر رہی ہیں۔ درس تو نماز یا روزے کا لیکن سچے شامل ہونے والے کو تھوڑی سی مشق کے بعد اولیاء و انبیاء کا گستاخ بنا دیتا ہے۔ بہت کم خوش قسمت نادانف مسلمان تخریبی تبلیغی جماعتوں کے دام ترویر سے بچ سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان اپنے دین و دنیا کی باتیں اور ہر بات کے متعلق ہر پہلو کی واقفیت وقت سے پہلے حاصل نہیں کرتے۔ ایمان کے بنیادی اصولوں سے واقفیت نہیں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ایمان کے ہاتھ لٹ جاتے ہیں۔ اور پھر خبر بھی نہیں لگتی کہ کب لٹ گئے اور کیا لٹ گئے۔ لہذا لٹنے کا احساس اسی لئے نہیں ہوتا کہ اپنے ایمان کے تحفظات کا علم پہلے ہی حاصل نہیں کیا ہوتا۔ اس موضوع کی بھیا تفصیل پہلے سوال نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔

۳۔ ماضی کا موبائل پروگرام اور نئی کے عالم الغیب ہونے کی بھیڑیے کی تصدیق کی

۱۲ :- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ ذُنَبٌ

رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَرَعَهَا



مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذُّئْبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْبَى وَاسْتَنْقَرُ وَقَالَ  
عَمِدْتُ إِلَى رِذْقِي رَزَقْنِيهِ اللَّهُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ انْتَرَحْتُهُ مِنِّي لَهَا  
الرَّجُلُ قَالَهُ إِنَّ زَأَيْتَ الْيَوْمَ ذُئْبٌ " يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذُّئْبُ  
أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ " فِي التَّخْلَافِ بَيْنَ الْحَرْتَيْنِ يُخْبِرُ  
بِمَا مَضَى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا فَمَدَّ  
إِلَى النَّبِيِّ فَأَخْبَرَهُ وَأَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أَمَارَاتُ  
بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ أَوْشَكَ الرَّجُلُ أَنْ يُخْرَجَ فَلَا يَزِيحُ  
حَتَّى يُحْدِثَهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا أَخَذَتْ أَهْلُهُ بَعْدَهُ .

(رواہ فی شرح السنۃ ص ۵۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا کسی چرواہے  
بکریوں پر حملہ آور ہو کر ایک بکری کو بوچھے بھاگ نکلا۔ چرواہے نے تعاقب کر کے  
چھڑالی۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ وہ بھیڑیا کسی اونچے ٹیلے پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور صاف  
لفظوں میں گویا ہوا بولا میری حاصل کردہ روزی جسکا قدرت کاملہ نے انتظام کیا تھا۔  
روزی تم نے مجھ سے چھین لی۔ چرواہا بولا! خدا کی قسم بھیڑیے کبھی بات نہیں کرتے اور  
بھیڑیا بول رہا ہے۔ بھیڑیا پھر بولا میرے کلام کرنے سے زیادہ عجیب بات یہ ہے  
کھجوروں والے علاقہ کے دو گرم مقامات کے درمیان ایک ایسا عظیم انسان موجود ہے۔  
تمہیں ماضی اور مستقبل کی غیبی خبریں دیتا ہے۔ وہ چرواہا یہودی تھا۔ وہ نبی پاک صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ سارا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس

واقعہ کی تصدیق کی کہ تو نے سچ کہا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
اس قسم کی باتیں قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ یقیناً قیامت سے پہلے ایسا بھی  
ہوا۔ آدمی اپنے گھر سے نکل کر کہیں جا کر واپس لوٹے گا۔ تو اسکے جوتوں کے تسمے اور  
اٹھی اور اس کا چمڑے کا کوڑا اس کو اسکے گھر کی عدم موجودگی کی تمام کارروائی اُسے  
کے لئے کرے گا۔ کہ تیرے یہاں سے جانے کے بعد یہاں تیرے گھر میں کیا کیا ہوا۔

یہ حدیث:- اس حدیث پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب  
کی واضح انداز میں یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ یہ بات تو مسلم کہ بھیڑیے کا بولنا بات  
اور وہ بھی عالم الغیب نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق بطور معجزہ  
کی ججزہ بھی تو نبی کی ہی صفت ہوا کرتی ہے۔

### ﴿ایمان افروز نکتہ﴾

ایمان افروز نکتہ تو یہ ہے۔ کہ بھیڑیے نے کلام جو کیا وہ کن اسرار و رموز کا حسین  
نمونہ ہے۔

حدیث مبارکہ میں بھیڑیے نے جو الفاظ بولے وہ یہ ہیں۔

الْمَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ " فِي التَّخْلَافِ بَيْنَ الْحَرْتَيْنِ يُخْبِرُ  
بِمَا مَضَى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ .

یہ کلام کرنے سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ تم میں وہ دانائے غیوب پاک نبی  
دور ہو چکے ہیں۔ جو تمہیں گزشتہ زمانے اور آئندہ زمانے کی غیب کی باتیں بتاتے  
اور مزید برآں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصدیق فرما دینا کہ بھیڑیے نے  
ماہی امی راز دان اسرار لدنی کے عالم الغیب ہونے میں کون سا شک باقی رہ



جائے گا۔ علاوہ ازیں صادق المصدق سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے عجیب و غریب سائنسی عروج کا ذکر بھی فرما دیا شیپ ریکارڈ کمپیوٹر سسٹم، ایجنادات کے نظام کی حساسیت کو کتنے حسین انداز میں بیان فرما دیا۔ نور کر بات یقینی ہے کہ تمام جدید ترقی کے حساس پروگرام کا تمام تر سلسلہ لیکن، اور ہا، چمڑہ اور رسیاں (بجلی کی تاریں) جو کہ جوتوں اور کوڑوں لاشیوں میں بھی مستم سے منسلک ہے۔

اسی نسبت سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کو اُس کے تھے اور اُس کی لاشی اُسے گھر واپس آنے پر تمام خانگی کارروائی کی خبر دیں گے کے عالم الغیب ہونے کے متعلق ایک ضروری جائزہ۔

### ﴿علوم غیبیہ کا جائزہ بشمول آیات قرآنیہ﴾

الف:- لفظ نبی ہی اپنی وضاحت خود کر رہا ہے۔ کہ نبی غیب جاننے والے کو ان۔ بہا بطور مصدر اور بطور افعال متعدد جگہوں پر پوشیدہ خبر (غیب) کے معنی ہوا ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۚ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيمِ ۝ (پارہ ۳۰ نبا سورتہ)

ترجمہ:- آپ سے لوگ پوشیدہ خبر اور غیب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یعنی (۱) بارے میں۔

ب:- قُلْ هُوَ تَبْعُو ۚ عَظِيمٌ ۝ (پارہ نمبر ۲۳) فرمادیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ (قیامت) بڑی پوشیدہ (غیب) خبر ہے۔

ج:- قَالَتْ مَنْ أَنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَايَ الْعَلِيمِ الْخَبِيرِ (پارہ ۲۳)

ہل اللہ آپ کو یہ پوشیدہ خبر کس نے دی فرمایا مجھے علیم و خیر ذات نے یہ غیبی خبر لی (غیب)؛ فارسی (پوشیدہ)؛ پنجابی (اوپر والی گل)۔

النَّبَاُ وَالنَّبَاُ ۚ كَاتِرْ جہ = خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی بات کوئی کرنا۔ النَّبِيُّ وَالنَّبِيُّ وَاحِدٌ جَمْعُ أَنْبِيَاءَ۔

﴿لفظ نبی کا معنی عربی لغت کے لحاظ سے﴾

الف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں بتانے والا۔ جدید عربی اردو لغات المنجد لغت کی وہ کتاب ہے جس کے شروع میں ترتیب دینے والے بڑے بڑے یوہند کے نام مذکور ہیں۔ اس لغت کی کتاب کو چھپوانے والے رضی عثمانی اشاعت کراچی بذات خود اسی مکتب دیوبند کے رکن رکین ہیں۔

### ﴿لفظ نبی اور ترجمہ﴾

بہ اگر صرف خبر دینے والا کیا جائے تو کیا ہر خبر دینے والا نبی ہوتا ہے؟ ایسا تو

کا ترجمہ اگر مذہب اسلام دین کی باتیں بتانے والے کو کہا جائے تو کیا ہر مبلغ دینا ہے؟ ایسا بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

کا ترجمہ اگر اسلام کی خاص باتیں بتانے والا کیا جائے تو کیا ہر فقیہ، مجتہد، ائمہ دین نبی ہوتے ہیں؟ ایسا بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

کا ترجمہ اگر الہام کی بنا پر اسلام کی خاص راز کی باتیں بتانے والا کیا جائے۔ تو کامل، غوث، قطب نبی ہوتا ہے۔ ایسا بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

کا ترجمہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مخفی اسرار غیب کی باتیں بتانے والے کو

نبی کہتے ہیں غَقْلًا وَنَقْلًا مُسْلَمًا۔

﴿قرآنی آیات اور علم غیب﴾

قرآن پاک میں علم غیب کے متعلق دو قسم کی آیات موجود ہیں۔

۱۔ منفی ۲۔ مثبت

کچھ آیات کریمہ سے علم غیب کی واضح نفی ملتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی انہیں جاننا ایسی آیات مقدسہ کو نفی آیات کہا جاتا ہے۔

کچھ آیات طیبہ سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء و اولیاء عظام فیہ جانتے ہیں ان آیات کو مثبت آیات کہا جاتا ہے۔

﴿ثبوت آیات اور ترجمہ﴾

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْهِرَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ رُسُلَهُ مَن يَشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَاِنْ تُوْمِنُوْا اَوْ تَكْفُرُوْا فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ عَظِيْمٌ﴾ (پارہ ۴ رکوع ۹)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں "اے عام لوگو" کہ تمہیں غیب کا علم دیں ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے جن لیتا ہے۔ تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان قائم رہو۔ اگر پرہیزگاری اختیار کرو گے۔ اور ایمان پر قائم رہو گے۔ تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

﴿ذٰلِكَ مِّنْ اَنْبِآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَفْلَامَهُمْ اَيْهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمُ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ (پارہ ۳ رکوع ۱۳)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ اور تم ان کے پاس نہ رہو۔ مریم علیہا السلام کی پرورش بارے قرعہ اندازی کر رہے تھے اور جھگڑ رہے تھے۔

﴿لَمَّا الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰی غَيْبِهِ اَحَدًا مِّنْ اَرْتَضٰهُ مِنْ اٰمِلِيْنَ﴾ (پارہ ۲۹ سورہ جن)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ کے۔

﴿وَمَا هُوَ عَلٰی الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ (پارہ ۳۰ تکویر)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

﴿منفی آیات اور ترجمہ﴾

﴿لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاٰئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا اَمْلِكُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰی اِلَيَّ فَلَ اَعْلَمُ الْغَيْبُ وَلَا اَمْلِكُ اِلَّا اَمْرًا﴾ (پارہ ۷ رکوع ۱۱)

م فرما دو (اے کافرو) میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں اسی کا رسول ہوں جو مجھے وحی آتی ہے۔ تم فرماؤ (یا رسول اللہ) کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور بینا؟ کیا تم غور نہیں کرتے۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا بِاِذْنِهِ﴾ (پارہ ۷ رکوع ۱۳)

اور اسی کے پاس غیب کی کھجیاں ہیں وہی جانتا ہے۔

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾  
يَشْفُرُونَ آيَاتٍ يُبْعَثُونَ (پارہ ۲۵ رکوع ۱)

ترجمہ:- تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہیں مگر اللہ نہیں ہے کہ کب اٹھائیں جائیں گے۔

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾  
أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سَتَكُنُ مِنَ الْخَيْرِ (پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ:- تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے، (طرف سے) غیب جان لیا کرتا ہوتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی تین

### ﴿تشریحی مطابقت﴾

قرآن پاک ان دو مفہیم والی آیات کریمہ جن میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے۔ قرآن پاک پر تو ہمہ گیر مساوی حیثیت سے ہی ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے بعض اور بعض کو رد کر دیا جائے تو ایمان کیسے قائم رہے گا۔ ان مذکورہ آیات متعلقہ مساوی حیثیت سے ایمان رکھنا۔ اور ان آیات کی آپس میں مطابقت صرف اس میں ہے کہ جن آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کے لئے بھی علم نہیں ہے ان سے یہ مراد لی جائے کہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ انہیں میں انبیاء کرام کے لئے علم غیب کا ثبوت ملتا ہے ان سے مراد لی جائے کہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں۔ اس صورت میں قرآن پر یکساں طور رکھا جاسکتا ہے۔ بصورت دیگر قرآن پاک پر شک کرنا ہی کفر ہوگا۔

### ﴿نبی پاک کے اختیار کا باب﴾

عَنْ ابْنِ عَائِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وَضَعَ ابْنُ النُّخَطَابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ "فَاجِرٌ" فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَأَاهُ أَحَدٌ؟ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَدَالَ رَجُلٌ "نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَرَسَ لَبْلَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَخُتِيَ عَلَيْهِ التُّرَابُ فَقَالَ إِنَّكَ يَظُنُّونَ أَنَّكَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ مِنَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ (ص ۳۶۶ ج مشکوٰۃ شریف)

ابن عائد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کسی فوت شدہ جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب نماز جنازہ پڑھانے کیلئے صف بنایا گیا تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس جنازہ نہ پڑھائیے۔ اس لئے کہ یہ آدمی بدخواسق تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر دریا یافت فرمایا۔ کہ اس فوت ہونے والے آدمی کا نام کرتے دیکھا ہو؟ ایک آدمی نے عرض کیا ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم



وسلم میں نے اسے بحیثیت غازی اور مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک رات لٹا دیا۔ پھر دیتے دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی اور دفن کر کے فرمایا تیرے ساتھی تجھے دوزخی سمجھ رہے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے درکار کا

کیسا لیتے ہو حساب اس پر تمہارا کیا ہے

شرح حدیث: غیب دانی اور کسی کے خاتمہ بالا ایمان انجام بالا الخیر ہونے کی کس انداز میں مقام مصطفیٰ کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ترین شخصیت سمیت متعدد صحابہ جس آدمی ہونے کو شک کی نگاہ ہی سے نہیں دیکھ رہے۔ بلکہ یقین سے تھے کہ یہ آدمی اپنی کثرت کی وجہ سے بارگاہ ایزدی میں سخت سزاؤں کا مستوجب ہے۔ اور اللہ خداوندی بھی ہے۔ لیکن صرف ایک آدمی کی اتنی گواہی پر کہ لشکر اسلام کی پہریداری کی تھی۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے ساتھی اعمالیوں کی وجہ سے جہنمی قرار دے رہے ہیں۔ اور میں تیری صرف ایک خوبی کی بھشتی کہتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اپنی قدرت سے اپنے قانون کو بدل دیا۔ بالخصوص جب کہ محبوب ترین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کا وہ حضور علیہ السلام نے اس فوت شدہ کا بیڑا پار کر دیا کہ تو جنتی ہے۔

دوزخ میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا

کیونکہ رسول پاک سے یہ دیکھنا نہ جائے گا

اللہ جس آدمی کے بھشتی ہونے کی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دے گا وہ جنتی قرار پاتا ہے۔ اس لئے کہ مؤمنی کے فسق و فجور کی گواہیاں مل چکی ہیں، اب یہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے مقابل رد کر دی جاتی ہیں۔ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی تمام مخلوقات کی گواہی پر مقدم ہے۔

وہاں رہ کر جنت کی تقسیم اور بلا واسطہ نبی کو داتا کہنا

عَنْ زَيْبَةَ بِنْتِ كَعْبِ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
لَمَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ  
وَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مَرَأً فَقَالَ فِي  
قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَلِكَ قَالَ فَأَعْنِي عَلَى  
الْمَرَّةِ السَّجُودِ (رواه مسلم ص ۱۹۳ ج ۱؛ وص ۸۳ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

صحابی رسول سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں سید  
آلہ وسلم کی خدمت کے لئے آپ کے پاس رات رہا کرتا تھا۔ اور ایک  
دن آپ کے پاس وضو کے لئے پانی لایا۔ اور ضروری انتظام کیا تو سرکارِ دو عالم  
نے مجھے فرمایا۔ ربیعہ ماگو تو میں نے عرض کیا میں آپ سے جنت میں  
ہوں (أَسْأَلُكَ مَرَأً فَقَالَ فِي الْجَنَّةِ) آپ نے فرمایا اس  
ماگو میں نے عرض کیا بس یہی کافی ہے۔ آپ نے فرمایا نفل عبادت کے



ذریعہ اپنی مدد بھی کرتے رہنا۔ (تا کہ تجھے قرب نوافل کی منزل بھی حاصل  
مسلم شریف ص ۱۹۳ جلد ۱؛ وص ۸۴ جلد مشکوٰۃ شریف۔

۔ کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

شرح حدیث :- اس حدیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے اختیار ہے  
انداز میں اظہار فرمایا ہے۔ اور پھر کامل کی خدمت کے ایک مکمل درس کی تعلیم  
حدیث میں موجود ہے۔ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ کہ انبیاء و  
ماگنا اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ  
حضرت ربیعہ سے فرمایا مانگو۔ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بھی یہی عقیدہ  
دینے والا دانا باجائز خداوند کریم ہوتا ہے۔ لہذا حضرت ربیعہ نے بھی حضور ہی  
”أَسْأَلُكَ“ میں آپ سے مانگنا ہوں لفظ ”سَلُّ“ بھی اس حدیث میں نہ  
غور ہے۔ سَلُّ فعل امر اس کا فاعل محذوف ضمیر انت ہے۔ مفعول غیر مذکور۔ تو اللہ  
مطابق جس فعل کا مفعول ذکر نہ کیا جائے۔ عمومیہ کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی نبی پاک  
علیہ وآلہ وسلم نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ نحوی قانون کے مطابق یہ مفہوم برآمد ہوا  
مکان و لامکان کے امور میں سے جو جی چاہے مانگو۔ جب حضرت ربیعہ نے مانگا  
عاشق رسول ہونے کا بہترین ثبوت دیا۔ کہ جنت بھی گوارا ہے بس تیرے لیے۔ اَوْ  
ذَالِکَ۔ فرمایا اور مانگو لفظ بتلا رہا ہے۔ کہ ہمارے آقا نے نعمت و رحمت صلی اللہ  
وسلم کے اختیارات محالات عادیہ سے بہت آگے وراء الوراء ہیں۔

۔ بحث چہ یؤدّیہ ویدّیہ از محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایمان چہ یؤدّیہ ویدّیہ از محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
ایمان نیز دُوبہ بہائے سر مؤیش

زینن نزع خیر وہ خرید از محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
مانیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گی

سرکار میں نہلا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

یوسف بن اسماعیل بھائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جواہر البحار عربی مطبوعہ مصر  
ایش امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دے کر رقم طراز ہیں۔

اَلَا كَانَ يَقْطَعُ اَرْضَ الْجَنَّةِ فَاَرْضُ الدُّنْيَا اَوَّلِي

(ص ۳۳۸ جلد جواہر البحار)

اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشتوں کی زمین کے پلاٹ تقسیم  
ہے ہیں۔ ان کے لئے دنیا کی دولت اور زر زمین کسی کو عنایت کرنا بدرجہ اولیٰ  
ہے۔ یہ سب کون و مکان سارے جہاں اللہ جلّ مجدہ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ  
وسلم کی ملکیت میں دے رکھے ہیں۔ (فَاعْنِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَفَرَةٍ  
جوہر اللہ جلّ مجدہ اور اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس کو جتنا زیادہ  
بہشت و آفتابی وہ عبادات، نوافل کی برکات سے مالا مال ہوتا ہے۔ اس لئے ارشاد  
رہبوں کی کثرت رکھنا۔

﴿اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو بانٹنے والے﴾

حدیث نمبر ۱۷۰: عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدْ  
خَيْرًا يُقْقِهُ فِي الدِّينِ وَانَّمَا أَنَا الْقَاسِمُ وَاللَّهُ يُعْطِي  
عَلَيْهِ . (ص ۳۲ جلد ۱ مشکوٰۃ)

ترجمہ :- ایک سو تریشھ احادیث نبویہ کے حافظ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے اسے دین اسلام کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور میں بانٹ رہا ہوں عطا فرما رہا ہے۔

شرح حدیث :- اس حدیث مبارکہ میں طرفہ تر جلوہ ہائے افتخار شہنشاہِ بحر و برسل  
و آلہ وسلم کے پُر عجب نظارے۔

الف۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے لے کر  
فی الدین یعنی دین اسلام کی حقیقی اور اصلی سمجھ کا عطا ہونا خیر و برکت کے عطا  
سے ملا نا ل ہونا ہے۔

ب۔ چونکہ سب کو دین کی سمجھ اور عقل حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در سے ہی ملی ہے۔ اس لئے حدیث کے دوسرے جملے کا پہلے جملے سے بطور حسین الحاق کر دیا گیا ہے۔ کہ دوسرے جملے میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ میں ہمیشہ سے

اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مجھے ہر چیز عطا کئے جا رہا ہے۔

بش سے پہلی حدیث نمبر ۱۶ میں بھی اس مطلق انداز سے نبی پاک صلی اللہ علیہ  
الہ الفیار بے کنہار کا اعلان عام کیا گیا ہے۔ اس حدیث نمبر ۱۷ میں (وَأَنفَا  
سَمِ وَاللّٰهُ يُعْطٰی) کے الفاظ اختیار بیکراں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
میں بیان کر رہے ہیں۔

۱۔ کَلِمَةُ حَضَرٍ وَ قَضَرٍ ہے۔ ۱۔ میں ہی حقیقی مجاز بانٹنے والا ہوں۔ ۲۔  
والا ہی ہوں۔ ۳۔ میں بانٹنے والا بھی ہوں۔ نمبر ۱، نمبر ۲ اور ۳ حضور شافع  
علیہ السلام کو حاصل ہیں۔

ہا اَنَا الْقَاسِمُ وَاللّٰهُ يُعْطٰی۔ میں بات رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا گیا کہ تقسیم فرماتے ہیں تو کیا۔ اور نہ ہی یہ واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کیا ہے تو کیا؟ جو آپ بات رہے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ جب اس قسم کی بات نہ ہو تو عمومیت کا فائدہ ہوتا ہے۔ یعنی میں سب کچھ تقسیم فرما رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرما دیا ہے۔

﴿ ہمارے نبی اور جنتی جاہلاد کی تقسیم ﴾

حدیث نمبر ۱۸:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ "إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي بَلَدٍ فِي حَائِطِي عَذِي" وَإِنَّهُ قَدْ أَذَانِي مَكَانٍ فَقَالَ رَسُولُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَخْبِي بِي قَالَ لَا قَالَ فَهَبْ بِي قَالَ لَا قَالَ فَبِعْنِيهِ بَعْدِي فِي الْبَلَدِ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَارَا الَّذِي أَبْخَلَ مِنْكَ إِلَّا الَّذِي يَبْخُلُ بِالسَّلَامِ ۝

(رواہ احمد و ابوداؤد و ترمذی فی شعب الایمان ص ۴۰۰ جلد ۲ مشکوٰۃ)

ترجمہ:- پندرہ سو چالیس احادیث کے حافظ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باغ میں فلاں آدمی کے پھل دار کھجور کے درخت ہیں۔ (بوجہ اس کی آمد و رفت) اس نے مجھے پریشان کر دیا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بلا بھیجا اور اُس سے فرمایا تو اپنے درخت مجھے دیدے اور اپنی قیمت وصول کر لو۔ اس نے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ دو۔ اُس نے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں لیتے آؤ۔ بدھ لے دیجئے دو۔ اس نے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تجھ سے

ہو سلام کا جواب نہ دے۔

اس بائٹا جس سمت وہ پیشان گیا

ساتھ ہی منشی رحمت کا بھی قلمدان گیا

ان لے پناہ ان کی آج مدد ان سے مانگ

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ثابت:- اس حدیث پاک سے بھی امام الرسل ہادی سہل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمارا کا ناقابل تردید ثبوت ظاہر ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مد عا علیہ دنیا کے پھل دار درختوں انگوروں، کھجوروں کے بدلے بہشتوں کے پھل دار انگوروں کے درختوں کا سودا فرما رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ آقا امام اُس پڑوسی مد عا علیہ شخص کو بہشتی ہونے کا فیصلہ عنایت کرنا چاہتے تھے۔ ثابت ہمارے بہشت آقا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خداداد جاگیر ہے۔ جس کو

نہایت

ثابت:- اس حدیث پاک میں حضور علیہ السلام کی رعایت اور دنیا کے درخت کے بدلے درخت بمع دائمی ایمان کی سند کے اور پڑوسی کا قبول نہ کرنا پڑوسی اس لائق تھا کہ لئے بدو عا کی جاتی۔ لیکن نبی رحمت نے بدو عا نہیں دی۔

اسلام اس حدیث میں یہ بھی بیان ہوا کہ جان بوجھ کر مسلمان بھائی کو سلام نہ کہنے والا یا نہ دینے والا بہت بڑا بخیل آدمی ہے۔



﴿ زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور ہمارے آقا مختار کُل﴾

حدیث نمبر ۱۹: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَرْضٍ صَلَاتِهِ عَلَى الْمَيِّتِ لَمْ انْصَرَفْ إِلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي مُرِيدُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَنْظُرُ إِلَى حَوْصٍ وَلَا إِلَى بَيْدٍ وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بِي بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَتَنَا فُسُوءًا فِيهَا

(ص ۳۵۰ مسلم شریف، بخاری شریف، باب رُؤْيَا النَّبِيِّ)

ترجمہ: بچپن احادیث کے حافظ اہل القدر صحابی رسول حضرت عقبہ بن عامرؓ اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر نماز تشریف لے گئے اور شہداء اُحد کے مزارات پر نماز جنازہ کی طرح کھڑے ہوئے۔ پھر واپس تشریف لائے اور منبر پہلو گر ہو کر فرمایا میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں میں تم پر گواہ ہوں۔ اور خدا کی قسم تم میں سے اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں کہ تمام خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں۔ اور مجھے خدا ہے جس کی قسم مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے۔ میں اس خوف ہے کہ دنیا کے مال و متاع اہل و عیال کی محبت اور وارثی میں دینی امور کو

اپنے رہ جاؤ گے۔

ع: جنھیں مرقہ میں تاحشر امتی کہہ کر پکارو گے

ہمیں بھی یاد کرواؤ ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

یہ حدیث: اس حدیث پاک میں متعدد اور طرہ تر جلوہ گاہ مقام مصطفیٰ کی بلیغ انداز میں دی گئی ہے۔

یہ بھی متوفی مسلمان کی قبر پر متعدد بار نماز جنازہ کا ادا کرنا صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اور دعا بار بار مانگنا سب کیلئے اجازت ہے۔

”اِنِّي قَرُطٌ لَّكُمْ“ میں تم سے پہلے جانے والا ہوں۔ نبی کو اپنے انجام کا علم ہوتا ہے۔

”وَاَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ“ نبی اپنی امت کا رکھوالا نگہبان ہوتا ہے۔

”لَا تُخْزُوا إِلَى حَوْصِي الْآنَ“ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم از کم قریب تک دیکھ سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو جائزہ حدیث نمبر (۱) ایک۔

”وَاِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتَّى وُضِعَتْ فِي يَدِي“ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کے تمام خزانوں کے مالک

”يَعْلَمُ صَاحِبُهَا أَلْفَ أَلْفِ صَلَوةٍ وَ تَحِيَّةٍ“ ”شُرک کا ارتکاب“

اور ثروت، اہل و عیال کی محبت انسان کو اپنی اصلی حقیقی سوچ سے ہٹا کر تہلکہ خیز دنیا کا ایندھن بنا سکتی ہے۔



ح۔ نبی کا خواب نبی کی بیداری کی طرح ہی ہے۔ اس لئے کہ نبی کی خواب وحی ہے۔ اور اس حدیث میں شہدائے اُحد کے مزارات پر جنازے کا ذکر ہے اس حوالے سے آج کے دور میں غائبانہ جنازہ کی رسم تیار کی جا چکی ہے۔ جو کہ شرعی طور پر ناقابلِ حرج ہے۔ نبی پاک نے پوری زندگی میں صرف ایک دفعہ اصححہ نجاشی شاہ حبشہ کی وفات کے لئے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور یہ صرف خاصہ نبوت تھا۔ کسی بھی دوسرے کو کسی غائبانہ نماز جنازہ کی اجازت نہیں زمانہ رسالت سے لے کر ادوار خلافت راشدہ کے صدیوں تک غائبانہ جنازہ کا کوئی وجود نہیں۔ دور حاضر کے منکر گستاخ لوگوں کا غائبانہ جنازہ کار چایا ہوا ڈرامہ ہے۔ حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کے غزوات نبوی اور فتوحات شام و فارس کے شہداء اور بعد میں بھی صدیوں تک یہاں میں بھی کسی شہید یا امام یا عالم کا غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ کیا گیا۔

### ﴿ایمان افروز نکتہ﴾

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے تھے۔ تو آپ کے مبارک میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔ خواب ہو یا بیداری یکساں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔ یہ بتلائیں وہ کونسی آیت یا حدیث ہے؟ جس میں یہ بات مذکور ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیکر واپس لے لی گئیں۔ جب کہ ایسا حوالہ آیت قرآنی یا حدیث کا ملنا ناممکن ہے۔ البتہ سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چار دزرائے اعظم عطا فرمائے ہیں۔ کونسی حدیث میں ملے گی اور کہاں تک یہ اگلی حدیث میں ملے گا فرمائیے۔

## ﴿سلطنتِ مصطفیٰ کا حدودِ اربعہ﴾

۱۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ اِمْرَانٌ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا اِمْرَانِي مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِئِيلُ وَمِيكَائِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَالْأَمْرُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَمَشْكُوهُ شَرِيف (ص ۵۶۰ جلد ۲)

بارہ سوچو احادیث کے حافظ سیدنا ابوسعید سعد بن مالک خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا! ہر نبی کے آسمان میں دو وزیر ہیں۔ اور دو وزیر زمین والوں سے رہے ہیں۔ تو میرے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام اور زمین والوں سے میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ صحاح ستہ کی معروف کتاب ترمذی شریف میں یہ حدیث ہے۔ (ص ۵۶۰ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

دش پہ تازہ چھڑ چھاڑ فرش پہ طر نہ دھوم دھام

کان جدھر لگا یے تیری ہی داستان ہے

تمام مخلوقات رب الغلین کی پیدا کردہ ہیں ان تمام مخلوقات کا انتظام اللہ تعالیٰ و ملائکہ کو ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

واسطے سے محض بندہ نوازی کے انداز میں (انہیں) سوپ دیا گیا ہے جیسا کہ ان ملائکہ کو اپنا اختیار سوچنے کا ذکر قرآن پاک میں بھی مختلف انداز میں کیا ہے۔ سورہ نازعات کے شروع میں **فَالْمُقْسِمَاتُ أَمْرًا**۔ اللہ تعالیٰ نے امور سلطنت خدا کے کرنے والی فرشتوں کی جماعتوں کے حسن انتظام کی قسم اٹھائی ہے۔

دوسری جگہ سورہ نازعات کے شروع میں فرمایا ہے۔ **فَالْمُدَبِّرَاتُ أَعْلَمَ**۔ حسن تدبیر سے نظام کائنات کا انتظام چلانے والی فرشتوں کی جماعتوں کی قسم

﴿ایک شبہ اور اس کا ازالہ﴾

شبہ: جب اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام پیدا کردہ مخلوقات کی سلطنت اور بادشاہی ملائکہ اور اولیاء کرام کو مالک بنا دیا ہے اور ان کے قبضہ میں دے دیا ہے۔ تو کیا بے مالک نہ ہو گیا؟

ازالہ: اللہ تعالیٰ جہان آخرت کی تمام نعمتوں اور بہشتوں کی تمام زمینوں کی ملک بہشتیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دے دے گا تو کیا خود بے اختیار اور بے مالک گا؟ ہرگز نہیں جب دیتا ہے تو واپس نہیں لیتا وہ بخشنے والا ہے۔ یہ جہان جہان یہ سب اوڑھ کر وڑوں جہان کسی ایک یا زیادہ افراد کو ان کی ملکیت میں دے بھی وہ بے مالک نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ بہشتیوں کی ملکیت **خَالِدِينَ فِيهَا** ابدی ملکیت۔ ہمیشہ سے لے کر ہمیشہ تک حقیقی مالک وہی ہے۔

ایسے ہی ”یا رسول اللہ“ خالق گل نے آپ کو مالک گل بنا دیا

ع۔ وہی نور حق وہی ظن رب ہے انہی سے سب ہے انہی کا سب

نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان

﴿نبی کا فقر اور غریبی اختیاری ہوتی ہے﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَأَرْتُ مَعِيَ لَيْلَ الذَّهَبِ۔

(رواہ فی شرح الشیخ ص ۵۲۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

انہیں سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیہما روایت کرتی ہیں۔ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ کا مالک بن لوں۔

یہ ایسا مالک جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے

بتاؤ اے مفسر کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

منصور سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاز مطلق مالک کے باوجود دنیا کے مال و زر اور ٹھانڈے ہاتھ کو اپنی ذاتی زندگی کے لئے پسند نہیں کرتے تھے۔

یہ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر اختیاری تھا۔ لا چارگی اور اضطراب کی غربت کا آپ سے

مطلب بھی نہ تھا۔ اسی لئے اس حدیث پاک میں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری

پسند و رضا کو بہت بلند و بالا مقام عطا فرمایا ہے (لَوْ شِئْتُ) اگر میں

مطلقاً ارادہ فرمانے سے سونے کے پہاڑ میری خدمت اور فرماں برداری

تسلیم خرم رہیں۔ اور ہر وقت میرے ساتھ ساتھ چلا کریں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ كَيْسِي

مطلقاً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ع۔ کروں تیرے نام پہ جان فدا بس اک جان دو جہان فدا  
دو جہان سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہان فدا

﴿فرائض اسلام کا نفاذ اور رضائے مصطفیٰ﴾

حدیث نمبر ۲۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ فِدَاكُمْ عَلَى كُمْ الْحَجُّ فَحُجُّوا فَقَالَ رَجُلٌ " أَكُلُّ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ --- الخ (ص ۳۳۲ جلد ۱ مسلم شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ مبارک ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض کر دیا گیا کرو۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال؟ تو آہستہ ہو گئے۔ سائل نے تین بار سوال دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دوں۔ تو ہر سال ہی ہر مسلمان پر حج فرض ہو جاتا۔ اور تم ہر سال فریضہ حج ادا کرو۔ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ جب تک میں خود کوئی حکم نہ دوں۔ بے شک تم لوگ اپنے پیغمبروں سے غیر ضروری سوال کرنے کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ جب کسی چیز کا حکم دوں اس کی تعمیل کرو جتنا ہو سکے۔ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو ترک جاؤ۔

ہمارے آقا لجال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شریعت مطہرہ میں ہر سال ہر مسلمان پر حج فرض فرمادیں۔ وہ کام امت پر فرض ہے۔ جس کام کی توثیق و تصدیق فرمادیں۔ وہ کام امت پر فرض ہے۔

یہ اپنے نبی سے سوالات کرنا موجب ہلاکت ہے۔

۱۔ اثبات نجات ہے۔ اور نبی کے حکم کی تعمیل ایک بنیادی فرض ہے۔

۲۔ اثبات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل سے فرمادیتے (نَعَمْ) ہاں تو بجائے کہ ہر سال ہر آدمی پر حج فرض ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرعی احکام کے نفاذ میں مجاز مطلق ہیں۔ یہ مفہوم حدیث کے اس لفظ سے برآمد ہوا کہ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوْ حَبِثَ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ۔



## ﴿نبی اپنی شریعت کا مختار اور مجازِ کل ہوتا ہے﴾

حدیث نمبر ۲۳: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ هَلْ كُنْتُ لَكَ رَجُلٌ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَيَلَاكَ مَا لَكَ وَقَعْتُ عَلَى إِمْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ... (ص ۳۸۳ معانی الآثار المأثورة)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تباہ ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تیرے لئے افسوس کیا ہوا تھا کہ میں نے عرض کیا میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا لگا تار روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھا دے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ آدمی کھجوروں کا ٹوکرا لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سائل کہاں گیا؟ سائل اٹھ کر حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ کم

میں تقسیم کر دے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مدینہ طیبہ میں مجھ کو کون غریب ہے؟ تو سرکار نے ہنسٹہ فرمایا یہاں تک کہ آپ کے اکثر ذرّہ وندان ہوں گے۔ فرمایا جاؤ۔ اپنے بچوں کو کھلا دو تمہارا کفارہ ادا ہو گیا۔

آسمان خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان

صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا

حدیث:- اس حدیث پاک کے چند بنیادی نکات یہ ہیں۔

۱۔ روزہ کر روزہ توڑنے والے پر مذکورہ کفارہ لازم ہے۔ اور اس کے تین درجے ہیں۔ ۱۔ غلام آزاد کرنا۔ ۲۔ دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا اصل ٹوٹے ہوئے کی ادائیگی کے علاوہ۔ ۳۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ چونکہ اس زمانہ میں عالمی قانون میں ممنوع ہے۔ اس لئے یہ پہلی صورت کفارے کی ناممکن ہے۔ اس صورت:- جو آدمی دو ماہ لگا تار روزے رکھ سکتا ہو رمضان المبارک مہینہ کے علاوہ روزے رکھے۔ اسے حدیث مذکورہ کے الفاظ کی ترتیب کے مطابق تیسری صورت ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

۲۔ آدمی دو ماہ لگا تار روزے نہیں رکھ سکتا وہ آدمی ساٹھ مسکینوں کو درمیانے طبقے کی چیزوں کے مطابق دو وقت کا کھانا کھلائے۔ اس حدیث کے روح رواں الفاظ ہیں۔ (الْبُخَارِيُّ أَهْلَكَ) روزہ توڑنے والے نے جب کفارے کی تینوں اقسام سے اجتناب کر لی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتفاقاً ایک آدمی کے لئے ہوئے مسکینوں کا ٹوکرا سائل کو دے کر فرمایا یہ غریبوں میں تقسیم کر دو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ ۳۔ مائل! کائنات کے عالمی نخی کے در پر ہے۔ چل گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ



وسلم مدینہ طیبہ میں مجھ سے بڑھ کر کوئی اور غریب ہے ہی نہیں۔ میں کس کو کھلاؤں۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب مسکرائے اور دریائے رحمت میں آگیا اور فرمایا جاؤ (أَطْعِمُوهُ أَهْلَكَ) اپنے گھر والوں کو یہ کھجوریں کھلا دو تمہارا ادا ہو گیا۔

حالانکہ اب بھی اور اس وقت بھی قانون شرعی یہی رہا ہے جو جان بوجھ کر روزہ توڑنے کے لئے کفارہ لازمی ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلق اور مختار کُل ہیں۔ اس لئے مسائل کو خصوصی رعایت عنایت فرمائی۔ کفارہ ۱۰ روپیہ نہیں کیا بلکہ کئی دنوں کے لئے اس کے اہل و عیال کی روزی کا انتظام بھی فرمادیا۔

ع۔ سنیوں اُن سے مدد مانگے جاؤ

پڑے بکتے رہیں بکنے والے

اُن جہانوں میں نبی اپنے ہر امتی کا مالک رہا ہے ﴿

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي  
الْأَمْرِ وَالْآخِرَةِ إِقْرَؤْ! إِنْ شِئْتُمْ۔ النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ  
نَفْسِهِمْ فَإِنَّمَا مُؤْمِنٌ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصْبَتُهُ مَنْ  
وَمَنْ تَرَكَ ذِينًا أَوْ ضِيعًا فَلْيَأْتِنِي بِهِ فَإِنَّا مَوْلَاهُ

(مس ۲۳۰ جلد ۶ عمدۃ القاری شرح بخاری باب (صلوۃ علی من ترک دنیا)

۱۲ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہر ایمان والے کے زیادہ قریب اور بہتر مالک رہا ہوں۔ پھر قرآن پڑھ کر دیکھ لو (النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کی جانوں سے بھی اُن کے قریب ہیں۔ تو جو مؤمن فوت ہو جائے اور مال چھوڑ جائے تو اُس کے عصبہ اور عیال کے لئے ہے۔ اور اگر وہ قرضہ چھوڑ جائے جو میت کے ذمے واجب الادا ہو۔ یا وہ مال چھوڑ جائے۔ تو اُن بچوں کی کفالت اور قرضوں کی ادائیگی میرے ذمے ہے۔ اُن میں اُس متوفی مؤمن کا ہمیشہ سے مالک رہا ہوں۔

ن۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

شرح حدیث: پوری کائنات کا خالق اللہ عین معبودہ کی ذات پاک ہی ہے اور حقیقی مالک بھی ہے۔ لیکن جزوی یا کُلّی مالکیت جس کو چاہے عطا فرمادے۔ یہ موجودہ طبقات انسان و مادیہ تو کیا اللہ تعالیٰ ایسے کروڑوں جہان پیدا فرما کر کسی ایک فرد کو ساری ملکیت عطا کر دے تو اُس کے مالک حقیقی ہونے میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آئے گا۔ جیسا کہ بہشتیوں کی ہمیشہ کی مالکی بہشتیوں کو دے دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ برابر مالک حقیقی ہی رہے گا۔ کیسی بنیادی نہ تو نئے والی ملکیت کا ذکر ہمارے آقا بچال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا انداز میں فرمادیا کہ میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کا اُس کی ذات سے زیادہ مالک ہوں۔ دراصل درتالچائیں اور اُس کے بچوں اور قرضوں کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ بوجھ اٹھانے والے سب کے غم خوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ بخاری شریف کی اس مذکورہ حدیث میں لفظوں پر غور کیا جائے تو فہم بلاغت اور دین کے مسئلہ اصولوں کے مطابق بات ثابت ہو رہی ہے۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر مومن امتی کے ہر جزو کے کُلّی مالک ہیں۔ مومن۔ ماحرف نفی اور منفی لفظ کے درمیان جب اس آئے تو یہ مبنی استغراقی ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی کئی جگہ موجود ہے۔ مثلاً: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ یعنی زمین میں چلنے والی تمام جاندار چیزوں کی روزی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ جیسا کہ ماحرف نفی اور منفی لفظ دَابَّةٍ کے درمیان لفظ مبنی استغراقی سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ہر جاندار کی روزی کُلّی طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ ایسے ہی اس حدیث کے لفظ مَآمِنِ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَىٰ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ کا ایسے ہی ترجمہ کیا جائے گا۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایمان والے

مومن امتی اُس کے کُلّی مالک رہے ہیں۔ اور اس حدیث مذکورہ میں اپنی اُمت کے ایمان داروں یا سابقہ اُمتوں کے ایمان داروں کے درمیان کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ مبنی فرمادیا۔ کہ کوئی بھی ایمان والا پہلا ہو یا موجودہ یا بعد کا ہر ایمان والے کی ہر ہر ملکیت کا اعلان فرمادیا۔ اور اس حدیث پاک میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کے ساتھ کُلّی ملکیت کا اعلان وقتی یا عارضی نہیں بلکہ ہمیشہ سے لیکر اُمتی استمراری انداز بھی لفظ بیان فرمادیا۔ اور وہ اسی حدیث کے الفاظ سے ثابت ہے۔ حدیث پاک جملہ اسمیہ کے مقام پر موجود ہے۔ اور اس کی خبر بھی جملہ اسمیہ کے جملہ اسمیہ کی خبر بھی جملہ اسمیہ ہی ہو یا کوئی مُفرد لفظ ہو تو اس جملے کا مفہوم یہ نکلی سے بنیادی طور پر متعلق ہوتا ہے۔ جیسا کہ فہم بلاغت کے اصولوں میں سے اصل ان الفاظ میں مذکور ہے۔

جُمْلَةُ الْأَسْمِيَّةِ لَا تُفِيدُ الثَّبُوتَ بِأَصْلِ وَضْعِهَا وَلَا الْأَسْتِمْرَارَ  
الْعَرَّائِنِ إِلَّا إِذَا كَانَ خَبَرُهَا مُفْرَدًا أَوْ جُمْلَةً إِسْمِيَّةً أَمَّا إِذَا  
أَنَّ خَبَرُهَا جُمْلَةٌ فَعَلِيَّةٌ فَلَا تُفِيدُ التَّجَدُّدَ - أَلْبَلَاغَةُ  
الْوَاضِحَةِ لِعَلِيَّ الْجَارِمِ

(عربی مطبوعہ مصر ص ۱۳۹)

جملہ اسمیہ اصل وضع کے لحاظ سے ثبوت (یقین) کا فائدہ نہیں دیتا اور نہ قرآن و احادیث اور استمرار کو ظاہر کرتا ہے۔ ہاں اگر جملہ اسمیہ کی خبر مفرد ہو یا جملہ اسمیہ کی خبر اسمیہ ہی ہو تو ضرور ثبوت و دوام (ہمیشہ کیلئے) جاری رہنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر اسمیہ کی خبر جملہ فعلیہ ہو تو اُس وقت حدوث و تجدد (مختلف تبدیلیاں) کا فائدہ دیتا

ہے ۱۲۔ خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱) ہر ایمان والے کی ہر ہر بڑی کے کئی مالک و مولا ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک

﴿حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار

کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کا موازنہ﴾

کوئی بھی نبی یا ولی مطلق بے اختیار نہیں ہوتا۔ البتہ کچھ آیات قرآنیہ اور کچھ احادیث

سے ظاہری طور پر نبی یا ولی کا بے اختیار ہونا منکر لوگ ثابت کرتے ہیں۔ لیکن (۱)

بَعْضٍ وَنُكْفَرُ بَعْضٍ) بعض قرآنی آیات کو مان لینا اور بعض

بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مختلف مضامین کی حامل آیات اور احادیث کا آپس میں جب تک موازنہ یا موازنہ

کی جائے۔ قرآن و حدیث پر ایمان رکھنا محال رہے گا۔ جن آیات میں اللہ

علاوہ کسی کو بھی باختیار ماننے کا انکار ہے۔ وہ آیات درج ذیل ہیں۔

﴿منفی آیات کریمہ﴾

۱۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبُهُمْ لَا

(پارہ ۲۰ رکوع ۱۵)

ظِلْمُونَ ۝

۲۔ إِنْكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ

(پارہ ۲۰ رکوع ۱۹)

وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

۳۔ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقْضُ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَصْلِينَ ۝

(پارہ ۷ رکوع ۷)

وَاللَّهُ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

(پارہ ۲۰ رکوع ۲۴)

سَلَفُونَ ۝

۱۔ یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر

ظالم ہیں۔

۲۔ یہاں یا رسول اللہ آپ جسے پسند کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ اور

۳۔ ایت دیتا ہے جسے چاہے وہ ہدایت والوں کو بخوبی جانتا ہے۔

۴۔ وائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی حاکم نہیں وہ حق بیان فرماتا ہے۔ اور وہ بہتر

الہ ہے۔

۵۔ اور آپ (یا رسول اللہ) دل کے اندھے گمراہوں کو ہدایت نہیں دے سکتے

۶۔ ایمان والوں کو آپ سنا سکتے ہیں۔ جو ہماری آیات پر ایمان رکھنے والے فرماں

﴿وہ آیات جن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

محبوب نبی کو اختیار بے کنار عطا فرمایا ہے﴾

۱۔ إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ۝

۲۔ وَأَنْتَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝

(پ ۲۵ رکوع ۶)

۳۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ

۴۔ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ (پ ۲۵ رکوع ۶)



آیت نمبر ۴:- **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِي مَا بَيْنَهُمْ لَمْ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيَسْلِمَوا تَسْلِيمًا** (پ ۱۱۵)

آیت نمبر ۵:- **وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ** (پ ۱۱۶)

آیت نمبر ۶:- **وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ لَئِنْ يَشَاءُوا لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَئِنْ يَقُولُوا إِنَّا لَا أَرْجُو إِلَّا اللَّهَ لَنَعَذِّبَنَّهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا** (پ ۱۱۷)

ترجمہ آیت نمبر ۱:- ہم نے (یا رسول اللہ) آپ کو خوش کوثر (سمیت سب کچھ) عطا فرمایا۔  
ترجمہ آیت نمبر ۲:- اور آپ (یا رسول اللہ) صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتے ہیں۔

ترجمہ آیت نمبر ۳:- اور اگر یہ (افتمی لوگ) جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں آپ کے پاس حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول پاک ان کو معافی دلوادیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ تو بہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

ترجمہ آیت نمبر ۴:- تو آپ کے رب کی قسم لوگ اُس وقت تک ایمان دار نہیں ہوں گے۔ جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہیں مان لیتے۔ پھر آپ کے فیصلوں کی راہ میں تنگی محسوس بھی نہ کریں۔ اور ہمہ وقت سر تسلیم خم رہیں۔

ترجمہ آیت نمبر ۵:- اور (کیا ہوا) اگر وہ (منافق لوگ) راضی ہو جائیں جو ان کو اللہ، رسول نے عنایت فرما دیا۔ اور وہ کہیں اللہ ہمیں کافی ہے۔ اللہ اور اُس کا رسول اپنے فضل

بات ہیں۔ ہم اللہ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔

۱۔ اور وہ (منافق لوگ ایمان والوں سے) اسی وجہ سے بد لے لیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فضل سے ایمان والوں کو دولت مند بنا دیا اگر منافق تو بہ کر لیں تو اُن کو اللہ کی طرف سے عذاب ملے گا۔ اور اگر وہ پیٹھ پھیر گئے تو اللہ تعالیٰ ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔

۲۔ ہم اللہ کے سوا زمین میں اپنا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

۳۔ ثابت آیات میں تضاد نظر آرہا ہے۔ جیسا کہ آیت ۲ نمبر منفی میں یہ بات ہے کہ ہم اللہ سے سوا زمین میں اپنا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

۴۔ اور آیت ۳ نمبر منفی میں یہ بات ہے کہ آپ کو حاکمیت میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ اور آیت ۴ نمبر مثبت آیت میں یہ بات ہے کہ جب تک

ہم اللہ سے سوا زمین میں اپنا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

☆☆☆

۱۔ ہم اللہ سے سوا زمین میں اپنا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ اور اگر کوئی فرقہ داریت کی خباثت سے ملوث ہے اور باطن پلید ہے۔ تو

۲۔ ہم اللہ سے سوا زمین میں اپنا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ اور اگر کوئی فرقہ داریت کی خباثت سے ملوث ہے اور باطن پلید ہے۔ تو

۳۔ ہم اللہ سے سوا زمین میں اپنا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔ اور اگر کوئی فرقہ داریت کی خباثت سے ملوث ہے اور باطن پلید ہے۔ تو



﴿وسيله جليله امام الانبياء صلى الله عليه وآله﴾

حدیث نمبر ۲۵:- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ  
رَجُلًا أَعْمَى الْبَصَرِ أَنِّي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
فَقَالَ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ صَبِرْتَ  
لَكَ قَالَ فَاذْعُهُ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَيَدْعُو بِهَا  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ  
وَيَا مُحَمَّدُ أَنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي لِيَقْضِيَ لِي  
هَذِهِ اللَّهُمَّ فَشَفَعَنِي فِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(ص ۲۱۹ جلد ۱، ۱۹۸۰ء)

ترجمہ:- حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا نے یوم النشور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! سے دعا کیجئے کہ میری آنکھیں روشن فرمادے۔ آپ نے فرمایا تو صبر کر۔ بہت بہتر ہے۔ نابینا نے عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا فرمادیجئے۔ (یہ بیان نبیائی واپس مل جائے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو کر۔ اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ اور میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوں۔ اور یا رسول اللہ میں آپ کو لے کر اپنے رب کے دروازے پر پہنچاؤں۔ ہوں تاکہ میری مشکل حل ہو۔ اے اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہو۔

—

ہمار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو

جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

﴿اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے چار طریقے﴾

طے ایسی حدیث میں مذکور ہیں۔

۱۰۔ اے مانگنا (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ) ۲۔ یا اللہ نبی پاک یا ولی کا  
 ۱۱۔ اے اِنکے بِنیتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۳۔ یا رسول اللہ یا  
 ۱۲۔ (اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ) ۴۔ (بزرگوں سے بلا  
 ۱۳۔ دل اللہ یا پیر و دیگر میری مدد فرمائیے یا میں آپ سے مانگتا ہوں  
 ۱۴۔ مرافقتک فی الجنۃ) اس طریقے نمبر ۴ کی تفصیل حدیث نمبر ۱۶ میں ملاحظہ ہو  
 ۱۵۔ افس ہو گئی کہ ان چاروں طریقوں میں سے کسی طریقے کے مطابق مانگا  
 ۱۶۔ میں دانگی و اما اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ربی ہے۔

۱۔ مالی سے کسی کا واسطہ ڈالے بغیر مانگنا۔ ۲۔ بالواسطہ یا اللہ نبی کا صدقہ یا واسطہ سے جلا واسطہ ڈال کر یکٹ۔ ۳۔ نبی یا ولی سے اللہ کا واسطہ دے کر مانگنا۔

مانگنے کے لئے اس حدیث میں تین طریقے مذکور ہیں۔ اس عمل کو دوبارہ ابن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دہرایا گیا۔ دور خلافت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں کسی آدمی کو حضرت عثمان خلیفہ وقت سے کوئی ضروری کام ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے تھے۔ اتفاقاً اس آدمی کی حضرت عثمان

بن حنیف صحابی راوی حدیث سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے اُس آدمی کے لئے عمل کو دہرانے کے لئے کہا۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اور یہی دہرائی گئی۔ وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے در دولت پہ جا کر حاضری دی۔ وقت اُس آدمی کے استقبال کے لئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ دہرائی گئی۔ اُس کے اندر اُس کو ساتھ لے گئے۔ اُن کی مشکل حل کی اور فرمایا آئندہ یہ مسئلہ نہ آئے۔ حاجت ہو تو ہمیں بتا دینا۔ آپ کا کام ضرور کیا جائے گا۔

### ﴿مدینہ شریف میں قحط اور روضہ رسول کی چھت﴾

حدیث نمبر ۲۶: عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ فَخَطَّ شَدِيدٌ أَفْشَكُوا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْظَرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَجْعَلُوا كُؤَةً إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ مَقَرٌّ فَفَعَلُوا فَمَطَرُوا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمْنَتِ الْأَعْيُنُ حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُفِيَ غَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- ابو الجوزاء روایت کرتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ایک دفعہ شدید قحط سالی آیا۔ لوگ اکٹھے ہو کر سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ قحط سالی کی وجہ سے آنسو بہنے لگے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ نے فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک

رواضہ مبارکہ کی چھت کو ایک جگہ کھول کر سوراخ کر دو کہ آسمان اور روضہ رسول کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ لوگوں نے روضہ رسول پر جا کر ویسے ہی کیا اور دعا کی۔ بارش ہوئی کہ سرسبزی اور شادابی بے تحاشا ہوگئی۔ جانور بے حد مولے تازے پیدا ہو گئے۔ اس سال کو سالِ فتح قرار دیا گیا۔ فتح کا معنی ہے پھنسا۔ یعنی زمین پر کھسکتے زیادہ ہوئی اور جانور خوب چرے پیلے ہو گئے۔ اس لئے اس سال کو عام الفتح کہتے ہیں۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا (ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

نوٹ:- اس حدیث پاک سے درج ذیل مفہیم ظاہر ہیں۔

۱۔ حالت مصیبت میں اللہ والوں کے درباروں پر حاضری دینا سنت صحابہ ہے۔ اگر کسی کی حالت میں پرمانوع ہوتا تو ام المؤمنین صاف فرما دیتیں جاؤ کھلے میدان یا مسجد میں حاضری دینا سب سے دعا مانگو۔

۲۔ امام حق و صداقت کے پیکر تھے۔ صدقِ نیت سے دربار محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دی۔ مشکلیں حل ہو گئیں۔ دارمی محدث کے علاوہ اس حدیث کو مفتی محمد امجد علی نے اپنی کتاب مفہیم صحیح ان صحیح عربی مطبوعہ سعودیہ میں ذکر کی ہے۔





ج۔ اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ ۔ بیشمار احادیث میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ اکثر اوقات جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات کے متعلق ہنسنا شروع فرماتے تو ان کا جواب دینا رسول اللہ علیہم اجمعین یہی الفاظ دہراتے اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ بہتر جانتے ہیں۔ اللہ ورسول نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے۔ اللہ ورسول ہم سے کہتا ہے کہ تم اس کو قرآن اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ ایسے الفاظ کہنے والوں کو قرآن نے ایمان دار قرار دیا ہے۔ اور ایسا اختیار کرنے والوں کے انداز کو منافقت سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً

وَمَا تَقْصُوا إِلَّا أَنْ أُغْنِيَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (پارہ ۱۰)

ترجمہ:- اور منافق لوگ ایمان والوں سے اس لئے دشمنی رکھتے ہیں کہ ان کے اپنے فضل سے ایمان والوں کو مال دار بنادیا ہے۔ تو اہل سنت و جماعت بالخصوص مسک کو اللہ اور اُس کے رسول نے تمام سرمایہ ہائے وجود سے بڑھ کر دولت سے نوازا ہے۔ مثلاً وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آلَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ

(پارہ ۱۰ ارکون)

ترجمہ:- اور (منافقوں کو کیا نقصان ہے) اگر وہ اللہ و رسول کے دیئے ہوئے راضی ہو جائیں اور کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے۔ اللہ و رسول اب اپنے فضل ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔ یعنی یہ الفاظ بطور وصولِ نعمت کہ اللہ و رسول اپنے فضل سے اب بھی دیتے ہیں۔

سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ

اہلسنت و جماعت کا یہ فطری طرز و امتیاز رہا ہے۔

۱۱۔ کیا کی فتوحات اہل حق کے وسیلہ سے منسلک ہیں ﴿

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ  
مَعْرُوفَتَانِ "مَنْ النَّاسِ فَيَقُولُونَ هَلْ فِيكُمْ مَنْ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ  
أَهُمْ لَمْ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ" فَيَعْرِضُ فِتْنَامٌ "مَنْ  
لَيَقُولُونَ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحِبَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ  
الْحَقُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ماہر، سعید سعد بن مالک خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم  
مدینہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ کچھ غازیان اسلام  
جنگ میں مصروف ہو گئے۔ پوچھیں گے تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو صحابی  
نہ کہیں گے ہاں صحابی رسول کا وجود موجود ہے۔ تو ان غازیان اسلام کو فتح  
ہو جائے گی۔ پھر ایک ایسا اور وقت آئے گا۔ اسلام کے غازی لوگوں سے پوچھیں  
کوئی ایسا بھی ہے؟ جس نے صحابی رسول کی زیارت کی ہو۔ تو لوگ صحابی رسول  
کے رنے والے تابعی کو ڈھونڈ نکالیں گے۔ تو ان کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ پھر  
ایک ایسا اور وقت آئے گا۔ کہ غازیان اسلام کفر اسلام کی جنگ میں مصروف ہو  
جائیں گے (بانی کیلئے) لوگوں سے پوچھیں گے۔ کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے؟ جس نے صحابی

رسول کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعی) چنانچہ ایسا شخص ۱۷۰۰  
اسلام کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے راویوں کے ساتھ  
(ص ۵۵۳ جلد ۲) منقول کیا ہے۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں جہاں جہاد کو نہایت حسین پیرا بیان کیا گیا ہے وہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کبار کی شان اور صالحانہ  
واضح انداز میں لفظی طور پر بیان کی گئی ہے۔

۱۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یوں بھی مذبور ہے۔ حضور علیہ السلام  
میرے صحابہ کرام کو گالیاں نہ دو۔ کوئی بھی غیر صحابی اگر اُحد پہاڑ کے برابر ہو گا تو میں  
وے تو میرے کسی صحابی کے ایک کلو صدقے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا آسمان کے تارے آسمان کے قیام کیلئے امان رہے ہیں۔ جب جہڑ جائیں گے۔ آسمان قائم نہیں رہے گا۔ اور میرے صحابہ کرام میری امت ہیں۔  
جب میرے صحابہ کرام دنیا سے روپوش ہو جائیں گے تو بعد میں قیامت پہاڑوں  
تک میرے صحابہ دنیا میں دنیاوی زندگی گزاریں گے۔ قیامت نہیں آسکے گی۔

ب:۔ حضور سید الکل فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ تمام لوگوں کیلئے  
ہیں۔ جن کے وجود کی برکت سے مصائب دور ہوں۔ مشکلات حل ہوں۔ ان  
ذاتوں کو برا بھلا کہنے والا اور گالیاں نکالنے والا اپنا ایمان کیسے سلامت رکھ سکے گا؟  
ج:۔ صحابہ کرام کی شان قرآن نے جو بیان کی ہے وہ کوئی مخفی بات نہیں ہے۔  
استشہاد قرآن کی دو عظیم الشان آیات کو کنز الایمان اردو ترجمہ نکال کر تلاوت  
اپنے ذوق ایمان میں اضافہ فرمائیے۔

مَنْ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ  
بَاخَسَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۝  
(پارہ ۱۱ رکوع ۲)

رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ  
(پارہ ۲۶ سورۃ فتح)

پہلے کرنے والے (ایمان لانے والے) (مکہ سے مدینہ) ہجرت  
ان کی لداؤ کرنے والوں اور ان کی اتباع کرنے والوں سے اللہ راضی  
اشی ہو گئے۔

۱۔ ان سب ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا (یا رسول اللہ) جب ایمان  
نے نیچے آپ کے دستِ حق پرست پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر رہے تھے۔ اور یہ  
صحابہ کرام تیرہ سو سے زائد تھے۔ جن میں سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر بن  
امان غنی و سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔

## ﴿اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کے قانون پر غالب ہے﴾

حدیث نمبر ۲۹: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فَيَمَنْ قَبْلَكُمْ رَحِمَ اللَّهُ نَسْعَةً وَتُسْعِينَ نَفْسًا فَسَأَلَ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَقَالَ اللَّهُ لَا تَزَالُ تَزِيدُهُمْ إِلَّا عَذَابًا... الخ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ هَذِهِ أَنْ تَبْلُغَهُمْ هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ أَذْنَى إِلَيَّ الْأَرْضِ أَرَادَ بِشَيْءٍ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ.

(ص ۳۵۹ جلد ۲ مسلم شریف ص ۴۴-۴۵ ریاض الصالحین)

ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم رؤف ورحیم عالم و آلاء و سلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا۔ جس نے (اپنی قوم کے) ننانوے آدمی ناحق قتل کیے تھے۔ اس نے وقت کے بڑے عالم کی تلاش کی اور ایک راہب سے ایک راہب عبادت گزار کا پتہ دیا۔ راہب سے چاکر پوچھا کہ میں ناحق قتل کر چکا ہوں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اُس نے کہا تیری توبہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔ اُس سفاک آدمی نے اُس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ سو قتل پورا ہو گیا۔ پھر اُس نے لوگوں سے کسی اور بڑے عالم کا پتہ پوچھا۔ تو اُس کو بتایا گیا کہ فلاں آدمی بہت بڑا عالم ہے۔ وہ اس عالم کے پاس پہنچا (جو واقعی خبردار عالم تھا) اور اُس نے سوا آدمی ناحق قتل کیا ہے۔ کیا میری نجات (توبہ) ہو سکتی ہے؟ اُس عالم نے تیری توبہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے۔ جاؤ فلاں علاقہ میں

اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے والے رہتے ہیں۔ اُن سے مل کر عبادت کرنا بہت ہی قبولیت ہو سکتی ہے۔ اور واپس اپنے علاقے میں مت آؤ۔ کیونکہ وہ جہنم میں ہیں۔ چنانچہ وہ آدمی مطلوبہ جگہ پر پہنچنے کے لئے سفر پر روانہ ہو گیا۔ نصف سال تک وہ وہاں رہا۔ آخری وقت آ گیا۔ سكرات موت میں مبتلائے مصیبت قاتل ہو گیا۔ اس کی رحمت کے فرشتے بھی آ گئے۔ اور عذاب کے فرشتے بھی آ گئے۔ اس نے میت سے متعلق اپنا اپنا استحقاق بیان کیا۔ رحمت والی فرشتوں کی مدد سے آدمی توبہ کی نیت سے گھر سے نکلا ہے۔ لہذا اسے معافی ہو سکتی ہے۔ ہم اسے معافی نہیں گے۔ عذاب والی فرشتوں کی جماعت نے کہا اس آدمی سے معافی نہیں ہے۔ جس نے سوا آدمی ناحق قتل کیا ہے۔ اسے معافی ملنے کا سوال ہی نہیں ہے۔ اُس آدمی کو ہم اپنے ساتھ لیجا نہیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ اس میں فیصل اور بیخ بن کر بھیجا جس کو فرشتوں کی دونوں جماعتوں نے اپنا اپنا حصہ لیا۔ اس نے کہا اس میت کے گھر سے لیکر جہان اولیاء صالحین نیک لوگوں کی مدد سے یہ جانا چاہتا تھا زمین کی پیمائش کر لو۔ جس مقام پر اس آدمی کی موت واقع ہوئی۔ اللہ والے نیک لوگوں کی بہتی کی قریب پڑھ جائے تو اسے رحمت کے دروازے مل سکتے ہیں اور اگر اولیائے کرام کی بہتی جہاں یہ جانا چاہتا تھا۔ دور پڑے اور اس کا گھر دور رہا تو اسے قریب پڑے۔ تو عذاب کے فرشتے اس ظالم کی روح کو لیجا نہیں سکتے۔ پیمائش کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گھر سے لیکر مرنے کی جگہ تک اسے فرمایا تو دور ہو جا کھل کر فراخ ہو جا اور مرنے کی جگہ سے لیکر اولیاء صالحین کی مدد سے زمین کے ٹکڑے سے فرمایا تو قریب ہو کر ذرا سکر جا۔ پیمائش کرنے پر



پتہ چلا۔ کہ اللہ والوں کی ہستی مرنے والے ظالم کو اپنے گھر کی نسبت ایک گھر کی طرح ہے۔ تو رحمت کے فرشتے اس فوت ہونے والے آدمی کی روح اپنے ساتھ لے کر جہنم کی آگ میں شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں درج ذیل امور بدیہی طور پر نظر آ رہے ہیں۔  
۱۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کے قانون پر حاوی اور غالب ہے۔ گناہوں کی عین غفلت میں قانون خداوندی ہے لیکن جسے چاہے اپنی قدرت کاملہ سے معاف فرما دے۔  
۲۔ حقوق اپنی طرف سے ادا کر کے ظالم کو بخش دے۔

ب۔ اولیاء کرام کے واسطہ وسیلہ و رابطہ کی عظمت کا اظہار بے مثال انداز میں کرنے والا بزرگوں کی حاضری کی نیت سے ابھی سفر میں ہے۔ بزرگوں کی حاضری سے ابھی پہنچا نہیں کہ اس کو کس مبلغ انداز میں معافی عنایت ہوئی کہ زمین کے تمام گناہوں کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ذرا قریب ہو جا۔ اور اگر بحضور اولیائے کرام حاضری ہو جائے تو اس مقام پر خداوند کریم سے سچے دل سے توبہ کرنے کی نیت سے پہنچ جائے۔ تو اس مقام پر خداوند کریم کا حصول اور بزرگوں کی عطا کیا سماں ہوگا؟

ج۔ اللہ تعالیٰ محض اپنی قدرت کے اظہار کیلئے ایسے مناظر و مناظر قائم فرماتا ہے۔ در نہ اکثر قانون خداوندی پر عمل درآمد ہوگا۔ قیامت کے دن بھی جہاں جہاں مظلوم کا حق اپنے پلہ رحمت سے ادا کر کے مظلوم اور ظالم دونوں کو نجات دلا دے گا۔ اور اپنے قانون پر اپنی قدرت کی بالادستی کا اظہار فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ ظالم کو بھی معافی ملنا محض قدرت الہی کا ایک کرشمہ ہے ﴿

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ مَرْزَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَعَا لَمَّةً عَشِيَّةً عَرَفَةَ مَرَّةً فَأَجِيبَ أَنَّى قَدْ عَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الْمَظَالِمَ فَأَنَّى عَفَرْتُ لِلْمَظَالِمِ فَلَمْ يَجِبْ عَشِيَّتَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ دَعَا لَمَّةً أَعَادَ الدُّعَاءَ فَأَجِيبَ إِلَيَّ مَا سَأَلَ قَالَ فَضَحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْكَلْبِ اللَّهُ عَنْهُمَا بَابِي أَنْتَ وَأَقْوَى إِنَّ هَذِهِ لَسَاعَةٌ مَا كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّ فِيهَا فَمَا الَّذِي أَضْحَكَكَ أَضْحَكَ اللَّهُ سِنَّكَ قَالَ يَا أبا بَكْرٍ وَاللَّهِ إِنْ لَيْسَ لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ اسْتَجَابَ دُعَائِي لَمَّا مَنَى أَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْتُو عَلَى رَأْسِهِ

(ص ۲۲۹ جلد مشکوٰۃ شریف رواہ ابن ماجہ والبیہقی)

عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شام دعا فرمائی۔ دعا قبول ہوئی البتہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو معافی کرنے کا وعدہ نہ ہوا۔ اس لئے کہ مظلوم

کو ظالم سے ہر صورت بدلہ دلایا جائے گا۔ حضور علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر تو چاہے کہ مظلوم کو جنت سے بدلہ عطا فرمادے۔ اور ظالم کو جہنم فرمادے۔ لیکن یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ واپسی پر مزدلفہ میں صبح کے وقت بارے وہ بارہ دعا مانگی تو قبول ہو گئی۔ تب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکر و عمر رضوان اللہ علیہما نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں تو آپ ان کے گناہوں کو معاف فرمائیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ شاد رکھے۔ انہوں نے پوچھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن کو جہنم میں مسکرائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن کو جہنم میں ساری دعا کی قبولیت کا پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کا بقایا بھی قبول فرمایا۔ میری ساری امت کی معافی کا وعدہ فرمایا ہے تو وہ اپنے سر میں اپنے ہاتھ سے اس وجہ سے میں نے مسکرا دیا۔

شرح حدیث :- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور کی خصوصیت بیان کی گئی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے قانون پر اس کی قدرت غالب ہے۔

۲۔ ب۔ محض رحمت اور اپنی قدرت کی بنا پر اللہ جب کسی ظالم کو بخشنا چاہے وہ رحمت سے جنت سے اسے معاوضہ عطا فرمادے گا۔

ج۔ قانون یہ ہے کہ ظالم کو دوزخ میں جلا کر سزا دی جائے گی۔ اور قدرت سے اس کو اس کے حق کے بدلے اسے جنت عطا فرمادے گا اور ظالم کو بھی جنت دے گا۔ میدان عرفات کا مقام اپنی جگہ مسلم لیکن یہاں مزدلفہ مقام کا انفرادی حق قبولیت بقیہ دعا۔ اگر ہوا اسکی رضا تو گناہ کے بدلے نیکی عطا۔

۱۔ ف۔ انسانیت کا بالعموم اور امت محمدیہ علی صاحبہا آلف۔ انسانیت کا بالخصوص شدید دشمن ہے۔

۲۔ ا۔ اوانے کی چھوٹ بھی بچا ل مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا میا پی حاصل کرنے والے ظالم کے لئے ایمان دار ہونا لازمی رہا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم ہو جائے گی۔ اس کے لئے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر ظالم کو ایسے ہی معاف کیا جائیگا۔ بڑا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے غلبے کے کرشمے دکھانے کے لئے ہوگا۔

۳۔ کرام کے حضور خلوص سے بیٹھنے سے تقدیریں بدلتی ہیں ﴿

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى  
وَالِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً  
يَمْشُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرُ اللَّهِ  
وَحَفَّتْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بَأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا  
بَيْنَ السَّمَاءِ فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَّجُوا ..... الخ وَلَهُ  
هَمُّ الْقَوْمِ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ

(ص ۳۳۳ جلد ۲ مسلم شریف کذا فی البخاری)

۱۔ ابو ہریرہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں۔ جو صرف سیر و سیاحت کیلئے مقرر ہیں۔ اور وہ زمین پر گزر کر خیر کی محفلوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جب ان کو کوئی ذکر کی محفل میں ملے گا تو اس محفل میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو اپنے پروردگار میں

ڈھانپ لیتے ہیں۔ زمین سے لیکر آسمان دنیا تک ان کی قطاریں نہیں ہیں۔  
 - محفل کے اختتام پر وہ فرشتے جب واپس آسمان پر جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 - حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے۔ تم کہاں سے آئے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔  
 - تیرے زمین والے خاص بندوں کے پاس سے آئے ہیں۔ جو تیری تعظیم کرتے ہیں۔  
 - تیری بڑائی بیان کرتے ہیں۔ اور تجھ سے مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 - مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔  
 - فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ تیری جنت  
 - تیری جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ دیکھ لیں تو پھر کیا مانگتے ہیں؟  
 - تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ میری کیسی پناہ مانگتے ہیں؟  
 - کرتے ہیں یا اللہ وہ تیری جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 - کیا انہوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں یا اللہ انہوں نے تیری جہنم کو  
 - دیکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ میرے بندے جہنم کو دیکھ لیں تو کیا مانگتے ہیں؟  
 - کہتے ہیں یا اللہ وہ تجھ سے معافی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کو معاف کر دیا  
 - اور جو مانگتے ہیں میں نے انہیں عطا کیا۔ اور جس چیز سے انہوں نے میری تعظیم کی ہے  
 - نے انہیں پناہ دے دی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ایک گناہ گار آدمی وہاں سے  
 - تھا اور وہ ان میں سے نہیں تھا وہ تو اپنے کسی کام جا رہا تھا۔ وہ بھی ان کے پاس سے  
 - تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ ”ہُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰوْنَ“  
 - ”جَلِيسُهُمْ“ ”وہ ایسی قوم ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہو سکتا۔  
 - شرح حدیث: اس حدیث پاک میں ایمان افروز نکتے درج ذیل ہیں۔

1۔ اللہ شہادت بارگاہ ایزدی میں فرشتے اطلاع دیتے ہیں۔  
 2۔ رسول کے نام کی محفلیں صحیح معنی میں اللہ والے ہی منعقد کرتے ہیں۔  
 3۔ ہر محفل ذکر مراد لینا مشکل بات ہے کیوں کہ ”ہُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰوْنَ“  
 4۔ ”جَلِيسُهُمْ“ کے مصداق زیادہ تر اولیاء و خواص مؤمنین ہی ہیں۔ عامۃ  
 5۔ اس حدیث سے مراد لینا بعید از فہم و اوراک ہے۔  
 6۔ منافق نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس حدیث میں فرشتوں سے ان کی تعظیم  
 7۔ کہ کہاں سے آئے؟ حالانکہ وہ تو ”عَلَامُ الْغُیُوبِ“ ہے۔ یا جیسے نبی  
 8۔ وآلہ وسلم نے معراج کی رات جبریل امین سے مختلف چیزوں کے بارے میں  
 9۔ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف اوقات میں مختلف سوالات فرمایا  
 10۔ انہوں سے کتنی بھی ملوث ہو اللہ والوں کی ہم نشینی اور صحبت نصیب ہو  
 11۔ جتنی ہے۔  
 12۔ ام کی محفل میں طالب حقیقت ہو کر بے ایمان آدمی حاضری دے تو اسے  
 13۔ گناہ گار صحیح تو بہ کی غرض سے حاضری دے تو فوراً گناہ معاف ہو جاتے  
 14۔ ”لَوْمْ لَا يَشْقٰوْنَ“ ”جَلِيسُهُمْ“ کا مطلب یوں سمجھ لیجئے۔ کہ صحیح معنی میں  
 15۔ ان کی حاضری دینے والے کی خاطر اللہ تعالیٰ اپنے قانون اور نوشتہ تقدیر کو  
 16۔ ناہ گار ہو تو معافی اور اگر بے ایمان بد بخت ہو تو ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔



اللہ ورسول کی محبت تمام نیک اعمال سے زیادہ قیمتی ہے۔

حدیث نمبر ۳۲۲: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَجَلَ اللَّهِ عَلَيْنَاكَ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَبِكَ وَمَا أَعْدَدْتُ لَهَا وَمَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ أَحَبُّنَا أَخْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ "فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ فِرْحُوا بِشَيْءٍ إِلَّا بِالسَّلَامِ فَرَحَهُمْ بِهِ مُتَّفَقٌ" (ص ۳۲۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

﴿جس انسان سے دنیا میں محبت ہوگی وہ قیامت میں اُسے ملا دیا جائے گا﴾

ایضاً حدیث:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَجَلَ اللَّهِ عَلَيْنَاكَ وَسَلَّمَ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَأْتِ بِهِمْ فَقَالَ الْفَرُّ مَعَ مَنْ أَحَبَّ مُتَّفَقٌ "عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَلْفَرُّ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ لَمْ يَرَوْهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّبَهَقِيُّ قَالَ النَّبِيُّ إِنْ سَادَ هَذَا صَحِيحٌ" (ص ۳۲۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:-

اے ہریرہ! رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ عَبْدَيْنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ بَعْدَ مَا الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ لَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ هَذَا الَّذِي كُنْتَ تُحِبُّهُ فِيَّ

(رواد اللہ تعالیٰ وحس ۴۲۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

انسان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ نے کیا فرمایا تیرے لئے افسوس تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ عرض کیا میں نے قیامت کیلئے کوئی تیاری نہیں کی۔ تیاری صرف اتنی ہے کہ میں نے آپ کے رسول سے پیار کرنا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہی ہوگا جس نے آپ سے پیار کرنا ہوا۔ اسلام لانے کے بعد صحابہ کرام نے آپ سے پیار کرنا شروع کیا۔ اس ایمان پر و ارشاد سے بڑھ کر اور کوئی بات نہیں تھی۔ جس سے اتنی خوشی نصیب ہوئی ہوتی۔

حدیث نمبر ۳۲۳: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ایسے آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جو کسی انسان سے محبت رکھتا ہو۔ اور اُن سے دنیا کی زندگی میں ملاقات کا موقع نہ ملے۔ آپ نے فرمایا اسی کے ساتھ ہوگا جس سے پیار کرتا ہوگا۔ (بخاری و مسلم) اور حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی

اپنے دوست کے دین پر ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کس سے دوستی لگا رکھی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا۔ امام نووی نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲۱۰۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دو آدمی آپس میں صرف رضائے الہی کی خاطر محبت کریں ہوں۔ اور ایک مشرق میں رہتا ہو دوسرا مغرب میں تو قیامت کے دن اللہ ایسے آدمیوں کو ضرور ملاقات کروائے گا اور فرمائے گا۔ لو یہ وہی ہے جس سے تم میری رضا کی خاطر آج میں محبت رکھتے تھے۔

شرح حدیث دا ایضاً حدیث ۱۰۰: ان احادیث میں چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں۔  
۱۔ حقیقی نجات کا دار و مدار صحیح عقیدہ ہے۔ نجات کا دار و مدار عمل نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ و رسول کی محبت کو مدار نجات قرار دیا۔ (اُدَّ مَعَ مَنْ أَحَبَّنِي) حدیث کے یہ الفاظ کثیر تعداد رموز کی نشاندہی کر رہے ہیں۔  
۲۔ دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت مساوی حیثیت سے نہیں ہے۔ بے شمار نیک اعمال بھی محشر میں لائے گا۔ تو کامیابی نہیں ہوگی۔

۳۔ اللہ والوں سے محبت کرنے والا خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ اللہ والوں ہی میں اللہ حشر و شمار ہوگا۔ صحبت صالحین عظیم برکات کی حامل ہے۔ بری صحبت کی محنت کی وجہ سے بعض اوقات ایمان بھی ہاتھ سے چلا جاتا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے ولی سے غیبی محبت اور پیار ہو تو قیامت کے دن عقیدہ مند کو ولی کا مل سے ملا دیا جائے گا۔ لہذا اولیاء کرام سے بالمشافہ اور غیبی طور پر ہر دو طرفہ

محبت ہونی چاہئے۔ اس دنیا میں اولیائے کرام کی بارگاہ میں حاضری دینے کا مقصد شریف کا ثواب پہنچانے والے کی قیامت کے روز جب حضور غوث پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خواجہ غریب نواز جیسی پاک ہستیوں میں سے کسی ایک پاک ہستی سے اللہ ملاقات کرادے گا۔ پھر تو بگڑی کیسے نہ سنوے گی۔ پھر تو اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہوگا۔  
۵۔ لوگوں کی زیارت یا خبر گیری یا بیمار پرسی یا صرف ملاقات سے اللہ والوں کی بارگاہ میں حاضری کہیں زیادہ فضیلت و درجات کی حامل رہتی ہے۔

۶۔ رضائے الہی کی خاطر عام مسلمان کی زیارت اور ولی کی زیارت میں فرق ہے

حدیث نمبر ۲۱۰۰: عَنْ أَبِي رَزِينٍ لَقِيَطِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا لَكَ هَذَا الْأَمْرَ الَّذِي تُصِيبُ بِهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ الذِّكْرِ وَإِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ بِذِكْرِ اللَّهِ وَاجِبٌ فِي اللَّهِ وَابْغُضْ فِي اللَّهِ يَا أَبَا رَزِينٍ هَلْ سَعُرَتْ أَنْ الرَّجُلَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ زَائِرَ أَخَاهُ شَيْعَةٍ يَنْبَغُونَ أَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ..... الخ  
(ص ۴۲۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ

ترجمہ:- حضرت ابوہریر بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا (اے ابوہریر) کیا کامیابیوں کا لہجہ (تجھے نہ بتاؤں؟ جس کے ذریعے تو دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں حاصل کر لے) کی مجالس سے دائمی رابطہ رکھنا۔ **حَتَّى الْمَقْدُورِ ذِكْرُ خُدا** سے غلو نہ کرنا۔ سچائے رکھنا۔ جس سے بھی پیار کرو صرف اللہ جلّ جلالہ کی رضا کی خاطر اور ناراضگی ہو تو صرف اللہ جلّ جلالہ کی رضا کی خاطر اے ابوہریر بات سمجھ میں آئی آدمی اپنے گھر سے اپنے کسی بھائی کی زیارت کیلئے جاتا ہے۔ تو ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ وفد بن کر جاتے ہیں۔ اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اے اللہ اس شخص نے تیری رضا کی خاطر اپنے بھائی سے محبت کا ثبوت دیا تو اس معاملات سجادے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

(ص ۴۲۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کے فکری سمندروں کو ایک کوزہ میں سمو دیا۔ تمام اشیاء وجود سے محال قرار دیا۔ پاک جلّ جلالہ و فکر صفات عز اسمہ کی برتری بیان فرمائی۔ خلوت و جلوت میں **الْمَقْدُور** یاد الہی میں رہنے کی تاکید مزید۔ اپنے ہوں یا بیگانے اقرباء فرشتے اور یا عام لوگ کسی سے جو بھی سلوک کیا جائے۔ اس کا مقصد وحید صرف رضا ہو۔ کسی سے عداوت کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے تو یہ دیکھا جائے۔ کہ اس عداوت میں رسول راضی ہیں۔ اگر راضی ہیں۔ تو یہ دشمنی بغض فی اللہ ہے۔ اور یہ عداوت با اللہ ثواب ہوگی۔ اور اگر اللہ و رسول اس عداوت اور دشمنی سے ناراض ہیں تو یہ دشمنی

ایسی دشمنی سے بچنا لازم ہے۔ **وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ**۔

پیار کیا جائے تو صرف اللہ و رسول کی خاطر۔ اور یہ امر لازمی پیش نظر ہے کہ اللہ و رسول ایسے پیار کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر شرعی طور پر کوئی قباحت نہ ہو۔ رسول کی خوشنودی ملحوظ خاطر ہو تو یہ محبت الحب فی اللہ کے زمرے میں آتی عبادات، صدقات میں بھی جنت کی تمنا اور دوزخ کے ڈر کو شامل کرنا مرد حق کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ منظر کاروبار اور معاوضہ کے ضمن میں آ جاتا ہے۔ لفہیت میں ہی واقع ہو جاتی ہے۔ تمام عبادات کا ایک ہی مقصد رہے۔ کہ اپنا حق سمجھ کر اللہ کی جائے۔ کہ بطور معبود سجدہ کروانا اللہ وحدہ لا شریک کا حق ہے۔ اور سجدہ اللہ سے کا بنیادی حق ہے۔

پاک میں یہ الفاظ نہایت ایمان افروز ہیں۔ (شَيعَةَ سَبْعُونَ أَلْفُ

لَهُمْ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ) یعنی جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت یا خبر

صرف رضائے الہی کی خاطر اپنے گھر سے جب نکلتا ہے۔ تو ستر ہزار فرشتے

اس کے ساتھ وفد بن کر جاتے ہیں۔ اور وہی تک اس کے لئے گناہوں کی معافی کی

بات کی دعائیں کرتے ہیں۔ ان الفاظ سے ایک نکتہ معلوم ہوا۔ کہ اگر کسی عام

زیارت یا بیمار پرسی یا خبر گیری کیلئے کوئی مسلمان جائے تو ستر ہزار فرشتے اس

کا دل اس کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ یہ بات تو مسلم ہوئی دیکھنا یہ ہے۔ کہ اگر کوئی

دلی کامل کی زیارت کیلئے یا کسی صحیح دربار ولی پر حاضری دے تو ایسی حاضری

مسلمان کا شہنشاہت منانے کیلئے کتنے فرشتے ساتھ رہیں گے؟ **اِنْ فِي**

**الْعَبْرَةِ تَأْوِيلِي الْأَلْبَابِ**۔



## ﴿فضائل اولیائے کرام﴾

حدیث نمبر ۳۳:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَبُّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَفْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ اللَّهِ وَفِي رِوَايَةٍ إِنْ عِبَادَ اللَّهِ لَوْ أَفْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ

(ص ۳۸۳ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:- سَيِّدُنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَخْرٍ حَضَرَتْ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے بھی بندے ہیں۔ جن کی ملاقات یا دروازوں پر ناپسند ہوتی ہے۔ ایسے اکثر غیر آلود لوگ اگر قسم اٹھالیں۔ تو اللہ تعالیٰ انکو فرمادیتا ہے۔ (یعنی اُن کو قسم کا کفارہ نہیں پڑنے دیتا اور اُن کی پیشین گوئی کے مطابق کام کر دیتا ہے)۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد اصول نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیائے کرام اکثر نہایت سادہ رنگ و روپ میں دنیا کی زور گزارتے ہیں۔ دنیاوی رشتے ناٹے نہایت قلیل۔ حتیٰ کہ اپنے بھی بیگانے نظر آتے ہیں۔  
ب۔ ”رَبُّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ“ سے مراد مجذوب اولیاء کرام ہیں۔

﴿ایک غلطی کا ازالہ﴾

الناس کم علم لوگ مجذوب اور مجنون میں کوئی فرق نہیں رکھتے۔ حالانکہ مجنون اور اب میں زمین و آسمان سے زیادہ فرق ہے۔

۲۔ ایسا آدمی جس کا دماغی توازن مجروری یا گلی طور پر خراب ہو۔

۳۔ اب! ایسا آدمی جس کو عنایات الہیہ اپنی طرف ”جذب“ کھینچ لیں۔ چونکہ ان (پاگلوں) اور مجازیب (اللہ والوں) میں ظاہری طور پر کوئی خاص فرق نہیں ہوتا۔ جتنی جلتی ہیں۔ اس وجہ سے اکثر لوگ پاگلوں کو بھی بزرگ ولی اور مجذوبوں صاحب انسانوں کو بھی ولی کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ اور اسی انداز کے افراد مصنوعی فراڈی نشہ میں پائے جاتے ہیں۔ لہذا ان میں فرق نہ ہو سکے تو اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو شرعی میں پرمل کرو۔ ایسے مخلوط مشتبہ الحال مشکوک افراد کی شرعی طور پر مانتا کرنا جائز نہیں۔  
۴۔ مذکورہ حالت میں ایسے افراد کو نہ بُرا کہا جائے نہ اچھا کہا جائے۔ بعض مجذوب ب حال بزرگوں کی بھی ادائیں اس قسم کی ہوتی ہیں۔ جو شرعی قوانین کے بظاہر خلاف ہیں۔ اس لئے اُن کی ایسی حرکات مسلمان کیلئے شرعی طور پر قابل عمل نہیں ہوتیں۔ اُن کی حرکات میں مخصوص حکمتیں ہوتی ہیں جو کہ صرف اُن کی ذات تک محدود ہوتی

لہذا زندگی گزارنے کے لیے لازمی قانون قرآن و سنت اجماع اُمت و قیاس

۵۔ ان ہی ہیں۔ کسی ذات کی منفرد عملی کیفیت اجتماعی اسلامی زندگی کے لیے اصول نہیں

﴿اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھ، پاؤں، منہ اور آنکھیں بن جاتا ہے﴾

حدیث نمبر ۳۵:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَخْبَيْتُهُ فَإِذَا أَخْبَيْتُهُ فَنُكْتُ سَمْعُهُ اللَّهُ يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدُّهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرَخْلُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيْتُهُ وَلَكِنْ إِسْتَعَاذَنِي عِذَّتْهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدَّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ زَوَاهِ الْبُخَارِيِّ

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ فرماتا ہے۔ کہ جس نے میرے ولی (دوست) ساتھ دشمنی کی میں اُسے لڑائی کے لئے لاکارتا ہوں۔ اور میرا بندہ فرائض کی ادائیگی بڑھ کر اور کسی عبادت کے ذریعے میرا زیادہ قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب اس قدر حاصل کر لیتا ہے کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ جب میں اُسے محبوب بنا لوں تو اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ

اُچھتا ہے۔ اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں فوراً عطا کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے میں اُسے ضرور پناہ دیتا ہوں مجھے کسی چیز کے بارے میں غور کرنے کی ضرورت نہیں ایسا غور جیسا مومن اپنی ذات سے شش و پنج میں مبتلا ہے۔ وہ موت کو پسند نہیں کرتا۔ اور میں اُس کے گناہوں کو پسند کرتا۔ اور وہ خطا کرنے والا ہی ہے۔

حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور مذکور مذکور ہیں۔  
حدیث قدسی ہے کوئی بھی نبی جس بات کا حوالہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے ایسی حدیث قدسی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ولی سے عداوت رکھنا بہت بڑی حماقت ہی نہیں بلکہ ایمان کی دولت کی بالآخر ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ فنا فی اللہ کے مقام کی حقیقت کو کھلے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فرائض دینیہ کی افضلیت اور اولیت بیان کی گئی۔ یعنی جب تک فرض ادا نہیں ہوتا دل کی قبولیت غیر یقینی ہے۔

مطلی عبادت فرائض کی ادائیگی کے بعد مؤثر ہو سکتی ہے۔ نقلی عبادت کے یہ نتائج ہیں تو دل کی ادائیگی کے ثواب و مرتبے کا کیا عالم ہوگا؟

ہاں کہ حقوق اللہ پوری طرح کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا اس لئے اکثر مسلمان موت سے بچتے ہیں۔ کہ حساب کیسے دیں گے اور سرخرو کیسے ہوں گے؟

اور صرف خدا وید کریم سے ہی ہے۔ موت سے نہیں ڈرنا چاہیے موت کو یاد رکھنا

﴿زندگی، موت، بارش، دُخ بلاء اولیاء کرام کی رہن منت ہیں﴾

حدیث نمبر ۳۶: أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَلْقِ ثَلَاثُمِائَةٍ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ آدَمَ وَبِلَّهِ فِي الْخَلْقِ أَرْبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُوسَى وَبِلَّهِ فِي الْخَلْقِ سَبْعَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ وَبِلَّهِ فِي الْخَلْقِ خَمْسَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ جِبْرِئِيلَ وَبِلَّهِ فِي الْخَلْقِ ثَلَاثَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مِيكَائِيلَ وَبِلَّهِ فِي الْخَلْقِ وَاحِدٌ قَلْبُهُ عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِهِمْ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيُمْطِرُ وَيَنْبُتُ وَيُدْفَعُ الْبَلَاءَ (ص ۳۱۱ ج ۱، جواهر البحار)

ایضاً حدیث نمبر ۱: وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَخْلُقُوا الْأَرْضَ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا مِثْلَ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ فِيهِمْ تُسْقَوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُونَ مَمَاتٍ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَبَدَ لَ اللَّهُ مَكَانَهُ (ص ۳۱۱ ج ۱، جواهر البحار مصنف یوسف بن اسماعیل بھانی، بحوالہ خصائص کبریٰ)

ایضاً حدیث نمبر ۲: عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى سَعْدٌ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضَغَاتِكُمْ رَوَاهُ

(ص ۳۳۶ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

داری

ابْنُ الْقَيْمِ قَالَ الْمَلَأَ عَلَى الْقَارِئِ هَذَا الرِّوَايَاتُ كُلُّهَا بِالله "إِلَّا أَنَّ السُّيُوطِي تَعَقَّبَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ الْعَقَبَاتِ عَلَى الْمُؤْصُوعَاتِ بِأَنَّهُ ثَابِتٌ "تِلْكَ الرِّوَايَاتُ وَلَهُ أَضَلُّ السَّخَاوِيُّ فِي الْمَقَاصِدِ وَلَهُ طُرُقٌ" عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا بِأَلَا مُخْتَلَفَةٌ (ص ۳۹ كشف الخفاء اسماعیل بن محمد مجلونی متوفی ۷۶۴ھ)

حدیث نمبر ۶۳: ابونعیم اپنی کتاب حلیہ میں آٹھ صد اڑھتالیس احادیث کے حافظ تھے عبد اللہ بن مسعود لہذا لی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے تین صد ایسے آدمی ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ جن کے دل کی کیفیت آدم علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ اور خلق خدا میں سے اللہ تعالیٰ کے پالیس آدمی ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ جن کے دلوں کی کیفیت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح رہتی ہے۔ اور خلق خدا میں سے ایسے سات بندے ہمیشہ موجود رہتے ہیں جن کے دلوں کی کیفیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے۔ اور خلق خدا میں سے ایسے آدمی ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ جن کے دلوں کی کیفیت حضرت جبریل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ اور تین ایسے جن کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ اور ایک ایسا جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ ان سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ بارش، موت، زندگی اور زمین کی پیداوار میں برکت اور خوش حالی کو وجود دلا فرماتا ہے (ص ۳۱۱ ج ۱، جواهر البحار)

جمہ حدیث ایضاً نمبر ۱: دو ہزار سے زائد احادیث کے حافظ الحدیث سیدنا انس بن



مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور شافع یوم البشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرم فرمائے زمین ایسے چالیس آدمیوں سے ہرگز خالی نہیں ہوتی۔ جن کے اوصاف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف جیسے ہیں۔ ان کی برکت سے تمہیں بارش کی نعمت ملتی ہے۔ اور ان کے طفیل اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرماتا ہے۔ ان میں سے جب ایک وفات پا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو وہ مقام عطا فرمادیتا ہے۔ (ص ۳۱۱ جلد ۱، جواہر المجاہد علامہ یوسف بھٹانی بحوالہ خصائص کبریٰ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد نے رائے قائم کی کہ وہ کچھ لوگوں سے زیادہ بہتر ہے۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں تو نصرت الہی اور رزق دروزی بھی جو تم میں کم ترین سمجھے جاتے ہیں۔ انہی کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے (ص ۴۴۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ ان متفرق احادیث میں شان ولایت کے مراتب علیہ وادصاف بھیجے سے متصف اولیائے کرام کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

۱:۔ کائنات کا قیام اور وجود اولیاء کرام کی موجودگی سے منسلک کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقُولَ اللَّهُ (ص ۸۴ جلد ۱ مسلم شریف) کہ جب تک ایک فرد بھی صحیح معنی میں اللہ کہنے والا موجود ہے۔ قیامت نہیں آسکتی۔

(ص ۸۴ جلد ۱ مسلم شریف)

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا قیامت

قائم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دلوں سے ایمان کھینچ لے گا؟ فرمایا نہیں جن کے دلوں میں ایمان ہوگا ان کو دنیا سے اٹھالے گا۔ کائنات کے نظام قدرت کا جو بنیادی رابطہ اولیاء کرام سے ہے وہ حدیث کے ان الفاظ سے (بِهِمْ يُخْبِي وَيُمِيتُ وَيُفْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيَذْفَعُ الْبَلَاءَ بِهِمْ) واضح ہے اور انہی الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ میں کی پیداوار اور نظام شمسی، قمری کے فوائد جہان والوں کو اللہ والوں کی برکت ہی سے ملتے ہیں۔

ب:۔ تبین سو عام اولیاء کرام ہر وقت موجود رہتے ہیں جن پر وقت اجل وارد نہیں ہوا۔ بلکہ سلسلہ نبوت کا اختتام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو چکا۔ کوئی نیا نبی یا مابقہ پیغمبروں میں سے کوئی نبی بن کر نہیں آسکتا۔ نیا کوئی بن کر آئے تو وہ جھوٹا کذاب ہوگا۔ اور اگر سابقہ انبیاء میں سے قیامت سے قبل کوئی نبی دوبارہ آئے گا تو ہمارے پاک نبی کا امتی بن کر آئے گا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے ہمارے پاک نبی کے امتی بن کر آسمانوں سے زمین پر اتریں گے۔ یا جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام اسی روئے زمین پر اپنی دنیاوی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور وہ امام لوگوں سے روپوش ہیں۔ وہ بھی ہمارے آقا لجال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ سلسلہ نبوت کا اختتام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو چکا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد اب تمام تر سلسلہ ولایت ہی قائم ہے جو کہ نظام قدرت سے منسلک ہے۔ اسی لئے امت کے اولیاء کرام کے اوصاف اور خصائص انبیاء جیسے ہیں۔

ج:۔ سلسلہ ولایت میں چالیس اولیاء کرام ابدال کہلاتے ہیں۔ اور سات اختیار کہلاتے

ہیں۔ اور پانچ نقباء اور تین اقطاب اور ایک غوث الاعظم قیام دنیا تک قائم رہیں گے۔ بعض کتب تصوف میں یہ بھی آیا ہے کہ جتنے اولیاء کرام مرد ہوتے ہیں اتنی ہی عورتیں بھی ابدال ہوتی ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث میں جو الفاظ نہایت قابل غور ہیں۔

(إِلَّا بِضَعْفًا تَكُمُ) ضعیف لفظ استعمال کیا ہے۔ ضعیف کمزوروں کی برکت سے مراد ہے۔ رزق و روزی خوشحالی، نعمتیں حاصل کر رہے ہیں۔ ضعیف اور کمزوری سے مراد مال و دولت اور دنیاوی کمزور و فقر کے لحاظ سے جن کو دنیا والے کمزور سمجھتے ہوں وہ اولیاء و مرید ہیں۔ یعنی اولیاء کرام جو روحانی خزانوں سے مالا مال اور مال و زر دنیا داری کے لحاظ سے کمزور۔ ورنہ مال و زر تو کیا ایک ولی کامل کی نگاہ کامل کا یہ ساری کائنات کا ایک معمولی مرید ہے۔ مال و زر اپنے پاس رکھنے والا مال دار نہیں ہوتا۔ حقیقت میں مال دار وہ ہے۔ مال و زر جس کا محکوم اور غلام ہو۔

۱۔ جب وقت کے غوث الاعظم دنیا کی زندگی سے فارغ ہو کر وفات پا جاتے ہیں تو تین اقطاب میں سے ایک کو غوث الاعظم کے درجے پر فائز کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسے پانچ نقباء میں سے ایک کو ترقی دیکر قطب اور اسی طریقے سے اختیار سبعہ سے نقیب ابدال سے اختیار اور تین سو میں سے ایک کو ابدال کی ترقی دے دی جاتی ہے۔ اور عام لوگوں میں سے ایک کو محکمہ ولایت کی تین سو کی نفری میں شامل کر دیا جاتا ہے۔

### ☆ دورِ حاضر کی جعلی پیری و مریدی ☆

دورِ حاضر کی بے لگام جہالت نواز اندھی سوچ سے بنائی جانے والی سیمیں جن سے عام جاہل لوگوں کو مطمئن رکھا جاتا ہے۔ کہ ہم اہلسنت و جماعت بزرگوں کی جماعت سے

ہیں۔ خدمتِ خلق اور جسمانی و روحانی مشکلات کا حل صرف ہمارے پاس ہے۔ اور اہلنِ جعلی پیر حضرات رنگ برنگے روپ اختیار کیے اپنے اپنے شکار کیلئے اہلسنت و جماعت کے نام پر جعلی سائن بورڈ لگائے بیٹھے ہیں۔ ایسے جعلی پیروں نے دینِ متین کی جڑوں کو کاٹنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ دورِ حاضر کے اکثر جعلی پیر سجادہ نشین و گدلی کے ایسے حضرات قدم قدم پر نظر آئیں گے۔ حالانکہ ان کو کسی کی بیعت لینا تو ایک طرف ایک صحیح مرید کے درجہ سے بھی کوسوں دور ہیں۔ اپنا بوجھ تو اٹھا نہیں سکتے پتہ نہیں کیا ہوگا۔ اپنے جاہل فریب خوردہ مریدوں سے کہتے نظر آئیں گے۔ کہ آئندہ سال میں آؤں تو دس پندرہ آدمیوں کو میرا مرید بننے کیلئے تیار رکھو مجھ سے بیعت کر لیں۔

### دورِ حال جعلی پیر صاحب کی کیا ہے؟

۱۔ شرعی ممنوع پروگراموں سے محبت تمام روحانی افکار کو تہہ بالا کرنے والا انداز خورد و نوش کی کسی بھی صحیح پیر بزرگ یا ولی کامل نے اجازت نہیں دی۔ حلال روزی سے تابو توڑ کر برائی خوراک کھانے والے اور گونا گون بے تحاشا مشروبات پینے والے کے پلے میں روایت تو کیا حیوانیت بھی غیر حالت میں ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: "اگر کھانا کھاتے وقت اپنے پیٹ کے تین حصے کرلو۔" صبر و خوراک کیلئے ایک حصہ پانی کیلئے۔ تیسرا حصہ معرفت حق اور روحانی ترقی کیلئے۔ چوتھا حصہ روزی سے صحیح پیر و مرید غلط رنگ اختیار کریں تو پیر بھی اندھا اور مرید بھی اندھا۔ خلافِ شرع حلال روزی سے (بسیار خوری) روحانیت سوز انداز اختیار کیا جائے۔ تب تو یہ نتیجہ ہے۔ اگر حرام کمائی سے ایسا انداز اختیار کیا جائے۔ تو روحانیت کا کیا

حشر ہوگا؟ اکثر پیر حضرات حرام مال کمانے والے اپنے مریدوں سے یہ بات جرات نہیں رکھتے۔ کہ ہم تمہیں حرام کمائی کی اجازت نہیں دیتے اور تمہارے قبول نہیں کر سکتے۔

### ﴿مؤلف کی جسارت مجبوراً﴾

بڑے ذکھ سے یہ بات کہنا پڑی۔ کہ دورِ حاضر میں بڑے بڑے مُسنّمہ اولیاء کے مزارات جہاں ہر مرض کا روحانی و جسمانی علاج مفت رہا ہے۔ اور ظاہری و باطنی خزانے عطا ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے مزارات مُقدّسہ کے بارے غور کریں تو باہر سے ہے۔ کہ اکثر گدّی نشین، خلیفے، صاحبِ زاوے مطلق جاہل شرعی ضروریات کا علم نہ لے آئے والے سائلین کی کیا تربیت کر رہے ہیں؟ اس سے بڑھ کر آپ دیکھ رہے ہیں پیر صاحب ہیں تو بڑے ولیّ کامل کی اولاد لیکن روپ کیا ہے؟ نری اندھی جہاں ڈیرے ہمارے ہیں۔ یا شکاری گتے بطور جُؤا یا پتنگ بازی یا شیر بازی یا شراب نوشی۔ معلوم نہیں کون کون سے بھنگڑ خانے چلائے جا رہے ہیں۔ اور ہیں وہ بڑے اولاد **اَنَا لِلّٰہِ وَ اِنَّہٗ لِیَّہٗ وَ اَجْعُوْنَ**۔ اللہ تعالیٰ ایسے پیروں کو ہدایت دے غریقِ رحمت فرمائے۔ ایسے پیروں اور باباؤں کے خورد و نوش کی طرف نظر ڈالیں کہ آنسو رونے کو جی چاہے گا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”غیرِ اہلِ کرم و دراز سے سفر کر کے خانہ کعبہ پہنچے جس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام رہے دعائیں مانگے اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟“

اور جب حرام یا حلال کی تمیز کرنا ہی گوارا نہ ہو تو ایسے پیر یا مرید سے خیریت کی کیا ہوگی؟ **مَنْ جَسَدٍ نَبَتْ مِنْ شَحَبٍ فَاِنَّہٗ اَوَّلٰی بِہٖ** جس

اپ اور چربی بوٹیاں اور گوشت اور خونی نور والی چمکی کھال حرام کمائی کا مال ہو۔ اُسے جہنم ہی کافی ہے۔ یعنی اس حرام کمائی خورد و نوش کا اثر آگ سے بڑھ جائے گا۔ ایک تو حرام کمائی سے نذرانے وصول کرنا، دوسرا تبلیغ سے عداوت دنیا و آخرت میں ندامت ہی ندامت اور یہی قیامت۔

### ﴿جعلی پیروں کی شعبدہ بازیاں﴾

حاصلِ مسلمان نفسیاتی طور پر اتنے کمزور ہو چکے ہیں۔ کہ جب تک شعبدہ سے نہ مان لیں اس وقت تک خود کو مسلمان تصور نہیں کرتے۔ اور یہ عجیب و غریبہ بازی دورِ حاضر کے زیادہ تر مصنوعی اور جاہل مایہ پرست مولویوں اور علماء کی نظر آتی ہے۔ اور پھر جاہل عوام کا الانعام ہوتے ہیں: بیمار بچے کو جس آرام آگیا۔ جھاڑ یا پھونک، تعویذ کے ذریعے تو عقیدت مندی کے گھٹنے سے۔ خواہ وہ خدا اور رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو نبی پاک کے صحابہ کرام سے الیا اہلبیت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والا ہو یا اولیاء کرام کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ یا داخلی کافر ہی کیوں نہ ہو۔ سب کو باباجی پیر جی بچھی ہوئی ہستی تسلیم کر لیا

اسم کے اصولوں میں سے یہ بھی کوئی قانون ہے؟ کہ دم، جھاڑ، پھونک، گنڈا، اے کو ایک پیر و مرشد یا کامل ولی ہی تسلیم کرنا لازمی امر ہے۔ کہ ان سے کئے اور ایسے شعبدہ باز کو اپنے دھرم اور بھرم کا رکھوالا تسلیم کیا جائے۔ کیا ہی بنیادی قواعد ہیں اگر ایسا ہی ہے تو بتلائیے! کہ پوری دنیا میں چھٹا یا مسلمان ہے۔ یعنی دنیا میں سات یا آٹھ کافر ہیں اور ایک آدمی مسلمان ہے



کیا کافروں کی دنیا اور ان کے تمام ممالک میں ان کی مصیبت زدہ عوام کو ان سے پال، پادریوں اور ان کے دم جھاڑتو بیڈ گنڈا کرنے والے براہمنوں اور گروؤں آرام نہیں آتا؟ کیا انہیں اپنا پیر بنالیا جائے؟ دھرم اور بھرم کا رکھوالا مان لیا جائے ہرگز نہیں۔ ہوا میں اڑتا ہو۔ آگ اسے نہ جلائے۔ پانی میں نہ ڈوبے۔ محالاً (یعنی ممکنہ طور پر جو کام نہ ہو سکے) کے تمام کام کر گزرے۔ ایسے آدمی کو اس ہدایت کا سرچشمہ اور ایمان کا محافظ مت مانو۔ جب تک وہ شریعت مطہرہ اصولوں کے مطابق نہ ہو۔ اور اس کی شکل، وضع و قطع، لین دین، خورد و نوش، زندگی طور طریقے جب تک شرعی اصولوں کے مطابق نہ ہوں۔ زردوزن کا شکاری منہ جلتے جلتے کاہنجاری اور قرآن و سنت کا پابند نہ ہو تو وہ پیر یا رہبر قائم نہیں ہے۔ شیطان قرآن و سنت کا پابند معاشرے میں تعمیری اخلاقیات کا کامل نمونہ مرد مومن ہو تو ان کی بیعت کی جائے۔ اور اپنے دھرم بھرم کا محافظ سمجھ کر اسکی قیادت تسلیم کی جائے۔ ذرا سانا چنا آتا ہو بزرگ رنگ برنگے چوغے پہننے جانتا ہو۔ اس کو اکثر ہمارے فوراً باباجی سرکار کا لقب دے دیتے ہیں۔ کیا باباجی کا صرف تعویذ، گنڈا یا جھاڑ جنت اور ہوائی آفات سے چھٹکارا دلانا یا خرق عادت جیسے کام کر کے دکھانا حقیقت ہے؟ اور اگر اسی طرح کے بابے ہی اصل ولی بزرگ ہوتے ہیں تو سب باباجی دجال ہوگا۔ وہ ان تمام فکری و عملی طور پر غلط جعلی پیروں اور جھوٹے بابا پرست غلط عقیدہ رکھنے والے جاہل مولویوں سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔

﴿دجال اور دور حاضر کی شعبہ بازی﴾

دجال لفظ کا معنی ہی ”فراڈی“ مکار دھوکے باز ہے۔ مسلمانوں کو آزمائے کیا، ہا

تعالیٰ کی طرف سے بے پناہ طاقت ہوگی۔ زمین کے پوشیدہ سونے و چاندی کے اور تمام زمین اپنی زیریں زمین سمیت اس دجال کی فرمانبرداری ہوگی۔ ہوا، بادل، بارش، زیر قبضہ کر دیے جائیں گے۔ اور وہ دجال ہوگا کافر۔ سامنے ماتھے پر پڑھے ان سب آدمی دیکھیں گے اور پڑھیں گے۔ لکھا ہوگا ”ک، ا، ف، ز“ کافر۔ اور یہ طاقتیں ان کی طرف سے اسے وقتی طور پر اس لئے دی جائیں گی۔ کہ پکا ایمان دار کون ہے؟ ان کی ظاہری چمک و دمک شعبہ بازی دیکھ کر اپنے ایمان سے منحرف ہونے والا کون

وہ دجال آج کے جھوٹے شعبہ باز پیروں اور مصنوعی باباؤں سے اور جاہل مصنوعی مولویوں سے بڑھ کر بہت بڑا باباجی سرکار نہیں ہوگا؟

﴿ضروری تنبیہ﴾

تمام صورت حال کے باوجود یہ دنیا حق پرست بیروں اور خدا ترس گڈی نشینوں سے لی نہیں ہے۔ کان تعداد میں بڑے بڑے خلیفے اور جانشین بزرگان دین موجود ہیں۔ جن برکت سے ہمیں زندگی گزارنے کا حق ملا ہے۔ عام لوگوں کی بھی یہ عظیم ذمہ داری ہے۔ میرے باباؤں، جعلی پیروں اور اللہ والے گڈی نشین صاحب زادگان میں فرق کو میں صحیح بزرگ علماء کرام کی توشان ہی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ نے بڑی اہمیت سے بیان فرمائی ہے۔ قرآن پاک (پ ۲۲) میں ارشاد ہے۔ انما بحسنی اللہ من عبادہ العلماء۔ کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ذرنے والے علمائے ام ہی ہیں۔ اور معتبر احادیث میں، اور قرآن کی بہت سی آیات میں جو علمائے حق اور والوں کی جوشان بیان کی گئی ہے۔ اسکے لئے بے شمار دفتر درکار ہیں۔ طالبان حق اور

و علمائے حق کے پاؤں تلے فرشتے اپنے نورانی پر بچھاتے ہیں۔ اور یہی ماہ جن سے کوئی بھی مسلمان پیدائش سے لے کر مرگ بلکہ تاہدبے نیاز نہیں ہوا، بعض بے وقوف لوگ اپنی حماقت کی وجہ سے ہر داڑھی والے باریش آدمی، آمیز نظروں سے دیکھا کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہر داڑھی والا آدمی، حاشا فرد ہے۔ حالانکہ روزمرہ کا سرکاری پریس نوٹ اگر دیکھ لیا جائے۔ تو بخوبی پتہ چلے گا کہ داڑھی والے باریش کتنے مجرم ہیں۔ اور داڑھی مندوں کی ڈکیتوں اور پانچ رنگ برنگے جرائم میں کتنی نفری ملوث ہے۔ روزانہ دس داڑھیوں والے جرائم میں گرفتار کئے جاتے ہیں۔ تو داڑھی مندے ایک سو سے زائد وارداتوں اور جرائم میں گرفتار کئے جاتے ہیں۔ اور وہ جو داڑھی والے دس گرفتار ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے ایک سے زیادہ داڑھیوں والے مطلق جابل نریم پیشہ جعلی داڑھی رکھ کر عیاشی اور ارتکاب کرنے والے ہوتے ہیں۔ صرف داڑھی رکھنے سے مولوی یا عالم دین یا مہتمم تیار نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ جعلی تصور رکھے جاتے ہیں۔ لہذا سید مصطفیٰ سمجھ کر داڑھی والے کو طنز و مزاح کرنا یا نفرت کی نگاہ سے دیکھنا۔ یا مطلق طور پر داڑھی والے کو برا بھلا کہنا اور حرمان نصیبی کی علامت ہے۔ جو آدمی داڑھی کو کاروبار، بد معاشی، ذہنی اور اخلاقی گردی کیلئے رکھ لیتے ہیں۔ ایسی جعل سازی کا حکومت وقت و معززین معاشرہ کو کوئی جواب طلبی کرنا لازمی ہے۔ ان معاشرتی فحش کوتاہیوں اور اخلاق سوز کاروائیوں معاشرہ کے ہر مرحلے کے ارباب صل و عقد (انتظامیہ) بھی صریح غلطیوں کے مرتکب ہیں۔ اکثر چھوٹی یا بڑی مساجد کی انتظامیہ کے افراد میں سے بہت سے با اثر ایسے ممبران یا پسند منتظمین حضرات کا فرما ہوتے ہیں۔ جو ناقص علم والے روٹی کے بخارے جعلی مولوی

امی طبیبوں کو پسند کرتے ہیں۔ تاکہ یہی کام چلے۔ آپ بھی حاجی جی ہم بھی اہل پرست علماء و آئمہ و انتظامیہ کی تعمیر سوچ سے ہی معاشرہ پر دان چڑھ

### ﴿دور حاضر اور مایہ پرست جاہل مولوی﴾

اس ایسے جعلی مولویوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ جن کا منتھائے نظر صرف پیٹ اور پیسہ ہوتا ہے۔ اور ایسے پیٹو نام نہاد مولوی ہر دور حکومت میں چھپے گیری کرنے والوں کی بھی کوئی کمی نہ رہی ہے۔ جو سراسر اسلام کے دشمن مغربی مصلحت سے مل کر اسلام کی تیغ ٹھنی کروانے میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے جہانوں کی لعنت سر پر اٹھا کر در بدر ذلت کی زندگی گزار کر واصل جہنم ہو اور کئی ہو رہے ہیں۔ اور ہو گئے۔ اور انہی پیٹو جعلی مولویوں کی اکثریت نہ کسی مصلحت یافتہ بلکہ چند دن کھانے پینے میں گزار کر داڑھی رکھ کر سفارش کے پکڑی بندھوالی۔ اور سیدھی مسجد کی راہ لی یا جعلی بیروں کا سامنہ قائم کر کے امت کو ہمیشہ کیلئے بدنام کرتے رہے۔ اس کے برعکس بعض مولوی کچھ علم رکھنے والے ہیں۔ حق بات کہنے سے اتنے خائف ہوتے ہیں۔ محلے کے چوہدری صاحب یا امیر ناراض ہو گیا تو روٹی کہاں سے ملے گی؟ مولوی کا حلقہ اثر اور محلہ جہالت اور گمراہی پرست بڑوں کے ہاتھوں لٹ رہا ہے۔ مولوی صاحب دیکھ رہے ہیں۔ کہ اگر وہ لوگ مخالفت کا سامنا ہوگا۔ نئی مسجد تلاش کرنا ہوگی۔ لہذا صم بکم عمی کا نمونہ بن جائے گا۔ آئندہ مساجد اور خطبہ کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہوتی ہے۔ کہ اپنے حلقہ اثر ان تھکات سے بالخصوص نئی پود کے نوجوانوں کو صحیح عقائد اور بنیادی مسائل کی

آگاہی کے زیور سے آراستہ کرنے کی پوری کوشش کریں۔ کوئی مانے یا نہ مانے۔ ادا ہو جائے گا۔ نصیحت کرنے والے کے ذمے کوئی بوجھ تو نہ رہے گا۔ بہت کم علماء جن کے وجود کی برکت سے کائنات قائم ہے۔ جو اپنی احساس ذمہ داری میں پوری دیانت داری سے کمر بستہ امت کی خدمت میں شب و روز کھڑے رہتے ہیں۔ صحیح اسلامی افکار کو ہر خورد و کلاں تک پہنچانے کیلئے تنظیمی صورت حال ایسی ہے۔ کہ ہر آئے دن تنظیمیں بنتی ہیں۔ شوی قسمت سے تنظیمی ڈھانچہ مکمل ہو جاتا ہے۔ تنظیم کی جڑیں کانٹے کا مکمل انتظام ہو جاتا ہے۔ وہ انتظام مایہ پرستی یا منصب پرستی۔ مالی حالات کی جاذبیت سے سربراہ تنظیم متاثر نہ ہو سکتا۔ جیسا جنون آفت کی شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔ عہدے دار اپنے عہدے کا اہل کر سی اور قیادت سے دست برداری موت نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل قائدین کو دین و ملت کی خدمت بے لوث پر خلوص طرز انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو مولوی اصول دین کی بیخ کنی ہوتے دیکھ کر ان کے اخلاقیات کو تہہ و بالا ہوتے دیکھ کر ٹس سے مس ہوتا تو ایک طرف مولوی کے اس میں دور جدید کے اخلاق سوز وسائل کامل طور پر موجود ہیں۔ وہ لوگوں کو کیا ہدایت دے گا؟ وہ حقانیت کیا بیان کرے؟ اور اگر کرے بھی تو اثر کیا ہوگا؟ جب لوگ جانتے اور پہچانتے ہیں کہ مولوی صاحبان خود اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔ فضول پر دگرام اپنی دنیا کیلئے ہر وقت انہیں درکار ہے۔ نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی جیسی بنیادی خامیاں موجود ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ حلقہ اثر مزید برباد ہو کر رہ جائے گا۔ ایسے جعلی مولوی چٹ پنا چٹ کا معنی بد عنوان شر پسند طبقوں سے ذہنی منافعت۔ تو بھی حاجی جی میں ہی

## ی اور اسلامی اخلاقیات کا جنازہ نکالنے والے جعلی اور نفس پرست علماء کی فتنی قلابازیاں ﴿﴾

اسلامی، تعمیری اخلاقیات کا جنازہ نکالنے والے صف اول میں تشریف فرما علماء پرست علماء کی فتنی قلابازیاں بھری نبوی 1400 اور سن عیسوی 2000 کے پہلے ہی اسلام کے روحانی اخلاقیات کو تباہ کرنے کے لئے یہودگی کا دافرسامان ہو دی کلچر اسلام دشمن لابیوں سے بالخصوص پاکستان کے لئے بڑے شوق سے درپیش ہیں۔ جس کی وجہ سے بالخصوص آنے والی نئی نسل مفلوج ہو کر رہ گئی ہے جس کے لئے بڑے سبب کار فرما رہے۔

اسلامی اور بے راہ روی کے اسباب فی وی، سی ڈی، مووی اور کیبل جیسے نجس اعمین سے ان کا نت نئے رنگ میں رقص کرنا۔

اسلامی پرست علماء کی اسلام کے اصولوں میں فتنی قلابازیاں اور ہر نئے چڑھتے سورج اور منصب پرستی کا نشہ اور نجس اعمین سے زیادہ بدتر ذرائع خباثت کی گھلم گھلا حوصلہ اور کہ دور حاضر کے علماء سوء کا لذیذ چسکا بن کر شیطانیت کی چوگنی ترقی کا ضامن بن

اور لہجہ بد ذرائع شیطانیت بالخصوص فتنی نسل کو چور یا ڈاکو یا زانی اور دشمن خدا و رسول بنا کر اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ معاذ حق پرست حقانیت نواز علماء کے خلاف فتنی نسل کو آزاد کیا جا رہا ہے۔ البتہ ایسے ذرائع ابلاغ و اطلاعات کو رضائے الہی کے لئے



استعمال کیا جائے تو یہی ذرائع طیب و طاہر اور ایمان افروز بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔  
ایسا نہ ہو سکا۔ افسوس برمیڈ یا دور حاضر

○ دور حاضر کے یہ مذکور بالا ذرائع ابلاغ کی موجودہ حقیقی کیفیت یہ ہے کہ ہرگز  
ڈھائے محل اسلئے کہ ان ذرائع ابلاغ میں تلاوت، وعظ و نصیحت جیسے جیسے بھی  
لیکن بات تو انسانی تعمیری اخلاق کی ہے کہ تعمیری اخلاق کے پروگرام کی ترقی  
یا برباد ہو رہی ہے۔ ایک ہی چیز جو اچھی بھی ہو اور بہت گندی پلید بھی ہو۔ یہ  
قدرت کا منفرد تخلیقی نظارہ ہے۔ جیسے کنو کارس، گنے کارس، انگور کا نیچوڑ نہا  
انعامات خداوندی ہیں اور انہی چیزوں کو جب شراب کی شکل دے دی جائے تو  
پیشاب اور خنزیر سے بدتر قرار پائیں گی لطیف اچھی طیب و طاہر چیز کو ناپاک  
شیطان کا کام ہے

### اخلاق سوز ذرائع کی حوصلہ افزائی اور دور حاضر کے چرکانو از علماء

دور حاضر میں چرکانو از وہ علماء جن کی اکثریت بھی ہے جو نہایت جانفشانی  
گندے ذرائع کو بام عروج تک پہنچانا چاہتے ہیں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ  
یا محفل ذکر خدا جیسے اجلاس و اجتماعات ہوں ان میں ریاکاری، منصب پرستی،  
پوجا جیسے نجس عناصر کا کیا کام، جب کہ دور حاضر میں تو ایسا رنگ رچا لیا گیا ہے کہ جہاں  
کو اپنا حمایتی بنا کر انہی جتنے جتنے اور گز دفتر کے لئے ارکان دین و ضروریات ایمان  
سے مکمل خاموشی اختیار کرتے ہوئے ان کو خوش کرتے ہوئے ان سے لاکھوں روپے  
رد پے وصول کر کے کچھ ایسی رقوم محافل اور ایسے جلسوں پر خرچ کر دیئے باقی رقم  
ہضم ایسی محفلیں اور اجتماعات جو صدیوں پر محیط سراپا برکت اور ایمان افروز رہے

خون کے آنسو رونے کو جی چاہتا ہے ساری رات محفل نعت میں گزاری  
۱۰۔ وہ بے نماز مجرم پیشہ لوگ شامل جو محفل سے پہلے نہ محفل کی صبح نہ رات نماز  
کے تیار۔ باقی چرکانو از چند علماء یا نعت خواں (اکثر داڑھی کئے یا داڑھی  
رسول کے باغی) جو خود بھی بالخصوص اس محفل کی رات اکثر نماز پڑھنے سے  
ہیں۔

اجتماعات یا جلسے، محافل جن میں اپنی کڑ و فریوڑ جانے کے لئے مودی یا تصویر  
ساری رات یا اکثر حصہ جاری رہتا ہے ایسے علماء و نعت خواں حضرات کی  
بجاذہیت نواز انداز ہو جائے اور تشہیر کامل ہو سکے۔

۱۱۔ علماء اور نعت خواں جو مودی، آڈیو وڈیو اور تصویر کشی کے بغیر جلسہ اور محفل نعت  
کو قرار دیتے ہیں اور مودی اور طلبوں سے خالی محفلوں میں شامل ہونے سے  
بچتے ہیں کیا وہ بتا سکیں گے کہ اسلام کو چٹکلا اور دینی ضروریات کو کھلونا کیوں بنا  
اور وہ کیا بتا سکیں گے؟ کہ وہ خود کو کس نبی کی امت سمجھ رہے ہیں اور ان کی  
آداب کا تسخر اڑا رہے ہیں۔ کیا کوئی ایسا سمجھی نبی یا ولی ہوا ہو جس نے اخلاق  
اور منصب پرستی بلے بلے کے پجاری بننے کی تعلیم دی ہو تصویر کشی کو اچھی اور معما  
اور دیا ہو۔ کیا تصویر کشی صرف صنم تراشی امت بنانے تک محدود ہے کس مسلم شخص  
سابقہ دائرہ عمل میں لایا جا رہا ہے اور یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ کاغذوں پر اور ٹی وی  
سکرینوں پر کیا جا رہے

۱۲۔ اہل اجماع امت جیسے اصولوں کے مطابق یہ فرق کہاں مذکور ہے کہ عکاسی  
بہر اس سے متعلق ہے کاغذوں اور ٹی وی کی تصاویر اس سے مستثنیٰ ہیں۔ شرعی ضا

بطاس بارے تو یوں مذکور ہے **الضُّرُورَاتُ تَبِيحُ الْمَخْظُورَاتِ** ضرورتیں منع چیز کو محذور پیمانے تک جائز قرار دیتی ہے۔ لیکن یہاں تو ضیافت میں رنگ برنگے مزے لوٹنے کیلئے بڑے شوق سے بن سنوڑ کر رنگ بدل بدل کر تصویر کشی کی پوجا کی جارہی ہے۔ اگر بے تکلیاں ہانگی گئیں تو اسلام کے بنیادی اصول کا کیا حال ہوگا۔ ایسے تو پھر یہ بھی بات کرنا چکا نواز علماء سوء کے لئے نہایت اچھا ہے کہ اگر گانے بجانے والوں جاذبِ قلب و نظر خوب رقص کرنے والی طائفہ عورتوں یا مردوں کے اجتماع میں ان خصوص نعت رسول پڑھوائی گئی تو خوب تبلیغ ہوگی چکا نواز علماء ایسی مووی تصویر کشی والی محفل میں نعت خواں حضرات سمیت دیتے۔ صاف صاف اخبارات میں بھی نظر آئیں اور مزید یہ بھی اعلان فرمادیں کہ جو حیران کرنا تبلیغ کا بنیادی مشن ہے۔ غیر مسلم جب ہمیں دیکھ کر رنگ رو بہ ہو جائے تو کیا ان میں کئی مسلمان بھی ہو جائیں گے؟ جیسا کہ دورِ حاضر میں جزوی طور پر ہمارے جانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

فیشن پرست تبلیغ کرنے والی ایسی محافل کی تواریخ پر گہری نظر اور ایک باقاعدہ ریسرچ اپنے پاس ڈائری رکھنے والی عورتیں جو رنگ جمائیں کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ایسی تبلیغات محافل میلاد پر عورتوں کے جلسہ میں در بدر ہر گھر میں اپنی آواز بلند کرنے والی جہاں گھروں میں غنڈے آوارہ لڑکے بھی ایک طرف کھڑے داروغہ موجود ہوتے ہیں۔ جب نعت رسول اور میلاد کی محفلیں سجاتی ہیں اور انہی پرست بدذات عورتوں کو بنا سجا کر اپنی گاڑی میں بٹھا کر دیوٹ خاوند ایسی محافل کراتے ہیں اُس وقت ان پر رحمت کی بارش ہو رہی ہوتی ہے یا قہر خداوندی

کرتے ہیں پھر اپنی گاڑی پر وہاں سے واپس لے آتے ہیں۔ اس بد نظمی اور محافل سوئم و چہلم بھی پراگندہ ناگفتہ بہ ہو چکی ہیں۔ بات کو شرعی اصول کے مطابق چاہیے کہ نقلی کاموں کو صحیح نقطہ نگاہ شرعی اصولوں کے مطابق ادا کئے بھی جائیں۔ روزہ، حج کے تقاضوں کو نظر انداز کیا جائے تو تب بھی نقلی کام شرف قبولیت ہو سکتے ہیں لیکن جب یہ طوفان پھا کرنے والی بیہودگیوں، پردہ بالائے طاق، خبیثاتِ طبع، مایہ پرستی، عیاشی یا فحاشی جیسی خباثتیں جن نقلی محافل میں کار فرما کیے گئے ہیں ان کاموں سے غضبِ الہی و غضبِ رسول ﷺ کے علاوہ کیا ملے گا۔

بہت سے مسلم شیوخ الحدیث و مفسرین قرآن اس تصویر سازی فوٹو اور مووی کے تقاضائے کتاب و سنت خلاف شریعت ممنوع قرار دے چکے ہیں مثلاً امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث قبلہ مولانا سید احمد رحمۃ اللہ علیہ بہت سے لائق و فادار شائروں علماء کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

ایسے اور شرعی خلاف ورزی کا شکار محفلوں کے علاوہ خدا و رسول کو پسند محافل میسر اور ایک بہترین ایمان افروز طریقہ یاد رکھنا ضروری ہوگا۔

اپنے گھر کی بیٹھک یا کوئی گوشہ صاف کر کے اسے افراد خانہ کی نماز کے لئے بھی صاف اور محفل میلاد یا کوئی بھی بابرکت محفل ایسی بیٹھک میں گھر کے افراد پر مشتمل ہوں جو در حاضر میں تلاوت، نعت خوانی، ختم شریف کی یہ بہترین محفل ہوگی اور صلوٰۃ و دعا کے ہو کر ادا کر کے یا حاضر شیریٹی یا طعام پر ختم شریف پڑھ کر دعائے ایصال کر دی جائے۔ اور موجود کھانے یا شیرینی کو مستحقین یا بچوں میں تقسیم کر دی جائے۔

دجال سے متعلق احادیث اور دور حاضر کے جعلی پیروں اور جاہل مولویوں کا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الدُّجَالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ (الْعَيْنُ الْيُسْرَى) مَكْتُوبٌ "بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ" ثُمَّ تَهَجَّأُ ثُمَّ يَقْرَأُ كُلُّ مُسْلِمٍ كَاتِبٌ "أَوْ غَيْرُ كَاتِبٍ" (ص ۳۰۰ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- "دجال بائیں آنکھ سے بھیجا ہوگا۔ دونوں آنکھوں کے درمیان کافراں کا کلمہ پڑھا اور ان پڑھ اس کی پیشانی پر لفظ "کافر" آگیا۔ پڑھ سکے گا۔"

الْيَا حَادِثٌ:- عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَمَّا ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الدُّجَالَ لَمَّا يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتَنُفِثُ فِي الْأَرْضِ فَتَنْبُثُ فَتَرْوَحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ (مَوَاسِيَهُمْ) يَأْمُرُ مَا كَانَتْ دُرَى (مَوَاسِيَهُمْ سُمْنَاءَ) وَأَسْبَعُهُ ضُرُوعًا وَأَمَّا خَوَاصِرُكُمْ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ (دَعْوِ الْأَلَوِيَّةِ) فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُضْبِحُونَ مُمَحْلِلِينَ لَيْسَ بِأَيِّدِهِمْ شَيْءٌ "مَنْ أَمَوَّاهُمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرْبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزًا"

کُنُوزُهَا إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ بِتَغْيِيرِ يَسِيرٍ لَفْظًا

(ص ۳۰۳ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف ورواہ الترمذی ص ۳۰۱ جلد ۲ مسلم شریف)

ت نو اس بن سمعان رضی اللہ عنہما حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دجال ایک قوم کے پاس آئے گا تو وہ اس کو خدا مان لیں گے۔ دجال بادل کو حکم دے گا کہ بارش برسا دے گا۔ زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام نباتاتی زرخیزی و سبزہ زاری ماریں اور خزانوں سمیت اس کے حکم کی تعمیل کرے گی۔ جانور مومنے تازے پانی والے ہو جائیں گے۔ صبح چراگاہ میں جانے کی نسبت شام کو خوب فربہ ہو کر اسی کے۔ پھر ایک اور کسی قوم کے پاس جا کر خدائی دعویٰ کرے گا تو وہ اس کو دھتکا دیں گے۔ انکار کر دیں گے۔ وہ واپس چلا جائے گا تو اس کے بعد اس قوم کی بد حالی ہو گی۔ غربت و افلاس کے ڈنگے بچ جائیں گے۔ زمین بجز خشک سالی کا شکار ہو جائے گی۔ بیابان سے گزرے گا زمین سے کہے گا۔ یہاں سے اپنے تمام خزانے باہر نکال دینا۔ زمین کے خزانے سونا، چاندی سمیت اس کے ساتھ ساتھ چلیں گے اس کے ساتھ کو محدث ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(ص ۳۰۳ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف و ص ۳۰۱ جلد ۲ مسلم شریف)

دجال اتنی کامل خرق عادت اور رنگ برنگی شیعہ بازی کے باوجود ولی یا بزرگ یا بابا یا برگز نہیں یہ لعنتی بیہودہ انسانوں میں سے ایک خبیث شیطان ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اس دلوں کے مطابق ہو تو بزرگ اور ولی ہے اگر شرعی اصولوں کے خلاف ہے تو وہ پیر یا شیطان کا معنوی بیٹا دجال ہے۔

اس نو کو بطور خدا کے پیش کرے گا۔ لیکن اس کی تمام طاقتوں کے باوجود اہل حق کامل



ایمان والے اسے ٹھکرا دیں گے۔ اور یہودی، جاہل مطلق مسلمان اور جعلی پیر اور جاہل مولوی اور کثیر تعداد میں عورتیں دجال کے پیر و کارہوں گے۔

### ﴿ آج کے جعلی دربار یا اسلام سے بغاوت ﴾

اور دوسری طرف اسلام کے خلاف ایک اور یلغار ہو رہی ہے۔ وہ ہے مصنوعی جعلی مزارات کی بے تحاشہ تعداد۔ شریعت مجتہدینہ **عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفُ تَحِيَّۃٌ** میں درباروں کے بارے صرف اتنی گنجائش ہے کہ کوئی عظیم ہستی قرآن و سنت کے مطابق کی العقیدہ ہو۔ زرد زن کا شکاری نہ ہو بلے بلے (منصب پرستی) کا پجاری نہ ہو علاقے۔ لوگ اپنے بیگانے بھی جانتے ہوں۔ اس کی پارسائی نفیست اور غلوں کا دلوں میں جعلی مقام ہو وہ فوت ہو جائے۔ تو اس کے مرقد کو زیارت گاہ بطور ایصال ثواب اور دعا و حل مشکلات کیلئے کسی بھی مناسب جگہ پر انتظام کیا جاسکتا ہے۔ اور وہاں روشنی کا انتظام بھی جائز ہے۔ اس کے برعکس امت پر آفت کیا آپڑی ہے؟ کوئی راہ گیر جاتے جاتے کسی سڑک کے کنارے یا کسی قبرستان کے پاس فوت ہو جائے یا کوئی نشہ خور یا شراب نوش یا بوٹی نوش و فروش ملنگ شکل یا کوئی جرم پیشہ آوارہ فضول آدمی یا مصنوعی جعلی جذبہ پوش خمیہ فروش شعبہ باز پیر جہاں بھی فوت ہو جائے وہیں اسے دفن کر کے اسکی قبر پر جھنڈا لگا کے نشہ خور ملنگوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ یا جنسی عاشق گدی نشین عیاش آدمی قبضہ ہما لیتے ہیں۔ اس قبر کی آمدنی سے کئی کئی قبیلے وادیش لیتے اور دیتے نظر آتے ہیں۔ ایسے چھوٹے مزارات کی قبروں کو کرینوں کے ذریعے اٹھوا کر عام قبرستانوں میں شامل کر کے حکومت و وقت اور علاقے کے سردار سیاسی قائدین اور اسلام کے صحیح علمبردار علمائے حقہ لازمی حق ہے۔ ایسے مصنوعی مزارات پر اکثر اسلام کے بنیادی فکری و عملی اصولوں کی

خلاف ورزی عروج پر دیکھی جا رہی ہے۔ مزار کا مجاور گدی نشیں دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی فلمی ہدایتکار مغربی تہذیب کا پروانہ ڈاڑھی منڈا (ایکٹر) فنکار ہے۔ غیر محرم عورتوں سے بے پردہ ملاقاتیں یا خفیہ طریقوں سے عیاشی کی جنسی پیاس بجھائی جاتی ہے۔ ایسے بابا اور جعلی پیروں کے ذرائع آمدنی نظر آنے سے پناہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے دشت، فروٹ تازہ انڈے دودھ ہر قسم کی سہولیات کی وجہ سے ناز مینی کمال درجے کی نظر آتی ہے۔ جعلی پیر صاحب گدی نشیں جاہل بابا جی کی کھال سونے یا چاندی کی طرح چمک اٹھتی ہے۔ جس کو دور حاضر میں جاہل لوگ زودحانیت اور ثورائیت کا نام دیتے ہیں۔ اہل مریدین مرد اور عورتیں اپنے بے ہودہ پیر کو دیکھ کر ایک دوسرے کو مزید اطمینان دیتے ہیں۔ کہ ہمارے پیر صاحب کتنے نورانی شکل والے ہیں۔ چہرے پر اللہ تعالیٰ کا نور نور چمک رہا ہے؟ بھلا جس پیر کا دل گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پتھر بن چکا ہے۔ اور سیرت کی آنکھ رکھتا ہی نہیں اس پر حقیقی نور کہاں نظر آئے؟ اور مریدین کے پلے کیا ڈالے گا ”خاک“ نور دیکھنے کیلئے تو صفائے باطن کا ہونا لازمی ہے۔ اور حال یہ کہ پیر بھی دل کا دھما اور مرید اس سے فزون تر۔ خونی نور اور بے ہنگم خورد و نوش سے پیدا ہونے والی رانی کھال کی رنگت کو نور بصیرت قرار دینا کتنی بڑی عجیب حماقت کا مظاہرہ ہے۔ ان ایسی جیروں شعبہ باز عیاش باباؤں اور نوٹوں کے کرنے والے اور تعویذ کرنے والے معی مولویوں نے جو خدمت خلق کا جھنڈا اٹھا رکھا ہے۔ وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ ایک جاہل تعویذ لینے آتا ہے جی مجھے ایسا تعویذ دے دیں یا اللہ اللہ کر دیں یا کوئی جادو کا ایسا رشتہ دکھائیں۔ کہ میرے پڑوسی یا قریبی رشتہ دار فلاں دشمن کا بیڑا غرق ہو جائے۔ اس کا ہر بار ٹھپ ہو جائے۔ کیونکہ وہ بڑا ظالم ہے جعلی پیر صاحب یا جعلی مولوی صاحب آئے

ہوئے سائل کے کہنے پر ہی اکتفا کرتے ہوئے فریق ثانی کے خلاف فوراً یکطرفہ فیما کر کے شدید بلا خنانت وارنٹ جاری کر دیتا ہے۔ اور اپنی مطلوبہ اشیاء و نقدی و نذرانے وغیرہ پہلے ہی وصول کر لیتا ہے۔ یہ بات سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔ کہ کوآ آدی جس کے خلاف جادو یا تعویذ لینے آیا ہے کہ واقعی وہ اس لائق ہے کہ اس سے یہ سلوک کیا جائے۔ ایسی ظالمانہ کاروائی کرنے والا اور کروانے والا دونوں بہت بڑے ظالم، بہت بڑے مجرم ہیں۔ جب تک مظلوم نہیں معاف کریگا۔ ظالم کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریگا۔ ضرورت مند لوگوں کو تعویذ گنڈا یا دم درود کرنے کے متعلق زیادہ سے زیادہ صورتحال کی حد بندی کا اکثر خاکہ اگلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿جائز کام کے لئے تعویذ گنڈا یا دم درود پر معاوضہ

مناسب لیکن بشرط حصول مقصد و آرام﴾

حدیث نمبر ۳۷: أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْإِسْنَدُ السَّيِّئَةُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبًا فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ مِنَ الْعَرَبِ فَسَأَلْنَا لَهُمْ أَنْ يُضَيِّفُونَا فَأَبَوْا فَلَدَغَ سَيْدُهُمْ فَأَتُونَا فَقَالُوا أَفِيكُمْ أَحَدٌ يُرْقِي مِنَ الْعُقُوبِ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ أَنَا وَلَكِنْ لَا أَفْعَلُ حَتَّى تُوْتُوا شَيْئًا فَقَالُوا نُعْطِيكَ ثَلَاثِينَ شَاةً قَالَ لَقُرْأْنَا عَلَيْهَا سُورَةَ الْفَاتِحَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَأَ قَلَمًا قَبَضْنَا الْغَنَمَ عَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا فَكَفَفْنَا حَتَّى آتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ذَلِكَ فَقَالَ أَمَا مَلِمْتُ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ اقْتَسَمُواَهَا وَاضْرِبُوا إِلَى بَسْمِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرٌ اِكْتَابَ اللَّهُ

(۹۶-۹۷ جلد ۲ کشف الخفاء)

ترجمہ: صحاح ستہ سمیت امام احمد بن حنبل اور بیہقی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس سواریوں کے ساتھ چھوٹے لشکر میں کسی مہم پر روانہ فرمایا۔ ایک عرب قبیلہ کے پاس سے ہمارا گزر ہوا ہم ان سے اپنی مہمان نوازی کے بارے میں کہا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا اسی دوران اس

قبیلے کے سردار کو زہریلے پھونے کاٹ لیا تو وہ لوگ ہمارے پاس دوڑ کر آئے۔ اور پوچھا کہ تم میں سے کوئی کچھو کا جھاڑ پھونک کرنا جانتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ لیکن تم کچھ بکریاں ہم کو دو گے تو تب پھونکا لے گا دم کریں گے۔ انہوں نے کہا ہم تم کو تین بکریاں دیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے سردار کو سات سو روئے فاتحہ پڑھ کر دم کیا وہ ٹھیک ہو گیا۔ جب ہم نے ان سے بکریاں لے لی تو (ان بکریوں کے بارے دم کرنے کے عوض میں) ترزدہوا ہم شک میں پڑھ گئے۔ (کہ کہیں ہم نے بکریاں غیر شرعی طور پر تو نہیں لے لیں) تو ہم نے انکو آپس میں نہ بانٹا یہاں تک کہ ہم رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس حاضر ہوئے تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے ابوسعید) کیا تو نہیں جانتا کہ سورۃ فاتحہ ایک مکمل دم بھی ہے۔ اور بکریاں آپس میں بانٹ لو اور میرا بھی اس سے حصہ نکال لو اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا "إِنْ أَحَقَّ مَا أَخَذَ ثُمَّ عَلَيْهِ أَجْرٌ أَكْتُابُ اللَّهِ" بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک پر اجرت لینے کا زیادہ حق ہے۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور واضح طور پر نظر آ رہے ہیں۔  
 ۱۔ جس مال و دولت کے جائز یا ناجائز ہونے میں شک پڑ جائے۔ جب تک اس کی صحیح شرعی حیثیت معلوم نہ کر لی جائے اس وقت تک اس مال کو استعمال میں لانا ناجائز نہیں۔  
 ۲۔ قرآن پاک کی آیات طیبہ پڑھ کر کسی بھی تکلیف کیلئے دم کرنا جائز ہے۔  
 (إِنَّهَا زَكَاةٌ) یہ ایک مستقل دم ہے۔

ج:- کسی بھی ایسے جھاڑ یا پھونک یا دم کرنے پر (جو شرعی طور پر ناجائز نہ ہو) قبل از وقت

اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔ یہ مفہوم حدیث کے ان الفاظ (إِنْ أَحَقَّ مَا أَخَذَ ثُمَّ عَلَيْهِ أَجْرٌ أَكْتُابُ اللَّهِ) قرآن پر اجرت لینے کا حق زیادہ ہے۔  
 ☆ تعویذ، گنڈا، جھاڑ، پھونک ☆

﴿اور دور حاضر کے ٹونے ٹونے پرستوں کی تلبازیاں﴾  
 شریعہ محمدیہ علی صاحبہا ألف الف تحیتہ میں جھاڑ، پھونک، تعویذ گنڈے کا بنیادی مقصد خلق خدا پر رحم کرنا ہے۔ مخلوق کی مصیبتوں اور دکھوں میں ان کا شریک غم ہونا مظلوموں اور غم کے ماروں کا بوجھ ہلکا کرنا۔ ایسی صورت میں اجرت لینے کا جواز اگر موجود ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی تو ہرگز نہیں کہ سادہ لوح مسلمانوں کی کھال اتاری جائے۔ انصاف اور حق تو یہ ہے کہ اجرت اس جائز کام پر لی جائے۔ جو سائل کا مقصد پورا ہو۔ میٹھا راہی مثالیں موجود رہی ہیں۔ کہ جعلی پیر یا بناوٹی مولوی اپنی جیبیں خطیر رقوم اور نذرانوں سے پُر کر لیتے ہیں۔ لیکن کام کسی کا بھی نہیں ہوتا۔

وَلَتَنْتَفِرْ نَفْسُ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔

﴿فَضْلًا كُلَّ سَبِيلٍ إِلَيْهَا مِائَةِ الْجَمْعَةِ﴾



حدیث نمبر ۳۸: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَّاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ (ص ۱۲۱ مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۱: عَنْ ابْنِ شَهَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ وَوُفِّيَ فِتْنَةُ الْقَبْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ (ص ۳۳۲ جلد ۲ کشف الخفاء)

حدیث ایضاً نمبر ۲: عَنْ أُوسِ بْنِ أُوسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَرَ وَأَبْتَكَرَ وَمَشَى وَلَمْ يَرْكُبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا مِنْ يَتِيهِ إِلَى الْمَسْجِدِ عَمَلٌ سَنَةِ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا وَلَمَّا نَدَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْجَمَاعَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَتَهَا (ص ۳۱۳ جلد ۲ کشف الخفاء)

ترجمہ حدیث نمبر ۳۸: سات سواحدیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن یا جمعرات کو فوت ہونے والے مسلمان کو اللہ تعالیٰ قبر کا عذاب معاف فرمادیتا ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند احمد میں ذکر کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۱: ابن شہاب سے روایت ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن فوت ہوگا

۱۔ شہادت کا درجہ پائے گا۔ اور قبر کا عذاب اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کو بی و عبد الرزاق و طبرانی نے روایت کیا۔

۲۔ ایضاً حدیث نمبر ۲: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز خود غسل کیا اور دوسرے کو دیا (بیوی کو) اور علی الصبح اٹھا اور گھر والوں کو اٹھایا اور مسجد کی طرف چل دیا اور امام کے پیچ بیٹھا اور خطبہ سنا اور خاموش رہا کوئی فضول حرکت خلاف آداب خطبہ نہ کی۔ اسے پچ گھر سے لیکر مسجد تک جاتے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب آجاتا ہے۔ اور جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ اور جمعرات کو اپنی بیوی سے بستر کی کو بھی مستحب قرار دیا ہے (ص ۳۱۳ کشف الخفاء)

۳۔ حدیث ۱: جمعرات یا جمعۃ المبارک کے دن فوت ہونے والے کو کم از کم یہ رعایت دی جاتی ہے کہ کم ترین درجہ شہادت کے برابر ثواب اور قبر کی ہر آزمائش سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ جمعۃ المبارک کی نماز سے لیکر مغرب تک ایک ایسی گھڑی ہے جس میں ناجائز دعا کے علاوہ کوئی بھی دعا خلوص دل سے کی جائے تو فوراً قبول ہوگی۔ حقوق وحیثیت کی ادائیگی کیلئے جمعہ یا جمعرات نہایت مبارک اوقات ہیں۔ ممکنہ حد تک جمعۃ مبارک کا فریضہ ادا کرنے کیلئے سوار ہو کر مسجد جانے سے پیدل جانا افضل ہے۔ جمعۃ مبارک جمعہ کی نماز کی فرضیت سمیت صرف اسی امت کو عطا کیا گیا۔ جمعۃ المبارک کی نماز کی فرضیت اپنے طرۃ امتیاز کے طور پر سورہ جمعہ اٹھائیسویں پارے میں موجود ہے۔ اس دن آدم علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے اور اسی دن وفات ہوئی اور اسی دن ہشتوں سے اتارے گئے اور اسی روز توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔ اسی

وجہ سے ہر ذی روح چیز جمعہ کے دن سے خائف ہے۔ بلا وجہ شرعی جمعہ کی نماز کے تارک ہونے سے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ گویا کہ ایسے آدمی کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہو جاتا ہے۔ اور اس دن میں درود شریف پڑھنا بھی باقی دنوں کی نسبت عظیم روحانی اجر کا سبب ہوتا ہے۔ جمعۃ المبارک تو خوب بے نظیر ثابت ہوا اب اگلی حدیث میں جمعۃ المبارک کے پیر کی بات سنیں۔

### ﴿جمعہ کے پیر کے فضائل﴾

حدیث نمبر ۳۹:- رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا وَلَيْدَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَفِيهِ بُعِثَ وَفِيهِ عُرِجَ لَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَفِيهِ مَاتَ-

(ص ۳۱ جلد ۱، عمدۃ القاری شرح بخاری)

ایضاً حدیث نمبر ۱:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمٍ الْخَمِيسِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ تُعْرَضُ عَلَى أَعْمَالِكُمْ فَإِنْ رَأَيْتُمْ خَيْرًا أَحْمَدْتُ اللَّهُ وَإِنْ رَأَيْتُمْ شَرًّا اسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَوَاهُ الْبُزَارُ وَقَالَ رِجَالُهُ صَحِيحٌ-

(ص ۳۱ جلد ۲، مسلم شریف)

ابن ابی شیبہ محدث تابعی سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری اور حضرت عبد اللہ بن عباس اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن (وار) کے دن پیدا ہوئے اور اسی دن اعلان نبوت فرمایا۔ اور اسی دن آسمانوں کا آج ہوا۔ اور اسی دن وفات پائی۔

۱۔ ایضاً حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ شہنشاہ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہفتے میں جنت کے دروازے دو دفعہ جمعرات اور پیر کے دن کھول دیے جاتے ہیں۔ اور روایت میں ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات اور پیر کے دن پیش کیے جاتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر اچھے کام زیادہ دیکھوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اور اگر برے اعمال زیادہ نظر آئیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا کرتا ہوں۔ آخری حصہ حدیث کو محدث بزرگ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود الحدادی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں۔

۲۔ حدیث:- ایک ہی موضوع کی مختلف احادیث سابقہ فضائل جمعہ والی حدیث سمیت اس میں اہم امور کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

جمعرات اور جمعۃ المبارک کے فضائل و مناقب و علو شان بمطابق ارشاد الہی و ارشاد الکریم کیلئے سر تسلیم خم۔ لیکن جمعرات اور جمعہ کو شان کہاں سے ملی؟ سابقہ امتوں کو ان دنوں کی یہ فضیلت عطا نہ ہوئی۔ جمعرات اور جمعہ کو شان دینے والے جس دن ایف لائے وہ پیر کا دن ہے۔ اور اسی روز ہجرت میں خروج مکہ پیر کا دن اور دخول مدینہ

بھی پیر کا دن اور فتح مکہ بھی پیر کے دن۔ (ص ۲۳۴ جلد ۲، سیرۃ حلبیہ) اور اسی دن کائنات کو معراج بھی ہوئی۔ اور اسی روز وفات بھی ہوئی۔ جمعہ کے روز سیدنا آدمؑ السلام کی ولادت بھی اور وفات بھی ہوئی۔ تو جمعہ سید الایام ٹھہرا اور پیر کے دن سید الانبیاءؑ کی ولادت و معراج اور وفات بھی ہوئی۔ لہذا پیر کا روز سید الجمعۃ ٹھہرا۔ جمعہ کا سردار۔ ب:۔ جنت کے دروازے اور کئی مختلف اسلامی تہواروں پر بھی کھولے جاتے ہیں۔ لیکن اور جمعرات کا یہاں خصوصیت سے مذکور ہونا منفرد عظیم فضیلت کا حامل ہے۔ جمعرات، روحوں کو عالم برزخ سے عالم خلق میں اپنے پسماندگان کی کارکردگی کا جائزہ لینے کیلئے چمکنی مل جاتی ہے۔ قبروں میں عذاب نرم کر دیا جاتا ہے۔

ج:۔ یہ تمام برکات و فیوضات الہیہ جس ستودہ صفات صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس پاک ذات کی ولادت جس دن ہوئی اس روز جمعہ سے افضل ہونا قدرتی بات ہے۔ آپ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ پوچھا گیا آپ پیر کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہیں آپ نے فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی۔ اس لئے میں اس دن کا روزہ رکھتا ہوں۔

”مُعْرِضْتُ عَلَى أَعْمَالِ أُمَّتِي“ حدیث کے یہ الفاظ بتلا رہے ہیں۔ کہ امت کے تمام اعمال بارگاہِ مصطفویٰ میں بختے میں دوبار پیش کئے جاتے ہیں۔ تا روزِ جزا یہ سلسلہ معائنہ اعمال یوں ہی جاری رہے گا۔

## ﴿بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْأُمَمِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾

☆ حدیث کی نظر میں شجرہ نسب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆

حدیث نمبر ۴۰:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا فَقَرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حدیث ایضاً نمبر ۱:۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(ص ۵۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)



ترجمہ:- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اعظم ﷺ نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بنی آدم کے زمانوں میں سے میرا ہر زمانہ بہترین ہے۔ اور ان کئی بہترین بدلتے زمانوں میں سے ہوتا ہوا میں اس بہترین زمانے میں پیدا کیا گیا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (ص ۵۱۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث :- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔ کہ میں ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا یوں معلوم ہوتا ہے ۔ کہ سرکارِ ابدِ قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک تک ( آپ کے شجرہ نسب کے متعلق ) کوئی بات پہنچ چکی تھی ۔ آپ اٹھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے ۔ اور فرمایا اے میرے صحابہ میں کون ہوں ۔ صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں ۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے پسندیدہ مخلوق میں رکھا پھر اس کے دو حصے کر دیے ۔ ان دونوں حصوں میں سے پسندیدہ افراد اگلے گروہ میں مجھے رکھا ۔ پھر اس پسندیدہ گروہ کو قبیلوں میں تقسیم کر دیا تو مجھے پسندیدہ قبیلے میں رکھا ۔ پھر پسندیدہ قبیلے کو گھروں میں بانٹ دیا ۔ مجھے پسندیدہ گھروں میں رکھا ۔ تو سب سے زیادہ پسندیدہ میرا حسب و شجرہ نسب ہے ۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ۔

(ص ۵۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث :- ان دونوں احادیث میں سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامے کی عظمت، رفعت، اور برتری بیان کی گئی ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر تازمین رسالت **مُصْطَفٰی عَلَیْہِ صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفِ نَحْوِہِ** آپ کے باپ داداے اکثر و اولوالعزم پیغمبر اور باقی مسلمان برگزیدہ شخصیات کم از کم توحید پرست تھے

ہذا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک آپ کے جن باپ دادوں کی پاک پشتوں سے  
 اصل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت مبارک تک پہنچا۔ وہ اصحاب اور  
 مارک پشتیں تمام افراد موحد خدا شناس تھے۔ ان میں سے کوئی بھی مشرک یا کافر یا زانی  
 نہیں تھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں موجود ہے۔

مَا وَلَدَنِي السَّحَابُ قَطُّ“ میرا نورس کسی بھی بدکردار پشت میں نہیں رکھا گیا۔ جبکہ یہ اکل فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک تمام مخلوقات کی تخلیق سے پہلے پیدا کیا گیا۔ حدیث پاک میں ہے۔ **كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الطِّينِ وَالْمَاءِ**۔ میں وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا جا رہا تھا۔ اوور انتقالِ نور محمدی علیہ السلام **صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ تَحِيَّةٍ** کو خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے القرون سے تعبیر کیا جس مرحلہ وجود میں شرک، کفر یا بدکرداری شامل ہو اس کو القرون (بہترین زمانہ) کے لفظ سے تعبیر کرنا فصاحت و بلاغت اور حقیقت کے بھی خلاف اور امام الانبیاء کی شان کے بھی خلاف ہے۔ اور مکاتیب و مذاہب عالم بھی ایسی بات کو عقلاً و نظراً منکر نہیں مانیں گے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کے امام باپ داوے آدم علیہ السلام تک کفر و شرک و بدکرداری کی تمام آلودگیوں سے پاک فیہر یا اولیاءِ توحید پرست تھے۔ نور محمدی کے ظہور سے لیکر ابراہیم علیہ السلام تک قرآن کا ایماہِ زمن رسالت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک قرآن پاک نے زمانے تک امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرہ نسب کو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔ قرآن پاک نے نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد ابراہیم علیہ السلام تک کو مسلمان کا لفظ دیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام

اور اسلعل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اختتام تعمیر کعبہ پر جو دعا مانگی۔ ملاحظہ:

﴿ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ السلام تک شجرہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی نظر میں﴾

ملاحظہ ہو نص قرآنی:-

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ لَكَ وَمِنْ دُرَيْتِنَا أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَكَ وَآرِنَا  
مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ☆ رَبَّنَا وَابْعَثْ  
فِيهِمْ رَسُولًا فَمِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ  
وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ط إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط

(پارہ نمبر ۱، رکوع ۱۵)

ترجمہ نص قرآنی:- اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک مسلمان جماعت قائم رکھ اور ہمیں حج و مواقیف دارکان کی پہچان عطا فرما اور ہم پر رجوع فرما بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ اے رب ہمارے اس مسلمان جماعت ہی سے ان لوگوں میں ایک بڑی شان والا رسول پیدا فرما جو تیری پاک آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائے۔ اور انھیں کتاب اور دانائی سکھائے اور ان میں سے پلیدوں کو پاک فرمائے۔ بیشک تو ہی غالب قہمت والا ہے۔ (پارہ ۱، رکوع ۱۵، سورہ بقرہ)

ابراہیم علیہ السلام نے اختتام تعمیر کعبہ کے موقع پر یہ دعا مانگی۔ تو اس دعا میں لفظ ہے

مُسْلِمَةٌ لَّكَ (یعنی یا اللہ میری اور میرے صاحب زادے حضرت اسلعل علیہ السلام کی پشت سے ایک مسلمان جماعت قائم رکھ۔ اسی مسلمان جماعت سے آخر الزمان نبی انبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرما۔ اسی آیت پاک کی وضاحت حدیث پاک میں موجود ہے۔

☆ اَنَا دَعَوْتُ أَبِي اِبْرَاهِيمَ وَبُشْرَى عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ☆

یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اسی دعا کے مطابق وہی نبی ہوں۔ اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کی خوشخبری ہوں۔ جو عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی کہ میرے بعد خاتم النبیین احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے۔ اس آیت کریمہ میں جن الفاظ سے مدعا ثابت ہے وہ پہلی آیت کے لفظ (أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَّكَ) اور دوسری آیت شروع (رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا فَمِنْهُمْ) میں۔ بعض احادیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض باپ دادوں کے بارے میں اس قرآنی حکم کے خلاف مضمون ملتا ہے۔ کہ فلاں باپ یا فلاں دادا مشرک یا کافر تھے۔ ابراہیم علیہ السلام تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادوں میں سے ایک کو مشرک یا کافر تسلیم کرنے سے اس نص قرآنی کا انکار لازم آتا ہے۔ لہذا کسی حدیث کے راوی کو جھوٹا کہہ لینا تو ممکن ہے۔ لیکن قرآن پاک کی نص (آیت) کو کیسے جھوٹا کہا جائے گا؟ اسلئے جب قرآن پاک کی آیت اور کسی حدیث کے درمیان کوئی تضاد نظر آئے تو حدیث کو چھوڑ دیں گے۔ اور قرآن کے حکم کو بحال رکھیں گے۔ قرآن کا یہ حکم ہے۔ ابراہیم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی لاریب عالم الغیب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام باپ دادوں کو مسلمان کہا جائے (أُمَّةٌ مُسْلِمَةٌ لَّكَ)

## ﴿ہمارے نبی پاک کے شجرہ نسب پر ایک اعتراض﴾

اعتراض:- کیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کو قرآن پاک میں متعدد جگہ پر کافر مشرک جنہی نہیں کہا گیا؟

جواب:- قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو واقعی مشرک اور کافر جنہی کہا گیا ہے۔ لیکن ہر باپ والد نہیں ہوا کرتا۔ اس باپ سے مراد چچا ہے جس کا نام آزر تھا۔ والد کا نام حضرت تارخ علیہ السلام ہے۔ تفصیل کیلئے تفسیر روح المعانی عربی و تفسیر جلالین و تفسیر خازن عربی ملاحظہ فرمائیے۔

عربی زبان، پنجابی اور اردو زبان حتیٰ کہ قرآن پاک میں بھی چچا کو باپ کہا گیا ہے۔ مثلاً:-  
**أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَآلَكَ أَبَائِكَ إِبرَاهِيمَ وَاسْمُعِيلَ وَإِسْحَاقَ آلَهَا وَاجِدُوا نَحْنُ لَكَ مُسْلِمُونَ** (پارہ ۱، رکوع ۱۶)  
 (ترجمہ:- اور جب یعقوب علیہ السلام نے موت کے وقت اپنے صاحب زادوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ انھوں نے کہا ہم آپ کے خدائے برحق کو پوجیں گے۔ اور آپ کے باپ ابراہیم واسمعیل واسحق علیہما السلام کے خدا کو پوجیں گے۔ اور اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے چچا اسمعیل علیہ السلام کو باپ کہا لہذا ہر باپ والد نہیں اور ہر والد باپ ہے۔ ہر ماں والدہ نہیں اور ہر والدہ ماں ہے۔

☆:- ابراہیم علیہ السلام کو باپ کیلئے دعا مانگنے سے روک دیا گیا۔ اور والدین کیلئے تا قیامت دعائے ابراہیمی نمازوں کے اندر مانگی جا رہی ہے۔ باپ کیلئے دعا مانگنے سے

ابراہیم علیہ السلام کو روک دیا گیا۔

﴿ہر باپ والد نہیں اور ہر والد باپ ہے﴾

☆ ابراہیم علیہ السلام کو اپنے کافر باپ آزر کیلئے دعا مانگنے سے روک دیا گیا ☆

(قرآن پاک) **وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ** (پارہ نمبر ۱۱، ع ۳)

ترجمہ:- اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنے باپ آزر کیلئے ایک وقت تک معافی مانگنے کی اجازت تھی۔ جب یقین ہو گیا کہ آزر دشمن خدا ہے ایمان ہی رہے گا۔ تو اس کیلئے دعا مانگنے سے رک گئے۔ بیشک ابراہیم علیہ السلام مہربان تحمل مزاج تھے۔

☆ ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لئے دعا تا قیامت ☆

**رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ**

(پارہ نمبر ۱۳، سورہ ابراہیم)

ترجمہ:- اے اللہ مجھے اور میرے والدین کو معاف فرما اور تمام ایمان والوں کو بھی جس دن قیامت ہوگی۔

یہ دعا بھی ابراہیم علیہ السلام نے اختتام تعمیر کعبہ کے موقع پر مانگی جبکہ آزر بہت پہلے مر گیا تھا۔ اور وہ چچا باپ تھا۔ نہ کہ والد اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے باپ چچا کیلئے دعا مانگی چھوڑ دی۔ اور اپنے والدین کیلئے دعا مانگتے رہے۔ جو نمازوں میں بھی پڑھی جا رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کا باپ آزر چچا تھا۔ والدین اور تھے۔ والد کا نام حضرت تارخ علیہ السلام تھا جو ابراہیم علیہ السلام کے بچپن سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔ اسی حدیث نمبر ۱۶



کی ٹرو سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ نسب صرف ابراہیم سے آدم علیہ السلام تک ہی نہیں بلکہ پوری نسل پاک شجرہ مصطفیٰ علیہ السلام کے تمام افراد ایماندا حقیقت شناس خدا ترس اور توحید پرست تھے۔ جب کہ یہ حدیث امام بخاری کی روایت کردہ ہے۔ **بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ۔۔ الخ**

☆ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی جگہ امام الانبیاء کے روضہ کے اندر موجود ہے ☆

حدیث نمبر ۴۱۰۰: **وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ صِفَتُهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُدْفَنُ مَعَهُ (وَالْآنَ) قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ**

(ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

﴿سابق کتب سماویہ میں محبوب خدا کی تعریف﴾

ایضاً حدیث: **عَنْ كَعْبِ الْأَخْبَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُخْبِرُنِي عَنْ التَّوْرَةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوباً مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَبْدِي الْمُخْتَارُ لَا فِظٌ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا سَخَابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ وَلَكِنْ يَغْفِرُ مَوْلِدَهُ بِمَكَّةَ وَهَجْرَتَهُ بِطَيْبَةَ مُلْكُهُ بِالشَّامِ وَأُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ (ص ۵۱۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)**

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر فرماتے ہیں کہ تورات میں

در سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت موجود ہے۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام در کے روضہ پاک میں دفن ہونگے۔ جبکہ اب ایک قبر کی جگہ وہاں روزہ پاک میں دے ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور مشکوٰۃ شریف (ص ۵۱۵ جلد ۲)

۱۰۰ ایضاً حدیث: سیدنا کعب اخبار تابعی روایت کرتے ہیں کہ تورات شریف میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ہم ان الفاظ میں وہاں لکھی پاتے ہیں۔ محمد اللہ کے دل میرا خاص ہے مثال با اختیار بندہ نہ وہ بد خلق نہ بد گو نہ بازاروں میں پیچنے والا اور وہ نبی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے۔ لیکن عفو و درگزر کیا کریں گے۔ ان کی ولادت مکہ میں ہجرت مدینہ طیبہ کو ہوگی۔ اور بادشاہی ان کی ملک شام۔ ان کی اُمت اللہ تعالیٰ کی بہت شفاء بیان کرنے والی ہوگی۔ ہر تنگی و فراخی اور خوشحالی میں برابر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہونگے۔ اس حدیث کو کتاب المصانح میں اور داری نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

۱۰۱ حدیث: اخبار یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام جنہوں نے شرف صحابیت حاصل کیا۔ اور حضرت کعب اخبار جو تابعی ہونے کا شرف رکھتے ہیں دونوں تورات کے تھے۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عبرانی زبان میں نازل ہوئی۔ اس تورات کتاب میں ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفیں اور آمد تحریر تھیں انجیل قرآن و صاحب قرآن کے پورے پورے دلائل موجود تھے۔ اکثر یہودی علماء نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و خصائل و تشریف آوری کو چھپاتے تھے ان پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ یہ دونوں علماء حضرت عبداللہ بن سلام و کعب اخبار رضی اللہ عنہما اخبار یہود میں سے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و فضائل و

کمالات کو مانتے ہوئے مسلمان ہو گئے تھے۔ سابقہ کسی شریعت کو چھوڑ کر دین متین اسلام میں داخل ہونے والوں کیلئے قرآن پاک میں دو گنا ثواب کا اعلان کیا گیا ہے۔ یعنی پہلی شریعت کا اجر بھی اور اسلام کا اجر بھی انھیں حاصل ہوگا۔ جیسا کہ پارہ نمبر ۲۰ میں فرمانِ وحی ہے۔ **أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ**۔

دونوں اجادیت کے اہم نکات میں سے دو نکتے اپنی عظمت کے خود ہی حامل ہیں۔

۱:- محمد رسول اللہ عبدی القهار۔ مختار با اختیار کو کہا جاتا ہے۔۔ یعنی تورات میں مذکور تھا۔ آخر الزمان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاز مطلق بالانتساب ہو گئے۔

ب:- کعبہ خضر، شاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود خالی ایک قبر کی جگہ میں سید عیسیٰ علیہ السلام کا دفن ہونا۔ اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدفن اور عیسیٰ علیہ السلام کے مدفن (قبر) کے درمیان حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کا ہونا کیسی بے مثال فضیلت اور ہر دوسرے فرد کیلئے رشکِ حیات ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ۔

**طُوبَى لِّأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرُ يُخْشَرَانِ بَيْنَ النَّبِيِّينَ**۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضوان اللہ علیہما کو مبارک ہو۔ قیامت کو دونوں کے درمیان اٹھائے جائیں گے۔ ج:- معاصر امت محمدیہ علی صاحبہا **أَلْفُ أَلْفِ نَجَاتٍ** کی کیسی تعریف تورات میں مذکور ہے۔ (**حَمَادُونَ**) اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تعریف کرنے والے خوشی غنی میں اس کو مساوی یاد رکھنے والے۔

﴿ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سابقہ انبیاء سے زیادہ کتنی خوبیاں حاصل ہیں؟﴾

حدیث نمبر ۳۲:- **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسَبْتٍ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّغْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ** (جلد ۵۱۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً:- **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِي لَوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ يَوَائِي وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ**

(ص ۵۱۳، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام پیغمبروں پر چھ امتیازی اعلیٰ درجے عطا کئے گئے ہیں۔

۱:- مجھے جوامع الکلم کی شان عطا کی گئی۔ ۲:- ایک ماہ کی مسافت سے پہلے دشمن پر میرا

رعب ڈال دیا گیا ہے۔ ۳۔ مال غنیمت صرف میرے لئے حلال کر دیا گیا۔ ۴۔ ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنا دی گئی۔ ۵۔ مجھے تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ۶۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ اس حدیث پاک کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا (ص ۵۱۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث: امام ترمذی نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور مجھے اس بات کا کوئی فخر نہیں۔ **لِوَأَنَّ الْحَمْدَ**۔ جہنڈا قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہو گا۔ آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء اہل محشر میرے جہنڈے کے سایہ میں ہوں گے۔ اور قیام محشر کے روز سب سے پہلے میں اپنے کلبہ خضر سے اٹھوں گا۔ اور مجھے ان رتھوں اور فضیلتوں پر کوئی فخر نہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا (ص ۵۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ع۔ خالق سے اولیاء اولیاء سے رسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

۔ جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی

ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

شرح حدیث: مکمل فضائل امام الانبیاء علیہ افضل التَّحِيَّةِ وَالسَّلَامِ بیان کرنا تو انبیاء و من سوا سے ممکن ہی نہیں۔ نہیں حد ہے ان کے عروج کی بَلْعِ الْغُلَّ بِكَمَالِهِ۔ اُن کے عروج اور کمال کی حد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ جو فضائل زبان فیض ترجمان شاہ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے منقول ہوئے یا قرآن نے جو عظمت حبیب رب دو جہان بیان کی یہ تو صرف ۔۔۔ مٹنے از خروارے کی حیثیت

سے ہے۔

۱۱۔ سیدنا ابوصہریرہ و سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی بالا روایات اور دوسری احادیث سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو امتیازی فضائل بیان ہوئے جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ ان فضائل میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ **جَوَامِعُ الْكَلِمِ**۔ اس کا معنی ہے بہت سے کلاموں کی جامعیت کا مرکز یعنی مندر در کوثرہ قلیل الہبانی کثیر المعانی الفاظ بہت کم اور ان سے اسرار و رموز اور حقائق وقائق بے شمار برآمد ہوں۔ اس کیفیت کا نام ہے۔ **جَوَامِعُ الْكَلِمِ**۔

۲۔ **نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ**۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیاوی زندگی کے لحاظ سے جہاں بھی تشریف فرما ہوں۔ وہاں سے لیکر ایک ماہ کی مسافت تک دشمن لرزہ اُٹھتا ہے اور اندامِ حواس باختہ مرعوب رہتا تھا۔ یعنی پیدل سفر روزانہ بیس میل کے لحاظ سے حضور جہاں بھی تشریف فرما ہوں وہاں سے چھ سو میل کی مسافت تک آپ کے اور اسلام کے دشمنوں پر آپ کا رعب طاری رہتا تھا۔

۳۔ مال غنیمت کا حلال ہونا: کسی بھی سابقہ دین میں کفار سے جنگوں میں جو مال غنیمت حاصل ہوتا تھا۔ وہ کسی نبی یا امتی کیلئے لینا حرام تھا۔ سابقہ امتوں کیلئے یہ دستور تھا کہ حق و باطل کی جنگوں میں فتحیابی کی صورت میں اہل حق کو جو کفار کا مال حاصل ہوتا تھا۔ وہ تمام مال کسی میدان میں اکٹھا کر کے رکھ دیتے تھے۔ آسمان سے آگ آکر اسے جلا جاتی تو وہ ان کا جہاد بالکفار قبول ہونے کی نشانی ہوا کرتی تھی۔ اور اگر آگ اس مال کو نہ جلاتی تو ان کا وہ جہاد قبول نہ ہوتا تھا۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کیلئے مال غنیمت آپس میں بانٹ لینے کو جائز قرار دیا گیا۔ اور جہاد بالکفار کی قبولیت کو پردہ میں رکھ



دیا گیا۔ تاکہ امام الانبیاء اور آپ کی امت کو دیگر مذاہب عالم کے سامنے کبھی پشیمانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۴۔ **جَعَلْتُ لِي الْأَرْضَ طَهُورًا وَمَسْجِدًا**۔ سابقہ امتوں کیلئے عبادت کیلئے خاص قسم کے گرجے یا عبادت گاہیں مخصوص تھیں۔ ان سے باہر انکی عبادت قبول نہیں ہوتی تھی۔ لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تمام زمین پاک کر دی گئی۔ اور تمام زمین عبادت کیلئے جائز قرار دے دی گئی۔ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز اور عبادت ادا کر لی جائے قبول ہو جاتی ہے۔

۵۔ **أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً**۔ اس حدیث کے ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات کے رسول اور نبی ہیں۔ سابقہ پیغمبر انبیاء و رسول خاص خاص قوموں خاص علاقوں کیلئے ایک مقررہ وقت تک نبی بنا کر بھیجے گئے۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات کیلئے ہمیشہ ابد الابد تک نبی بنا کر بھیجے گئے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں تمام سابقہ انبیائے کرام کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔

**وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ** (پارہ ۱۳ رکوع ۱۳) ترجمہ: اور ہم رسول کو ہم نے اس کی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے قرآن نے ارشاد فرمایا۔ **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ**

(پارہ ۲۲، رکوع ۹)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو یا رسول اللہ تمام لوگوں کا ہمیشہ کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔

**خُتِمَ بِالنَّبِيِّينَ**۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیاوی زندگی کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔

اور نہ پہلے پیغمبروں میں سے کوئی نبی بن کر آ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک آسمانوں سے نیچے تشریف لائیں گے۔ تو وہ ہمارے نبی پاک کے امتی بن کر تشریف لائیں گے۔ سکتہ محمدی **عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفٍ تَحِيَّةٌ** ہی قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرما دیا تھا۔ کہ میری حیات دنیا کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے بہت جھوٹے آئیں گے۔ اور وہ کذاب۔ لعنتی ہوں گے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں غلام احمد قادیانی مرزا نے اعدت کے چودہ طبقے اٹھائے۔ اور کہا کہ میں بھی نبی ہوں اگرچہ چھوٹا ہوں اور اتنا چھوٹا کہ انسان کی جائے شرم ہوں۔ **نَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَى سَائِرِ أَغْوَانِهِ**۔

ختم نبوت کا منکر مرتد کافر ہے۔ **مُبَاحُ الدِّمِ**۔ واجب القتل یعنی اسے قتل کرنا جائز اس کا مال لوٹ لینا جائز۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي**۔ اور قرآن پاک نے ختم نبوت کو یوں بیان کیا۔

**مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ** پ ۲۲۔ یعنی ہمارے آقا و مولا سید الکمل خیر رسل اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ نہ سابقہ انبیاء میں سے کوئی نبوت کا منصب لے کر آ سکتا ہے۔ دوسری حدیث ایضاً میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے جن امتیازی اوصاف کا ذکر فرمایا۔ ان میں سے سیادت اولاد آدم۔ یعنی تمام اولاد آدم علیہ السلام کے مالک و آقا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

۷۔ **أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ**۔ ابتدائے بعثت میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام خلق خدا انبیاء و من سوا سے افضلیت کے اعلان کرنے کا حکم نہیں ملا تھا۔ اسلئے آپ نے ایک دفعہ یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے کسی نبی سے افضل نہ کہو۔ لیکن جب حکم خداوندی ہوا کہ آپ سب سے افضل داعی ہیں۔ تب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ۔ میں تمام اولاد آدم کا قیامت کے روز سردار ہوں گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دنیا میں آپ سب سے افضل نہیں ہیں۔ آخرت میں ہوں گے۔ نکتہ یہ نظر آ رہا ہے۔ کہ بعض لوگ دنیا میں سب سے اونچے اور اعلیٰ مراتب کے مالک ہوتے ہیں۔ لیکن قیامت کو وہ کسی بھی وجہ سے مجرم قرار پائیں گے یا سب سے پیچھے رہ جائیں گے۔ لہذا جو ذات قیامت میں سب سے ارفع داعی ہوگی۔ وہ دنیا میں خود بخود سب سے افضل اعلیٰ ہی ٹھہری۔ ا۔ جس کیلئے تیکر کی گنجائش ہی نہیں۔ اس لئے آپ نے جو امع الکملی صفت الفاظ استعمال فرماتے ہوئے تمام بنیادی حقیقی مطالب بھی بیان کر دیے۔ کہ میں قیامت کے دن سب سے افضل داعی سیادت کے مقام پر فائز ہوں گا۔ اور کل کی سرداری میرے شایان شان ہی ہوگی۔

۸۔ **وَبِئْسَ لَوَاءِ الْحَمْدِ**۔ لواء جھنڈے کو کہتے ہیں۔ جھنڈے غداری ظلم و جبر کے بھی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن آپ نے لواء الحمد کہہ کر (تعریف کا جھنڈا) یہ تمام شبھات دور کر دیئے کہ میرے جھنڈے کو ایسی رفعت و عظمت نصیب ہے۔ جس کو لواء الحمد خوبیوں اور کمال والا جھنڈا کہا جائے گا۔ اور روز محشر دنیا میں غداری کرنے والوں کے نذر کے جھنڈے بھی ہوں گے۔ لیکن روز قیامت تمام اہل محشر آدم و من سوا پر ہمارے نبی پاک کے جھنڈے کا سایہ ہوگا۔ اور وہ جھنڈا ہمارے لچال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں رہے گا۔ اور سب جھنڈوں سے بلند و بالا ہوگا۔

ع۔ روز قیامت اہل محشر آدم و من سوا پر

ہمارے نبی پاک کا جھنڈا اونچا رہے گا۔

۹۔ **أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ**۔ قیامت کو سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔ سبحان اللہ۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔ اس لئے اس اولیت کا سہرا بھی آپ کے مبارک سر پر ہی مناسب رہا۔ قیامت کے برپا ہونے کیلئے۔ انیل علیہ السلام بے شمار سوراخوں والی نالی جس کو قرآن میں صور کہا گیا ہے۔ پہلی بار ہونک ماریں گے تو سب ارض و سماء ہر ذی روح ذی وجود چیز فنا ہو جائے گی۔ اور اسرافیل یا یہ السلام کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے فنا کر دے گا۔ پھر اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرما کر اسی پھونک مارنے کا حکم دے گا۔ اور سب کو اٹھنا ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔ تاکہ جلال خداوندی میں محبوب خدا کی وجہ سے کچھ نہ کچھ کمی دجائے اور خلق خدا پر رحم کروایا جاسکے۔

ان دونوں احادیث میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خصوصی بڑے بڑے اعلیٰ اپنے امتیازی مراتب بیان فرمائے اور ہر مرتبے کے اعلان کے بعد یہ فرمادیا کہ **وَلَا فَخْرَ**۔ اس کا مطلب ملاحظہ ہو۔

۱۰۔ **وَلَا فَخْرَ**۔ یعنی جو کسی بڑے سے بڑے پیغمبر کو بھی کمال نہیں مل سکا وہ کمالات مجھ میں موجود ہیں۔ لیکن مجھے ان پر کوئی فخر نہیں۔

۱۱۔ خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد مصطفیٰ جانے۔

مقام مصطفیٰ کیا ہے؟ محمد کا خدا جانے۔

نبی شان مصطفیٰ علی صاحبہا ألف ألف تحیۃ کی حد صرف خدا ہی جانتا

ہے۔ اور انبیاء و من سوا آپ کی شان کا اندازہ کیا لگائیں گے؟ ان درج بالا دس مراتب 'علیہ کے علاوہ بھی اولیت اور اولویت کے مدارج احادیث میں موجود ہیں۔ مثلاً۔ اَنَا **أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ**۔ قیامت کے روز سب سے پہلے میں بخشش کا دروازہ کھلواؤں گا اور اس پر بھی مجھے فخر نہیں۔

☆: اَنَا **أَوَّلُ مَنْ يَفْتَحُ بَابَ الْجَنَّةِ**۔ قیامت کے روز سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھولوں گا۔

☆: **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي**۔ سب مخلوقات سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا۔

☆: اَنَا **أَوَّلُ مَنْ أُكْسِي قِيَامَتِ** کے دن سب سے پہلے میری تاج پوشی ہوگی

## ﴿فضائل درود شریف﴾

حدیث نمبر ۴۳: عَنْ **نُبَيْهَةَ بِنِ وَهَبٍ** أَنَّ **كَعْبًا** دَخَلَ عَلَى **عَائِشَةَ** **لَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** فَقَالَ **كَعْبٌ** "مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ إِلَّا وَنَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَخْفُوا بِقَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُونَ بِأَجْنَحَتِهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسُوا عَرَجُوا وَهَبَطَ مِنْهُمْ فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزِفُّونَهُ رَوَاهُ **الْذَّارِمِيُّ** (ص ۵۳۶، جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث: عَنْ **أَبِي بِنِ وَهَبٍ** قَالَ **قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** إِنِّي أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجَعْلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ **الرُّبْعُ** قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتُ بِهِوَ خَيْرٌ "لَكَ قُلْتُ **النِّصْفُ** قَالَ مَا شِئْتَ ..... إِذَا يَكْفِي هَمَّكَ وَ يُكَفِّرُ لَكَ ذُنُوبَكَ رَوَاهُ **التِّرْمِذِيُّ**

(ص ۸۶، جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت نبیہہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ (جو اسلام لانے سے پہلے یہودی مذہب کے بہت بڑے عالم تھے) حضرت عائشہ صدیقہ رضوان



اللہ علیہا کے پاس حاضر ہوئے۔ ذکر مصطفیٰ ہونے لگا تو حضرت کعب احبار نے عرض کیا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سے لیکر روزانہ ستر ہزار فرشتے آسمانوں سے اتر کر بارگاہ رسالت کی حاضری کا شرف حاصل کرنے کیلئے دربار مصطفیٰ پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ پھر اپنے نورانی پروں سے دربار رسالت کی صفائی کرتے ہیں۔ شام تک حاضری دیتے رہتے ہیں۔ پھر واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ اور دوسری ستر ہزار فرشتوں کی جماعت آسمانوں سے اتر آتی ہے۔ وہ بھی اسی طرح صبح تک حاضری دیتے رہتے ہیں۔ پھر واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک چلتا رہے گا۔ حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کو روضہ اقدس سے اٹھیں گے۔ تو ستر ہزار فرشتہ استقبال اور حاضری کیلئے موجود ہوگا۔ اس حدیث کو محدث داری نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ کہ میں آپ پر درود شریف کثرت سے پڑھتا رہتا ہوں۔ تو ارشاد فرمایا کہ میں کل وقت میں سے ایک چوتھائی حصہ آپ پر درود شریف پڑھ لیا کروں؟ کیسے؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت لیکن اگر اور اضافہ کرے تو بہت بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ کل وقت کا آدھا وقت آپ پر درود شریف پڑھا کروں تو کیسا؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت۔ اور اگر مزید اضافہ کرے تو اور بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگر کل وقت کے تین حصے آپ پر درود شریف پڑھوں تو کیسا؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت اور اگر مزید اضافہ تو کرے تو بہت بہتر۔ میں نے عرض کیا میں اپنا کل وقت آپ پر درود شریف پڑھوں تو کیسے؟ تو آپ نے فرمایا پھر تو تیری سب مشکلیں حل اور شیرے سب گناہ

ناف۔ اس حدیث کو داری نے روایت کیا۔

ح حدیث: اس حدیث مبارکہ میں عظمت مصطفوی کے چند شہ پارے کھلے انداز میں نظر آ رہے ہیں۔ اس حدیث کا طر فہ تر ایک جلوہ یہ بھی ہے۔ کہ اس حدیث کا مضمون حضرت کعب احبار نے پہلی آسمانی کتابوں میں یوں ہی لکھا پایا۔

۔ ہر نبی کو وصال سے پہلے چند اعزازی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ اعزازی انعامات بھی حاصل رہے۔

۔ موت آنے سے پہلے دنیا میں مزید وقت رہنے یا دنیا سے کوچ کرنے کا اختیار دیا گیا۔ آپ نے دنیا سے کوچ کرنا پسند فرمایا۔ کوئی بھی نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے۔ وہیں دفن ہونے کا حق رکھتا ہے۔ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال بارک حضرت عائشہ صدیقہ "رفیقہ حیات امام الانبیاء" کے حجرہ مبارک کی جگہ میں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہیں دفن کیا گیا۔ جو جن وانس و ملائکہ و جملہ خلائق کا مرجع عام ہے۔

۔ خصوصی انفرادی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ کا دربار دُربارِ عالی امتوں کی دائمی حاضری کا منصب رہا۔ اور دربار دُربار مصطفوی پر فرشتوں کا اپنے نورانیوں سے مسلسل ہمیشہ جا رہا رہتا رہنا۔ **سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُمَّ زِدْ قُدْرَہ**۔ ح حدیث ایضاً: اس حدیث پاک میں درود پاک کی جاذبِ قلب و نظر حقیقہ کے اے رونق افروز ہیں۔

۔ صحابی رسول کی اپنے نبی اُمی واقف اسرار لدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے کنار محبت و عظیم بیعت۔ کہ باقی وظائف کی نسبت درود شریف کثرت سے پڑھتے رہنے کا اظہار

کر رہے ہیں۔

ب:- زندگی کے تمام مراحل میں ہر وظیفہ سے زیادہ درود شریف پڑھنا سنت صحابی رسول کے علاوہ سنت ملائکہ و سنت خدا ہے ذوالجلال بھی ہے۔

ج:- حدیث کے آخر میں فرمان محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ (اِذَا يُكْفَى هَمُّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ) جب تو شب و روز میں اپنے تمام غلطی کاموں کی تباہی درود ہی پڑھتا رہے گا۔ تو نہ تیری کوئی مشکل باقی رہے گی نہ تیرا کوئی گناہ باقی۔

د:- نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عظیم سے عظیم تر تحفہ پیش کرنا مقصود ہو تو مکمل یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر کامل سلامتی اور انوار رحمت کی بارش کی استدعا کرنا ہے۔ عربی میں لفظ صلوٰۃ اور فارسی میں درود شریف ہے۔ دُرُود لفظ کا تعلق لفظ دریدن سے ہے۔ یعنی پھاڑنا۔ چونکہ درود شریف ایک ایسا نسخہ کمال ہے کہ کوئی بھی پُر خلوص دعا جس کے اول و آخر درود شریف ہو وہ دعا تمام غیبی پردوں کو پھاڑ کر بارگاہ الہی میں حاضر ہو کر یقینی شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔ لے فارسی میں اس کو درود کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عربی زبان میں صلوٰۃ لفظ کث المعانی ہے۔ لیکن اصطلاح شرع محمدیہ **عَلَىٰ صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ فَحِيَّةٍ** میں جب اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو۔ عبادت۔ رحمت کاملہ۔ جیسے معانی مراد جاتے ہیں۔ اور جب نبی یا ولی کی طرف صلوٰۃ کی نسبت ہو تو۔ نگاہ کرم۔ طلب مغفرت و دعا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں یوں بھی صلوٰۃ کا ذکر ہوا ہے۔ کہ آپ اپنی امت کیلئے مانگتے رہے تاکہ ان کا قرار زندگی قائم رہے۔ یعنی مجھ سے میرے انعامات ان کیلئے مانگ رہے۔ درود شریف پڑھنے کیلئے سب سے زیادہ پُر تاثیر درود ابراہیمی کے الفاظ ہیں

د کے جن الفاظ سے کامل اکمل ذوق نصیب ہو جائے۔ درود ابراہیمی کے مذکورہ مرویہ الفاظ میں لفظی جزوی تبدیلیاں موجود ہیں۔ مثلاً ایک تو نماز میں پڑھا جانے والا درود ہے اس کے علاوہ لفظی تبدیلیاں کچھ یوں بھی ہیں۔ جیسا کہ مسلم شریف اور ابوداؤد شریف میں حدیث کے متبادل الفاظ۔ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاَوَّلِيِّ** **وَاَزْوَاجِهِ وَدُرَيْتِهِ وَاهْلَيْ بَيْتِهِ**۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام لے الفاظ ادا کر کے کسی بھی دوسرے اہل ایمان پر اس درود والی رحمت کاملہ کا لفظ صلوٰۃ تنہا کیا جاسکتا ہے۔ لیکن زیادہ بہتر حدیث یہی رہے گی۔ کہ انبیاء و ملائکہ والی و اصحاب و اول تک کا ذکر درود میں ہوتا رہے۔ فقط

ہ:- اس درود شریف کا حکم قرآن پاک پارہ ۲۲ میں موجود ہے۔

۶۶:- **اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا ط**  
ترجمہ:- بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرُود (رحمت کاملہ) بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو اور سلام بار بار بھیجا کرو۔ درود شریف کی اکملیت کیلئے کم از کم یہ ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی کے بعد اہل و اصحاب و ازواج کا ذکر ہو اور درود میں پہلے یا بعد سلام بھی ضرور بھیجا جائے۔ مثلاً **اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَ اَزْوَاجِهِ**۔

درود و سلام شریف کسی بھی زبان میں بھیجا جائے۔ بارگاہ رسالت مدینہ منورہ میں پہنچتا ہے۔ اور اگر محبت کے کامل پیانے عشق رسول میں سرشار ہو کر کھویت کے عالم میں درود و سلام

بھیجا جائے تو سردیر کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درود و سلام کو خود سنتے ہیں۔ باقی درود و سلام پہنچانے پر فرشتوں کے ذمہ ہوتی ہے۔ درود شریف کے فضائل و برکات سیرت میں شمار کتابوں میں تفصیل سے موجود ہیں۔ ایک ایمان افروز حدیث حصہ اول الجھن کی سہجی کے سوال چیلنج حاضر و ناظر میں ملاحظہ فرمائیے۔

و:۔ درود شریف پڑھنے والے کی زبان روزِ محشر چاند کی طرح چمکتی ہوگی۔ اور بالکل پڑھنے والے کی زبان کالی سیاہ ہوگی۔ روزانہ ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کی مشکلیں حل ہوں گی۔ کم ترین مشکل پل صراط سے آرام سے گزر کر جنت میں جانا۔ ایک ہزار مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھنے والے کو مرنے سے قبل اس کا جنت میں گھر دکھا دیا جاتا ہے۔ درود شریف کے فضائل سے متعلق سابقہ حدیث نمبر ۶ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

﴿حضور شافع یوم النشور پر سلام پڑھنے کا جدید و جدید طریقہ﴾

حدیث نمبر ۴۴:۔ عَنْ زَيْدِ بْنِ كَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ صَلَوةٍ أَلْمَرُّ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَلْمَكْتُوبَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۱۱۴ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا زید بن کابیت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے فرض عبادت کے ہر قسم کی عبادت آپ گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ”اور افضل درجہ کا خدا

باتا ہے“

ح حدیث:۔ اس حدیث پاک کے نکات درج ذیل ہیں۔

عبادت فرض ہو خواہ نفل ہو اس کیلئے بہتر سے بہتر اہتمام کرنا عبودیت کے بنیادی امور سے متعلق ہے۔

۱۔ اپنے رہائشی مکان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت سے خالی نہ رکھا جائے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یعنی قبرستان میں عبادت کرنے کوئی نہیں ہوتا۔ لہذا اپنے گھروں کو عبادت، تلاوت، ذکر و فکر و محفل میلاد سے متبرک مایا جائے

۲۔ قابلِ توجہ عظیم نکتہ۔

۱۔ سنت و جماعت بریلوی مسالک کی مساجد میں جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے کے بعد حضور سید الکمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر باادب دُرود و سلام پیش کیا کرتا ہے۔ لیکن دورِ حاضر میں انداز کچھ ناگفتہ بہ ہو چکا ہے۔

۲۔ لوگ تو دو فرض جمعہ یا جماعت ادا کرنے کے بعد صرف دو رکعت سنت پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ کچھ نمازی بعد میں چار سنتیں ادا کرتے ہیں۔ کچھ نمازی چھ رکعت اور کچھ نمازی چھ مزید دو نفل ادا کرتے ہیں۔ اکثر ہوتا یہ ہے کہ جب تک فرض نماز کے بعد چھ یا آٹھ رکعت پڑھنے والے فارغ ہوتے ہیں۔ تو بعد میں چھ یا آٹھ رکعت ادا کرنے والے صرف آدمی ہی ہوتے ہیں۔ حالانکہ جس توازن اور تسلسل کیساتھ لگاتار نبی پاک جماعت جمعہ بعد چار سنتیں ادا کرتے رہے۔ ایسے ہی چھ رکعت سنت لگاتار پڑھنے کی روایات موجود ہیں۔ اکثر لوگ غفلت کی وجہ سے دو رکعت سنت بعد جماعت جمعہ ادا کر کے گھر چلے جاتے



ہیں۔ تو باجماعت نماز ادا کر کے آٹھ رکعت پڑھنے کے بعد آخر میں ایک خطیب صاحب اور چند بچے اور دو چند بوڑھے آدمی سلام پڑھنے کیلئے مسجد میں نظر آتے ہیں۔ اور وہ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریقہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق نہیں۔ اگر جمعۃ المبارک کے اس پروگرام کو یوں ترتیب دے دیا جائے تو **نور علی نور** ہو جائے۔

۱۔ فرض نماز جمعہ کے سلام پھیرتے ہی سب اپنی اپنی جگہ وہیں صفوں پر صف بندی قائم رکھتے ہوئے دست بستہ آٹھ کرکھڑے ہو جائیں۔ اور دو یا تین صلاۃ و سلام کے اٹھ کر ہو جائیں۔ اور اسی صف بندی کی حالت میں کھڑے دعا کر کے بقایا غیر فرض عبادت ادا کی جائے۔ صلاۃ و سلام کے شعر کہلانے والے نعت خواں کو بڑی سختی سے تنبیہ کی جائے۔ کہ تیسرے سے چوتھا فقرہ مت بولوتا کہ کاروباری اور کمزور بوڑھے افراد بوریث کا شکار ہوں۔ اگر نعت خواں اپنے جوش و جذبہ میں گھر گیا۔ اور لمبے لمبے دو ہڑے اور رباعیا شروع کر دیں۔ تو سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔

۲۔ اس جدید سدِ طریقہء سلام پر کچھ اعتراضات کئے جاسکتے ہیں۔

الف۔ سنتوں اور نوافل تمام نماز سے فراغت پر سلام پھیرنے کے بعد فوراً دعا کیوں نہ مانگی جائے؟

جواب: نماز سے فراغت کے بعد جلدی یا بدیر دعا مانگنا ضروری نہیں۔ کوئی مانگ لے یا جلدی یا بدیر ہر صورت کا بخیر ہے۔ جب کہ نبی پاک پر سلام پڑھنے کے بعد کھڑے ہی دعا مانگنے سے یہ اعتراض ختم۔

اعتراض نمبر ۲: سلام پڑھنے سے لوگوں کی نماز میں فرق پڑتا ہے توجہ نہیں رہتی۔

جواب: اسی بخاری و مسلم شریف کی حدیث کے مطابق کہ فرض رکعتوں کے علاوہ تمام نماز اپنے گھر ادا کی جائے۔ لہذا جو سلام پڑھنے والے ہیں۔ وہ مسجد میں مل کر سلام پڑھیں۔ اور غیر فرض عبادت کرنے والے یا دوسروں کے ساتھ مل کر سلام پڑھ لیں یا بقایا نماز حدیث کی رو کے مطابق زیادہ ثواب حاصل کرنے کیلئے اپنے گھر جا کر پڑھیں۔

اعتراض نمبر ۳: نبی پاک پر اپنے اپنے گھر جا کر سلام کیوں نہ پڑھ لیا جائے؟

جواب: چونکہ نقلی کام سب مل کر انجام دیں تو ثواب اور برکت بہت ہوتی ہے۔ اس لئے فرضوں کے علاوہ اکیلے گھر جا کر نماز پڑھنے کی تو سہولت شرعی طور پر میسر ہے۔ لیکن نبی پاک پر ایسا سماں سلام پڑھنے کا اکیلے اکیلے آدمی کو اپنے اپنے گھر میسر نہیں ہے۔ خلاصہ حدیث یہ تھہرا کہ لازمی اور فرض عبادت کے بعد تمام نقلی امور دینیہ میں سب سے افضل اور دو سلام بر صبیب رب الانام ہے۔ **صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ بَارَكَ وَسَلَّم فِي الْعَالَمِينَ جَمِيعاً**۔ اور یہ ثابت ہوا کہ تمام غیر فرض عبادت کی ادائیگی کا مسجد کی نسبت اپنے گھر میں ثواب زیادہ ہے۔

## ﴿شفاعتہ کبریٰ﴾

حدیث نمبر ۴۵: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(ص ۴۹۴، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً: عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَا نَبِيُّ ابْنِ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيْرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخَلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئاً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه

(ص ۴۹۴، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت کیلئے بڑے بڑے عادی مجرموں اور گنہگاروں کیلئے ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

(ص ۴۹۴، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ جل جلالہ نے پیغام بھیج کر مجھے اختیار دیا ہے چاہے آپ اپنی نصف امت بخشوالیں یا سفارش کا منصب محفوظ رکھ لیں۔ میں نے سفارش

منصب اختیار کیا اور یہ شفاعت سوائے مشرک و کافر کے ہر مسلمان کیلئے ہوگی۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (ص ۴۹۴، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

۲۔ حدیث نمبر ۴۵، شرح دیگر احادیث شفاعت:

۱۔ شفاعت سفارش کو کہتے ہیں۔ اور سفارش کی کئی مختلف اقسام بیان کی جاتی ہیں مثلاً شفاعت و جاہت اور شفاعت محبت وغیرہ۔ مختصر ایوں سمجھ لیا جائے کہ ہر اس کسی کی سفارش جس سے کسی دوسرے کو مجبوراً سفارش مانی پڑے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی کوئی بھی سفارش ناممکن ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں شفاعت کی مکمل نفی کی گئی ہے ۱۰، پارہ ۳۔ میں یوں ہی مذکور ہے۔ وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةً وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ۔ لَا يَبِيعُ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ۔ وہ یہی مذکورہ بالا شفاعت ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی مجبوری ثابت ہو وہ شفاعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محال ہے۔ اور اس قسم کی شفاعت کی نفی کرنے والی آیات قرآن یا احادیث سے یہ مراد لیا جائے

۳۔ انکار و مشرکین کی کوئی شفاعت نہ ہوگی۔ اور جس سفارش یا شفاعت میں اللہ تعالیٰ کو کوئی محض ہونا کسی بھی طرح ثابت نہ ہو۔ ایسی شفاعت ان احادیث اور اس جیسی دوسری

۴۔ حدیث میں اور قرآن پاک میں مذکور ہے۔ اور یہی شفاعت مطلوب و مقصود عظمت و عظمت کی علمبردار ہے۔ قرآن پاک کی جن آیات طیبہ سے شفاعت کی قبولیت کا ثبوت ملتا

۵۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و اولیاء کو

۶۔ اس اختیار عطا کر رکھا ہے۔ کسی کیلئے استغفار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ سے کسی کے گناہوں کی

۷۔ مانگنا یہی شفاعت ہے۔ اور یہ شفاعت جملہ اہل حق کو نصیب ہے۔ اور ہوگی۔ اور

۸۔ مت کبریٰ جو صرف ہمارے آقا لچپال مدنی منٹھار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی عطا کی گئی

ہے۔

اور اجازت الہیہ سے شفاعت کے بیشمار درجات ہیں۔ جن میں سے نہایت ارفع و اعلیٰ مقام شفاعت عظمیٰ یا کبریٰ ہے۔ جو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی نصیب ہے۔ انبیاء و اولیاء و جملہ اہل حق اس شخص کے دخول جنت کی سفارش کریں گے۔ جو کم ایمان دار ہوں گا۔

### ﴿کافروں اور مشرکوں کیلئے سفارش﴾

اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کافروں اور بت پرست مشرکوں کیلئے سفارش صرف یہی ہوگی کہ ان کا فیصلہ فرما دیا جائے۔ اور حساب و کتاب شروع ہو جائے۔ اور جو دن جمودی صورت کو ختم کیا جائے۔ اور یہ جزوی شفاعت کرنا کفار و مشرکین کیلئے کما نجات کا ثبوت نہیں ہوگا۔ کیوں کہ مکمل نجات کی سفارش صرف ایمان دار کیلئے ہی ہے۔

**صَحِيحِينَ** کی ایک اور حدیث پاک حدیث شفاعت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز ابتداً محشر کے حساب و کتاب کی کاروائی روک دی جائے گی۔ محشر کے پچاس ہزار سال والے دن کا کافی حصہ جمودی حالت میں ہی گزر جائے گا۔ سبھی پریشان ہو جائیں گے۔ محشر کی گرمی اور آفراتفری حد سے بڑھ جائے گی۔ اس اُمت محمدیہ **عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ نَجِيَّةٍ** کے علاوہ اہل محشر آپس میں مشورہ کریں گے۔ کہ آؤ ہم اپنے امجد اور ساری انسانیت کے باپ سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور چل عرض کریں۔ کہ اس اتنے مشکل وقت میں وہ ہماری مشکل کشائی فرمائیں۔ اور اللہ

حضور ہماری سفارش فرمادیں۔ کہ حساب کا دروازہ کھول دیا جائے۔ جزا و سزا کے فیصلے دیے جائیں۔ اہل محشر پریشان ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی وہ اہل محشر سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہونگے۔ عرض کریں گے اس مصیبت سے بہتر یہ ہے۔ سلسلہ حساب و تاب جاری کر دو دیجئے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ یہ کام میرے بس کا نہیں اور نہ یہ انصاف ہے۔ آپ کسی اور کے پاس جائیں۔ چنانچہ اہل محشر اپنے باہمی مشورے سے علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہونگے۔ سابقہ طریقے کے مطابق بات چلی۔ اسی طرح پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ کا رخ کریں گے۔ تو وہی جواب ملے گا۔ **إِذْ هَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي**۔ آج اللہ تعالیٰ اتنے غصے میں ہے کہ ہمیں اس سے گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ ایسے ہی اہل محشر موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب حاضری دیں گے۔ تو وہ بھی یہی بات کہیں گے۔ لیکن ساتھ ہی فرمائیں گے۔ البتہ میں تمہیں اس ذات کا پتہ دیتا ہوں جہاں تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ جاؤ امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تمہاری بگڑی بن جائے گی۔

چنانچہ تمام اہل محشر میرے پاس (نبی پاک کے پاس) حاضر ہو جائیں گے۔ اور میں ان سے یہ کہوں گا۔ ہاں یہی مقام محمود ہے جو اور کسی کیلئے نہیں۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے ہی عطا فرمایا ہے۔ میں اٹھ کر اپنا کمر بند مضبوط کر کے اللہ تعالیٰ کے عرشِ اعظم کے قابلِ سجدہ کروں گا۔ اور سجدے میں ایسی تعریفیں اور اللہ تعالیٰ کی ایسے بے مثال الفاظ میں مدح و ثناء کروں گا۔ جو میرے ذہن میں بھی نہیں ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ **يَا مُحَمَّدُ اِرْزُقْ رَأْسَكَ سَلْ تُغْطَهُ وَ اَشْفَعْ تُشَفَّعْ**۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیے اور مانگیے آپ کو عنایت کرتا ہوں۔ معاف کر دئیے آپ کی



شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ اللہ تعالیٰ سے اہل محشر کیلئے حساب و کتاب کا پہلا دور عرض کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ آپ جن کو بخشوانا چاہتے ہیں۔ انہیں ساتھ انکو جنت میں لے جائیے۔ بے شمار ایسے لوگوں کو جن کو جہنم کی طرف فرشتے لے رہے ہوں گے ان کو راستے ہی میں روک کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔ اور جو جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں لائیں گے۔ **صَحِيحُ** کی اس حدیث شفاعت سے چند ایمان افروز نکات ملاحظہ ہوں۔

۱:- شفاعتِ کبریٰ (مقامِ محمود) حضور علیہ السلام کے منصب کیلئے نگاہِ وحدت ہی کا اظہار ہے۔

۲:- اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور نبیوں کے پاس مشکل وقت میں جا کر ان سے مشکل حل ایمان والوں کا طرزِ عمل دنیا و آخرت ہے۔

۳:- قبر خداوندی روزِ محشر جبکہ اپنے عروج پر ہوگا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے درِ المشافہ کو چھوڑ کر لوگوں کا انبیائے کرام کے پاس جانا حقیقت پر مبنی ہوگا۔ اس بات کا ثبوت یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دربارِ ہائے انبیاء پر اپنی مشکل لے کر جانے والوں پر غما سرزنش نہیں کرے گا۔

۴:- اس اُمت کے علاوہ اہل محشر کو در بدر پھر پھر آ کر آخر میں دربارِ مصطفیٰ پر لا کر محبوبِ امامِ الانبیاء کی شان کو بلند فرمائے گا۔ اور اہل محشر کی شدید ترین مشکل اپنے صدقہ حل فرمادے گا۔ ورنہ اہل محشر بالمشافہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست کر ہوں گے۔ لیکن انبیاء کے قدموں میں حاضری کا خلاصہ دکھانا مقصود رہا ہے۔ کہ ان اولیاء کے درباروں پہ حاضری اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کے باوجود عین توحید

۵:- حضور علیہ السلام نے اپنے ماننے والے پیارے امتیوں کی دو گنی مشکل کشائی فرمادی۔ ایک در بدر پھرنے سے محشر کے دن ہم کو بچا لیا۔ دوسرا محشر کی مصیبت دور فرمادیں گے۔ ﴿محشر کے دن ہمارے نبی تین جگہوں پر بیک وقت جلوہ گر رہیں گے﴾

حدیث نمبر ۴۶:- **عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ فَأَيُّنَ أَطْلُبُكَ قَالَ أَطْلُبُنِي عِنْدَ الْوَيْزَانِ قَالَ إِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْوَيْزَانِ قَالَ فَأَطْلُبُنِي عِنْدَ الصِّرَاطِ قَالَ إِنْ لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَأَطْلُبُنِي عِنْدَ الْخَوْضِ فَأَيُّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثِ الْمَوَاطِنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ**

(ص ۴۹۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مِمَّنْ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِأَشَدِّ مَنَاشَدَةٍ فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِأَخْوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَ يُصَلُّونَ وَ يَحُجُّونَ فَيَقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوا مَنْ**

عَرَفْتُمْ فَتَحَرَّمْ صُورُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَخْرُجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا لَّمْ يَقُولُوا رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِّمَّنْ أَمَرْنَا فَيَقُولُوا اِرْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ  
--- الخ؛ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ :- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک صاحب اولاد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا :- میں تیری قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز میں آپ سے کہاں ملاقات کر سکوں گا؟ آپ نے فرمایا :- میزان کے پاس (جہاں اعمال تولے جائیں گے)۔ میں نے عرض کیا آپ اگر وہاں نہ ملے تو؟ آپ نے فرمایا پل صراط پر ہوں گا۔ میں نے عرض کیا اگر آپ وہاں بھی نہ ملے تو؟ آپ نے فرمایا حوض کے پاس ہوں گا۔ ان تینوں جگہوں میں سے ایک پر آپ ضرور مل سکیں گے۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

(ص ۴۹۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث :- سعد بن مالک ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :- جب ایمان والوں کو جنتی ہونے کا فیصلہ سنا دیا جاوے گا۔ خدا کی قسم گناہ گاروں کو بخشوانے کیلئے تم جنتیوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی زیادہ جھگڑا کرنے والا نہ ہوگا۔ یہ جنتی کہیں گے۔ یا اللہ ہمارے وہ بھائی مسلمان کہاں ہیں؟ جو ہمارے ساتھ نماز، روزہ، حج ادا کرتے رہے۔ تو ان جنتیوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جن کو تم پہنچانے ہو دوزخ سے نکال لاؤ۔ اور ان جنتیوں پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ

ام قرار دے دے گا۔ ان کو جلا نہیں سکے گی۔

۱۰ جنتی بہت سے لوگوں کو جنت سے نکال لائیں گے۔ پھر کہیں گے یا رب ذو الجلال اب دوزخ میں کوئی ایسا آدمی نہیں جس کو ہم جانتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس لاؤ۔ دوزخ میں سزا پانے والوں میں سے جس کے دل میں ایک روپے کے برابر بھی ایمان ہو ایسے تمام افراد کو دوزخ سے نکال لاؤ۔ چنانچہ یہ جنتی واپس جا کر ایسے تمام دوزخی ناہ گاروں کو نکال لائیں گے۔ جن کے دلوں میں ایک روپے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ پھر جنتی عرض کریں گے۔ یا اللہ جن کے دلوں میں ایک روپے برابر بھی ایمان تھا۔ ہم ان کو نکال لائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ایک مرتبہ پھر واپس جاؤ جن دوزخیوں کے دلوں میں آدھ روپے برابر بھی ایمان ہے۔ ان سب کو نکال لاؤ۔ چنانچہ وہ جنتی واپس جا کر ایسے ہر دوزخی کو نکال لائیں گے۔ جن کے دلوں میں آدھ روپے برابر بھی ایمان ہوگا۔ پھر عرض کریں گے یا اللہ ہم ایسے تمام دوزخی افراد کو دوزخ سے نکال لائیں ہیں۔ جن کے دلوں میں نصف روپے برابر بھی ایمان تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ انبیائے کرام و اولیاء کرام نے بے شمار لوگوں کو مجھ سے معافی دلوائی فرشتوں نے بھی بہت سے لوگوں کو بخشوایا۔ اب ارحم الراحمین ربّ ذو الجلال کی باری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک چٹو بھر کر ایسے تمام لوگوں کو دوزخ سے نکال دے گا۔ جن کے دلوں میں ایک رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا۔ پھر ان دوزخیوں کو جو دوزخ کی آگ میں جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ جنت کے قریب باہر نہر الحیات میں نہانے کا حکم دے گا۔ جب وہ نہر میں خوب نہالیں گے۔ ایسے صاف ہو جائیں گے جیسے بہترین سفید موتی۔ البتہ ان کی گردنوں پر سیاہ نشان ہونگے۔ جس نشان کو دیکھ کر جنتی ان کو کہیں گے۔ یہ ارحم الراحمین کے آزاد کردہ جنتی ہیں۔ پھر اللہ

تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا۔ ان کو ان کی سمجھ سے بڑھ کر کہیں زیادہ جنت کی جائیداد، حوروں کی انجمن سمیت گلشن دے دیے جائیں۔

شرح حدیث: شفاعت کی تقریباً پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

۱۔ سب سے پہلی اور بڑی شفاعت شفاعتِ کبریٰ ہے۔ جو صرف صاحبِ مقام محمد صلیب رب ارض و سما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مختص ہے۔ جو محشر کی پہلی میں کمی اور حساب و کتاب کا کام شروع کرانے کی شفاعت ہے۔ جس میں بغیر حساب جنت میں جانے والوں کی شفاعت بھی خود بخود موجود ہے۔

۲۔ بغیر حساب کے جنت میں جانے والوں کی شفاعت جو شفاعتِ کبریٰ میں شامل ہے۔  
۳۔ ایسے لوگوں کی شفاعت جن کے جہنمی ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ جن کے بارے میں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اور جن کو اللہ تعالیٰ اپنی اجازت سے بخشوانے توفیق دے گا۔

۴۔ جو مجرم داخل جہنم ہو جائیں گے اور وہ ملائکہ۔ اولیاء۔ مؤمنین اور ہمارے نبی پاک شفاعت سے جہنم سے باہر نکالے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جن کے دلوں میں ایک راہِ برابر بھی ایمان ہوگا۔ ان کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔

۵۔ جنت میں جنتیوں کی ترقی کیلئے جو شفاعت کی جائے گی۔

۶۔ ان شفاعاتِ خمسہ کے علاوہ شفاعتِ عامہ کا تو یہاں تک سلسلہ دراز کر دیا جائے گا۔ جب جہنمیوں کو اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لے جانا ہوگا۔ تو قریب سے اگر کوئی جنتی گزرے گا۔ تو اسے ایک جہنمی آواز دے گا۔ تو فلاں آدمی ہے۔ میں نے تجھے وضو کیلئے پانی لا کر رکھا تھا۔ میری سفارش کر دے۔ تو وہ جنتی اس کی سفارش کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے

جائے گا۔ بعض متعصب لوگوں کا خیال ہے کہ شفاعت کا سلسلہ صرف قیامت میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہوگا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کیوں کہ جس کے گناہوں کی معافی کیلئے درخواست کی جائے تو یہی سفارش ہے شفاعت ہے۔ اور یہ دنیا میں بھی سلسلہ جاری ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حیاتِ دنیا میں اپنی اُمت کیلئے اجتماعی و انفرادی ہر طریقے سے بے شمار دفعہ معافی مانگی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں بہت سے معافی حاصل کرنے والوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پر معافی عطا کی۔ لہذا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا رتبہ دنیا ہی سے دے دیا گیا ہے۔ ایک

حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رحمتِ واسعہ کا ایک منفرد نمونہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جہنم میں دو دوزخی بڑا شور مچا رہے ہیں کہ چیلے ماریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ان دونوں کو پکڑ کر جہنم سے باہر نکالو۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پوچھے گا۔ تم اتنا شور کیوں کر رہے ہو؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ اس لئے شور ڈال رہے ہیں۔ کہ تو ہم پر کرم فرما معافی

عنایت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم دونوں کیلئے میری مہربانی یہی ہے کہ دوزخ میں واپس دوڑ کر چھلانگ لگا دو۔ ایک دوزخ دوزخ میں چھلانگ لگا دے گا۔ اور آگ اس پر گلزار ہو جائے گی۔ دوسرا کھڑا رہے گا۔ دوزخ میں چھلانگ لگانے والے کو اللہ تعالیٰ واپس بلا کر پوچھے گا۔ تو نے کس خوشی میں دوڑ کر چھلانگ لگائی۔ وہ عرض کرے گا۔ یا رب ذوالجلال

میں نے ساری زندگی دنیا میں تیری کوئی فرمانبرداری نہیں کی۔ سوچا کہ آج غنیمت ہے۔ اس کے حکم کی آج تو فوراً تعمیل کر لوں۔ دوسرے وہیں کھڑے رہ جانے والے سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ تو نے میرے حکم کی تعمیل دوزخ جانے سے کیوں دیر کی۔ وہ عرض کرے گا۔ یا اللہ میں تو اب بھی تیری رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جا دو دونوں



جنت میں چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں شرعی اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تنبیہ! لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کے لیے عاشق رسول صحیح العقیدہ ایمان دار ہونا شرط ہے۔ بے ایمان کا تو جنازہ بھی پڑھنا صریح کفر ہے جیسا کہ ایمان دار کو کافر کہنا یا سمجھنا سنگین جرم اور کفر ہے۔ ایسا ہی کسی بے ایمان کو ایمان دار کہنا یا سمجھنا بھی سنگین کفر ہے۔ دور حاضر میں اسلام کے ایسے داخلی کافر جو کلمہ پڑھنے کے بعد اصول دین میں سے کسی ایک یا زیادہ اصولوں کے منکر ہوئے مثلاً قرآن کو قرآن کے تمام تقاضوں کے مطابق نہ ماننے والا یعنی جن پاک ذاتوں کو ایمان کی سند قرآن نے عطا کر دی مثلاً صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین و ازواج پاک و اہل بیت و اطہار میں سے کسی ایک کے ایمان پر شک کرنے والا یا اولیاء اکرام کا مگستاخ یا حیم نبوت کا منکر م جائے تو ایسے مُردے کا جنازہ پڑھنے والے کا ایمان خارج ہو جائے گا۔ اور اگر کسی سخت مجبوری سے اس قسم کے جنازہ میں شامل ہونا پڑے تو ایسے جنازہ کی نیت ہرگز نہ کی جائے۔ ہاتھ باندھ کر ویسے ہی کھڑا رہے اور کچھ نہ پڑھے اور اگر دعا مانگے تو تمام مسلمان فوت شدگان امت کے لیے۔ اور ایسے مُردے کے لیے دعائے مغفرت مانگنا بھی حرام ہے۔

## ﴿فضائل مدینہ منورہ﴾

☆ عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفِ تَحِيَّۃٌ وَصَلُوۃٌ وَسَلَامٌ ☆

حدیث نمبر ۴۷۷۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْتِرُ إِلَى الْقَدِيْنَةِ كَمَا تَأْتِي الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا (ص ۸۴ جلد ۱، مسلم شریف)

ترجمہ:- سیدنا عبدالرحمن بن صخر دوسی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے نزدیک) ایمان مدینہ شریف واپس آجائے گا۔ جیسا سانپ اپنی بل میں واپس چلا جاتا ہے۔

شرح حدیث:- اس حدیث مبارکہ میں چند امور بڑی اہمیت سے بیان کئے گئے ہیں ۱۔ دولت ایمان کا حصول مدینہ طیبہ سے ہے۔ جس کیلئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقی بنیادی مرکزیت حاصل ہے۔ دنیا میں ہر صحیح مسلمان کو ایمان کی دولت حضور ربی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ملی ہے۔ اور ایمان کی دولت سے بڑھ کر دنیا و آخرت کی کوئی بھی نعمت زیادہ قیمتی نہیں ہو سکتی۔ تمام قیمتی سرمایہ ہائے حیات میں سے نہایت قیمتی اور سدا بہار سرمایہ صرف ایمان ہی ہے۔ وہ بھی ملا تو حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ دُورِ تبار ہی سے ملا۔

ع۔ منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دے

جس کو میری سرکار سے تکرار نہ ملا ہو

ب: بل میں سانپ کی واپسی اسی وقت ہوتی ہے۔ جب اسے باہر خطرہ محسوس ہو۔ ایسے ہی قیامت کے نزدیک جب ایمان کی دولت کا کوئی اہل نہ رہے گا۔ اور جن کو پہلے ایمان مل چکا ہوگا۔ ان کے سینوں سے ایمان چھینا نہیں جائے گا۔ بلکہ ان کو دنیا سے اٹھالیا جائے گا۔ اس وقت ایمان کی دولت جہاں سے آئی تھی وہیں واپس مدینہ طیبہ ہی چلی جائے گی۔ حالانکہ مکہ شریف بیت العزۃ عرش اعظم لورج محفوظ جیسے بڑے بڑے اور بلند مقام بھی ہیں۔ ایمان کی واپسی اور کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ چونکہ ایمان کی دولت ملتی مدینہ طیبہ سے ہے۔ لہذا حسب دستور اس کی واپسی بھی مدینہ منورہ ہی ہوگی۔

ج: حرمین شریفین کی صرف رہائش ہی بنیادی فضیلت کی حامل نہ ہے۔ بلکہ صحیح العقیدہ ایمان دار ہونا شرط اول ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں اس کی صراحت موجود ہے۔

☆ حرمین شریفین کے فیوضات سے بہراؤ ہونے کے لئے صحیح عقیدہ کا ہونا لازمی ہے۔  
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَظَاوُهُ الدَّجَالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ وَلَيْسَ نَقَبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَأُ تَكَّةُ صَافِقِينَ تَحْرُسُهَا فَيَنْزِلُ بِالسُّبْحَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهُ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ

(ص ۴۰۵ جلد ۱، مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم ایمان مالک ہر ایمان دار و آن سلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی آبادی یا شہر دجال کی پہنچ سے بچ نہ

سکے گا۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے کیونکہ حرمین کے ارد گرد وصف بندی کیے فرشتے پہرہ دیں گے۔ تو دجال ان دو شہروں میں نہیں جاسکے گا۔ اور حسب خدہ وادی کی طرف دجال چلائے گا۔ تو مدینہ شریف میں تین دفعہ زلزلہ آئے گا۔ ہر کافر اور ہر منافق وہاں سے ڈر کر بھاگتا دجال سے جا ملے گا۔ مکہ اور مدینہ حرمین شریفین میں کچھ کافر اور منافق رہتے ہی گئے۔ تب ہی نکل کر دجال سے جا ملیں گے۔ عشاق بارگاہ مدینہ حرمین میں ہی رہیں گے۔ وہ بھاگ کر ڈر کر دجال سے کبھی نہیں ملیں گے۔

حرمین شریفین میں صرف رہائشی سکونت پذیر ہونا وہاں کی شہریت حاصل کرنا صحیح العقیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ جب رسول سے مومن آراستہ عقیدہ ہی حق پر قائم ہونے اور ان وسنت کے علمبردار ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے۔ جو مسلمان رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے دل میں بغض کینہ اور عداوت رکھتے ہوں وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہو کے دعویٰ داریسے ہو سکتے ہیں؟ ایسے لوگوں کو مدنی سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کاہ ہر کس ویکس جناہ سے کچھ ملا ہی نہیں۔ اسی لئے اس قسم کے لوگ ساری عمر حضور علیہ السلام سے اور بارگاہ رسالت کے دیوانوں سے بدلے لیتے نظر آئیں گے۔ ایسے لوگوں کے متعلق ایک حدیث پاک نجد و اہل نجد کے نام چلیج سوال نمبر ۱۵ حصہ اول الجھن کی ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔

مدینہ منورہ کے متعلق ایک اور حدیث پاک میں یوں مذکور ہے۔

بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكَبِيرِ تُخْرَجُ لَخِيئَتِ لَا تَقُومُ السَّاعَةَ حَتَّى تُنْفَى الْمَدِينَةُ شَرَارَهَا كَمَا

## تَنْفِي الْكَبِيرُ حُبُّ الْحَدِيدِ

(شریف)

(ص ۳۴۳ جلد ۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کی طرح زنگ کو اڑا دیتا ہے۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مدینہ منورہ اپنی سرزمین سے غیبت لوگوں کو باہر نکال نہ پھینکے گا۔ جیسے آج پھونکنے والا پٹکھا لوہے کا زنگار باہر پھنک دیتا ہے۔ (اور لوہا صاف ہو جاتا ہے) حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کائنات کی تمام قیمتی چیزوں سے زیادہ قیمتی مدینہ ہے۔ مدینہ کی مٹی سراپا شفاء ہے۔ مدینہ کی مٹی ایمان سے پر ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے۔ کہ جو مدینے میں مرے گا۔ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت شفاعت فرمائیں گے۔ اور جو مدینے میں مرے وہ شہید ہوگا۔ لیکن اصول عقائد کا مسلم وجود یقینی رہے گا۔

وہ۔ موجودہ دور کے گستاخ لوگوں کے معنوی باپ کا حضور علیہ السلام سے ایک دفعہ واسطہ پڑا تو حضور علیہ السلام نے کیا فرمایا؟ اگلی حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

## گستاخ رسول کی نشانیاں

حدیث نمبر ۴۸: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ غَنَائِمَ (حُنَيْنٍ) فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ وَغِيَيْنَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنَ عَلَاةٍ الْعَامِرِيَّ وَزَيْدَ الْخَيْرِ الطَّائِيَّ قَالَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا يُعْطَى صَنَادِيدُ نَجْدٍ وَيَدُ غَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأْلِفَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ كَرَّكَ اللَّحْيَةِ مُشْرِفٌ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَأْيِي الْجَبِينِ مُشْفَرُ الْأُذُنِ مَخْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ إِنَّ غَضِيئَهُ أَيُّ مَنُوبٍ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي قَالَ لَمْ أَذْهَبَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ ضُغْضِيئِي هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرُ هُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْتَانِ غُمْدَةُ الْقَارِي هَزَحُ بُخَارِي (ص ۱۴۳ جلد ۱۶، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ



مُسْلِمٌ ص ۳۴۱ جلد ۱، و ص ۵۳۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)  
 (ایضاً حدیث: عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ  
 عَلَيْهِمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
 يَقُولُ سَيَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سَفَهَا  
 الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَلَا  
 يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمُرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُرُقُ السَّهْمُ مِنَ  
 الرَّمِيَّةِ فَإِذَا الْقَيْتُمُوهُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ  
 قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ) (ص ۳۴۲ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف  
 و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اور سب سے زیادہ  
 مال چار (نجد کے سردار) آدمیوں کو دیا۔ اقرع بن حابس حظلی عیینہ بن بدر فزاری علقمہ  
 بن علاشہ عامری اور زید الخیر الطائی۔ تو قریش قبیلے کے کچھ غازیوں نے دل برداشتہ ہو کر کہا  
 یہ نجد کے سرکردہ افراد کو مال زیادہ دے دیا گیا۔ اور ہمیں نظر انداز کیا گیا۔ تو رسول پاک صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ ایسا اس لئے کیا تا کہ نجد کے نئے مسلمان ایمان میں  
 مزید پختہ ہو جائیں۔ تو ایک آدمی آیا (جس کی شکل ایسی تھی) گھنی داڑھی چادر پٹلیوں  
 سے اوپر رخسار کی ہڈیاں، ابھری ہوئی گہری آنکھیں، ابھری پیشانی سر منڈا آکر کہنے لگا۔  
 اے محمد اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تجھے  
 ہلاکت ہو۔ اگر میں ہی اللہ سے نہ ڈرا اور انصاف نہ کیا تو پھر مجھ سے زیادہ انصاف کرنے  
 والا اور اللہ سے ڈرنے والا مجھ سے بڑھ کر زیادہ کون ہوگا؟ اس نے مجھے زمین والوں کیلئے

با اعتماد بنا کر بھیجا ہے۔ تم ایسے لوگ مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔ صحابہ کرام میں سے غالباً  
 حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے  
 اجازت دیجیے میں اسے قتل کر دوں۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت  
 نہ دی۔ اور فرمایا اس آدمی کے پیچھے (اس کے نقش قدم پر چلنے والے) اس کی معنوی اولاد  
 ہوگی۔ جو قرآن بہت پڑھیں گے۔ لیکن ان کے حلق سے نیچے کوئی اثر نہیں ہوگا۔ مسلمانوں  
 سے لڑائی قتل و غارت کریں گے۔ اور کافروں سے دوستی رکھیں گے۔ رواہ البخاری (ص  
 ۱۳۲-۱۳۳ جلد ۱۶، عمدۃ القاری و مسلم شریف ص ۳۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵ جلد ۲)  
 ترجمہ حدیث ایضاً: سیدنا مولائے کائنات حیدر کز ارشیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔  
 کہ میں نے سرکارِ دو عالم کو فرماتے سنا۔ کہ قیامت کے نزدیک ایک ایسی قوم ہوگی جو  
 باریک اور چھوٹے چھوٹے دانتوں والے حد درجے سے متجاوز ہو تو ف لوگ بار بار یہ کہتے

سنیں جائیں گے۔ کہ حدیث کی بات کرو (مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ)

قرآن بہت پڑھیں گے۔ اور وہ ان کے حلق سے نیچے کوئی اثر نہیں کرے گا۔ دین اسلام  
 سے ایسے خارج ہو گئے جیسا تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ جب بھی تمہارا ایسے لوگوں سے  
 واسطہ پڑے ان کو قتل کر دو۔ کیونکہ ان کو قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر دیا جائے گا۔  
 (ص ۳۴۲ جلد ۲، مسلم شریف)

شرح حدیث: ان دونوں احادیث مبارکہ اور دوسری احادیث صحاح ستہ کے مطابق  
 سلسلہء کلام کچھ اس طرح ہے۔ کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حنین کی جنگ  
 میں اسلام کے غازیوں صحابہ کرام کو فتح نصیب ہوئی اور مال بہت زیادہ حاصل ہوا۔ جن  
 میں اونٹ، بکریاں، اور ہتھیار وغیرہ وافر مقدار میں تھا۔ چونکہ یہ جنگ فتح مکہ ہونے کے

بعد ہوئی۔ اور مکہ شریف کے بڑے بڑے رئیس نے نئے ایمان لائے۔ اور نجد کے لوگ بھی کافی تعداد میں ایمان لائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شریف کے بعض نو مسلم سرداروں اور نجد کے کچھ سرداروں کو بہت مال دیا۔ سو سواؤٹ ایک ایک کو اور دوسرا مال الگ دافر مقدار میں ان نئے نئے مسلمانوں کے دل میں ایمان کو مزید مستحکم کرنے کیلئے عطا کیا۔ اس موقع پر بنو تمیم قبیلے کا ایک آدمی جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا ہے۔ جب کہ بنو تمیم کے قبیلے کا تعلق زیادہ تر علاقہ نجد سے تھا۔ اس ذوالخویصرہ کا نام حرقوص بن زہیر تمیمی نجدی تھا۔ اور نجد عراق کے علاقے کی طرف واقع ہے اور دور حاضر میں نجد کا علاقہ سعودی حکومت کے زیر نگین ہے۔ اس ذوالخویصرہ کی نشانیاں اور پہچان یہ تھی۔ گھنی داڑھی رخسار کی ہڈیاں ابھری ہوئی، گہری آنکھیں، ابھری پیشانی، اور چادر پنڈلیوں سے اوپر تھی۔ اور سر منڈا (نڈ والا) تھا۔ آکر کہنے لگا۔ اے محمد انصاف کرو۔ لوگوں کو زیادہ مال دے رہے ہو۔ مجھے بھی دو۔ آپ نے فرمایا تو تباہ ہو جائے۔ اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا۔ تو اور کون انصاف کرے گا۔ ان دونوں احادیث میں خاص اشارے کیا رہے؟

۱۔ اپنے نبی کو طعنہ دینے والا یا اسکی عیب جوئی کرنے والا یا اسے ظالم کہنے والا ایمان کی دولت سے محروم رہتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ اس کی آئندہ نسلیں بھی ہر خیریت سے دور رہا کرتی ہیں۔

ب۔ حدیث میں مذکور نشانوں کے مطابق اسکے مصداق وہ خارجی بھی ہیں۔ جنہوں نے مولیٰ مشکل کشا سے جنگ کی۔ لیکن ایسی نشانیاں جس کتب یا فرقے میں پائی جائیں وہ اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ ان سے الگ رہنا ایمان کیلئے بہت مفید ہے۔ خواہ وہ سابق زمانہ ہو یا دور حاضر۔ اور ان نشانوں والے کلمہ گو امتی اب بھی موجود ہیں۔ فراخ دلی اور

خندہ پیشانی انصاف کی نر سے ایسے افراد کو پہچانا دور حاضر میں کوئی مشکل بات نہیں۔ ج۔ ”يَقُولُونَ مَنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ“ حدیث کے ان الفاظ سے جو واضح مفہوم معلوم ہو رہا ہے وہ یہ ہے۔ قدم قدم پر ہر بات پر حدیث کا مطالبہ کرنے والے اسلام والہ اسلام کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

د۔ دور حاضر میں ایسے لوگوں سے باخبر رہنا ضروری ہے۔ ایسے لوگ قرآن وحدیث تو بے تحاشا پڑھ کر سنا تے ہیں لیکن ایسے لوگوں کے دل ایمان سے کورے ہیں۔  
ذ۔ شفاعت اور فضائل سید المرسلین سے متعلق احادیث زیب نظر ہوں۔ اپنے اصل موضوع فضائل سید المرسلین سے متعلق احادیث زیب نظر ہوں۔

﴿ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ طبقوں کے وزن سے زیادہ وزنی ہیں﴾

حدیث نمبر ۴۹:- عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغَفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ كَيْفَ عَلِمْتَ أَنَّكَ نَبِيٌّ حَتَّى اسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَقَانِي مَلَكَانِ وَأَنَا بَيْنَهُمَا بَطْحَاءٌ مَكَّةَ فَوَقَعَ أَحَدُهُمَا إِلَى الْأَرْضِ وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَقَالَ أَحَدُ الْمَلَائِكَةِ لِصَاحِبِهِ أَهْوَهُ هُوَ قَالَ نَعَمْ  
قَالَ فَرَزْنَةُ بَرَجُلٍ فَوَزْنَتْهُ بِهِ فَوَزْنَتْهُ ثُمَّ قَالَ زِنْتُهُ بِعَشْرَةِ فَوْزَنْتُ  
بِهِمْ فَرَجَحْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْتُهُ بِمِائَةِ فَوْزَنْتُ----- الخ رَوَاهُ  
الْذَارِمِيُّ (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً: - عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ اللَّهَ  
فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى  
أَهْلِ السَّمَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِمَا فَضَّلَهُ اللَّهُ عَلَى أَهْلِ  
السَّمَاءِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ  
إِنِّي إِلَهٌ مِنْ رُؤُوسِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي  
الظَّالِمِينَ ☆ قَالَ اللَّهُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّا  
فَتَحْنَالُكَ بِمَا كُنَّا مُبِينًا لِيُغْفَرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ  
خَرَّ قَالُوا فَفَضَّلَهُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَالَ قَالَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ وَمَا  
أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ الْآيَاتِ وَقَالَ اللَّهُ  
تَعَالَى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا  
رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَقَوْلُهُ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ فَأَرْسَلْنَا  
إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ رَوَاهُ الْذَارِمِيُّ (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- دو صد اکیس احادیث کے حافظ سیدنا جندب بن جنادہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ  
سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کب معلوم ہوا  
کہ آپ نبی برحق ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو ذر میرے پاس دو فرشتے آئے اور میں

انہما وادی مکہ میں تھا۔ ایک فرشتہ زمین پر اتر آیا۔ اور دوسرا فضا میں رہا ایک نے دوسرے  
سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ان کا ایک آدمی کیساتھ وزن کرلو۔ تو  
ایک آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا گیا۔ میرا پلہ بھاری رہا۔ اس نے کہا اب دس آدمیوں کے  
ساتھ ان کا وزن کرو۔ دس آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا۔ تو میرا پلہ بھاری رہا۔ پھر  
اس نے دوسرے فرشتے سے کہا اب سو آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ چنانچہ سو آدمی کے  
ساتھ میرا وزن کیا گیا۔ تب بھی میرا پلہ بھاری رہا۔ اس نے کہا ایک ہزار آدمی کے ساتھ  
ان کا وزن کرو۔ جب ایک ہزار آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا گیا تب بھی میرا پلہ بھاری رہا  
۔ اور اس دفعہ میں دیکھ رہا تھا کہ اُن ہزار آدمیوں والے پلڑے سے آسمان کی طرف پلڑے  
کے اٹھ جانے کی وجہ اور ہلکا ہونے کی وجہ سے پلڑے سے آدمی گر رہے ہیں۔ تو اس ایک  
فرشتے نے دوسرے سے کہا۔ اگر تو ان کو ان کی ساری امت کے ساتھ تولے گا۔ ان کا تب  
بھی وزن بھاری اور زیادہ رہے گا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:- سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ  
نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء کرام اور تمام آسمان والوں پر برتری  
اور اعلیٰ شان عطا فرمائی ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کو آسمان والوں پر کس طرح فضیلت بخشی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔  
اس لئے کہ آسمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو تم میں سے خدائی دعویٰ کرے گا۔  
اُس کو میں جھنم کی آگ میں سزا دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیؐ کو عالم  
غیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہم آپ کو گھسی ہمہ گیر فتح عطا فرما چکے ہیں۔ تاکہ آپ  
کے پہلوں اور پچھلوں (سوائے انبیاء کرام کے) ماننے والوں کے گناہ معاف کر دیئے



جائیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام پیغمبروں پر کیسے اعلیٰ شان بخشی ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اس لئے کہ باقی تمام انبیاء کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں فرمایا ہے۔ کہ ہر نبی کو ہم نے اسکی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے قرآن پاک میں یوں حکم ارشاد ہے۔ کہ ہم نے آپ کو یارسول اللہ تمام بکائنات اور تمام انسانوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔ اس حدیث کو نجدت داری نے روایت کیا (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ظاہری طور پر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معمولی سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ البتہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی وزن تو تمام موجودات کائنات سے کہیں زیادہ ہے۔ حقیقی وزن یوں سمجھ لینا چاہیے جیسے ترازو کے ایک طرف ایک من زنگ خوردہ لوہا رکھ دیا جائے۔ اور دوسری طرف ایک کلو سونا رکھ دیا جائے۔ دیکھنے سے تو یہی پتہ چلے گا کہ سونے کا وزن کم ہے اور لوہے کا وزن کئی گنا زیادہ ہے۔ لیکن ایک کلو سونے کا حقیقی وزن اور قدر و قیمت ایک من زنگ خوردہ لوہے سے کہیں زیادہ ہے۔ بہر صورت ہمارے نبی لا ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصب نبوت کے لحاظ سے تمام بنی آدم و تمام اجسام کائنات سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

ترازو میں ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزن کرنا ایک محض کرامت تھی۔ نہ کہ کامل حقیقت محمدیہ علی صاحبہا ألف ألف تحیة کیوں کہ سوائے اللہ کریم جل و علا کے ترازو کے کسی قدرت یا کسی تحریر و تقریر یا عقل و فہم یا کسی ترازو کی کیا مجال کہ ہمارے آقا علیہ السلام کا وزن کر سکے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمایا "لَا يَعْرِفُنِي حَقِيقَةُ غَيْرِ رَبِّي" میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نہیں جانتا۔ میری شان و عظمت درآء الثور آئے ہے۔

ن حدیث ایضاً:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں بھی عظمت مقام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند روحانی عظیم شہ پارے موجود ہیں۔

حمر اُمتہ: چچازاد برادر رسول و صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارض و سماء کی ستودہ سات انبیاء و ملائکہ سمیت تمام پاک ذوات سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برتری افضلیت کو قرآن پاک کی آیات مقدسہ سے کیسے حسین انداز میں بیان فرمایا۔

۱۔ آسمان والوں تمام ملائکہ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توازن بیان کر کے اعلیت ثابت کی۔ آسمان والوں کو زجر و توبخ کے انداز میں ارشاد خداوندی۔ جو تم میں سے معبود ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ میں اسے جہنم میں داخل کروں گا اور امام الانبیاء کو بڑے ہمارے انعام و اکرام کے انداز ارشاد خداوندی۔ اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو ہر مرحلہ وجود میں کھلی کامیابی اس لئے عطا فرمادی ہے۔ تاکہ آپ کے اگلے اور پہلے ماننے والوں (سوائے انبیاء کے) کو معافی عطا کر دیں۔

۲۔ تمام زمین والوں انبیاء و من سوا سمیت پر افضلیت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآنی سے ثابت ہے۔ اور ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا۔ اور یا دل اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کو تمام بنی آدم و بنی جن بلکہ ہر ذرہ کائنات کا رسول اعظم بنا بھیجا۔ ابتدائے بعثت میں حضور علیہ السلام اپنی افضلیت و برتری بیان کرنے سے صحابہ ام کو روکا کرتے تھے۔ لیکن جلد ہی بعد میں حکم خداوندی اپنی افضلیت و عظمت کو بیان کرنے کیلئے کہا گیا۔ **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ**۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

جو جو شان آپ کو عطا ہوئی اپنی زبان اقدس سے بیان فرماتے رہے۔

﴿نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے اندر بات  
چیت کرنا عبادت کے خلاف نہیں ہے﴾

حدیث نمبر ۵۰:- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ  
أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ  
كُنْتُ أَصَلِّي فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا  
دَعَاكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(ص ۸۰ جلد ۱۸، عمدۃ القاری)

ترجمہ:- حضرت سعید بن معالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آواز دی میں نے جواب نہ دیا (نماز فراغت پر) حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا آپ نے فرمایا تجھے اللہ کا حکم یاد نہیں کہ اے ایمان والو! اللہ و رسول کی آواز پر فوراً لبیک کہو۔ جب بھی وہ تم کو بلائیں۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

(ص ۸۰ جلد ۱۸، عمدۃ القاری)

اس حدیث: اس حدیث مقدسہ میں درج ذیل نکات جلوہ گر ہیں۔

۱۔ نماز کے اندر خصوصی شرعی ضرورت کے علاوہ اور عبادت سے متعلقہ ضروری امور کے لئے کوئی بھی دوسری چیز قابلِ فکر و عمل نہیں ہے۔

۲۔ نفل عبادت میں مصروفیت کے دوران والدہ یا والد پیر یا استاد ہمنمائے حق آواز دے لیں چھوڑ کر ان کی بات سننا دو گناہ استحقاقِ اجر کی علامت ہے۔ فرض یا واجب عبادت کو رونا جاز نہیں ہے۔

۳۔ واجب یا فرض عبادت میں مصروفیت کے دوران نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو لب کرین تو وہ عبادت وہیں چھوڑ کر اپنے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن لے۔ اور فرمان نبوی کے مطابق تعمیلِ حکم کر لے۔ اور پھر واپس جا کر عبادت کے رکن کو جہاں چھوڑا تھا وہیں سے جا کر عبادت شروع کر لے۔ تو عبادت ناقص نہیں رہے۔

۴۔ اگر نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہہ کر نبی کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے واجب عبادت کا زیادہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس طرح تاکید کبھی نہ کرتا کہ (اذا دعاکم) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی تمہیں بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ۔ یعنی فرض یا واجب عبادت میں مصروفیت کی بجائے نبی پاک کے اضافی حکم کی تعمیل بھی ثواب میں کچھ کم نہیں۔

۵۔ اور حکم خدا قرآن پاک میں اس طرح موجود ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا

أَحْيَيْكُمْ (پارہ نمبر ۹، رکوع ۱۸)

۶۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسول جب بھی تمہیں بلائیں اُسی وقت حاضر ہو جاؤ

۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے تمہیں زندگی عطا کر رکھی ہے۔ ہمارے نبی رحمہ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر پتھروں، درختوں، جانوروں، نے بھی نور الیقا کہہ کر حاضری دی۔ اور یہ جمادات، نباتات، حیوانات تو ویسے ہی ہمارے آقا علیہ السلام خوب پہچانتے ہیں۔ اگلی احادیث ملاحظہ ہوں۔

### ﴿بارگاہ رسالت میں پتھروں (جمادات) کی سلامی﴾

حدیث نمبر ۵۱:۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْرِفُ حَجْرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَا أَعْرِفُهُ إِلَّا أَنْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۵۲۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

### ﴿چاند کے دو ٹکڑے﴾

ایضاً حدیث نمبر ۵۲:۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَّ جَنَافِي بَعْضِ نَوَاجِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهَرُ يَقُولُ أَلْسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(رواہ الترمذی ص ۵۴۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۵۳:۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ

سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَارَاهُمْ الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۵۲۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

۵۴۔ حدیث نمبر ۵۴:۔ ایک صد چھیالیس احادیث کے حافظ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکہ شریف میں بعثت سے پہلے ایک پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری نے نقل کیا۔ (ص ۵۲۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

۵۵۔ حدیث ایضاً نمبر ۵۵:۔ مولائے کائنات سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ کی ایک وادی میں مارا ہوا تھا۔ جہاں جہاں سے بھی گزر ہوا ہر پہاڑ اور ہر درخت نے آپ کو کہا أَلْسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(ص ۵۴۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

۵۶۔ حدیث ایضاً نمبر ۵۶:۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ والوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے نبی برحق ہونے کی دلیل مانگی تو آپ نے ہمارے سے اُن کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔ (ایک ٹکڑا جبلِ حرا کی ایک طرف نظر آ رہا تھا دوسرا ٹکڑا دوسری طرف نظر آ رہا تھا) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ (ص ۵۲۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

۵۷۔ حدیث ۵۷:۔ ان تینوں احادیث مقدسہ میں درج ذیل ایمان افروز شہ پارے جلوہ گر



۱۔ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کے تمام افراد بہت بھی جانتے ہیں۔ جیسا کہ شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں حدیث مذکور ہے **مَا مَرَّ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا وَيَعْلَمُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا غَاصِي الْجَنِّ وَالْإِنْسِ**۔ سوائے سرکش انسانوں اور جنات کے کائنات ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ب۔ پتھروں نے جو آپ کو سلام کیا وہ یہ ہے۔ **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**۔ بزرگان دین نے اس جملے کے ساتھ صرف لفظ الصلوٰۃ کا اضافہ کیا ہے۔

### الصَّلَوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ج۔ (شق القمر) حضور علیہ السلام نے مکہ والوں کافروں کے مطالبہ پر یہ معجزہ دکھ حضور سرکار ابد قرار نے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا جبل ثور کی حرا کی ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا جبل حراء کی دوسری جانب نظر آنے لگا۔ تفسیر کبیر فخر الد رازی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک حدیث پاک مذکور ہے کہ ایک دفعہ حضور سید الکل فخر رسل اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پانی کے چشمے پر تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک عکرمہ بن ابوجہل رسول اللہ عنہ (اسلام لانے سے قبل) چشمے کی دوسری طرف آ نکلا۔ دیکھ کر کہنے لگا اگر آپ رسول ہیں تو آپ کے پاس پتھر کی چٹان کے ایک طرف والے ٹکڑے سے کہہ دیں کہ چٹان سے کٹ کر پانی کی سطح پر تیرتا ہوا میرے پاس کنارے پر آئے۔ آپ صلی اللہ وآلہ وسلم نے اس چٹان کے پتھر سے فرمایا کہ چشمے کے پانی کی سطح پر تیر کر چشمے کی دوسری طرف جا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا پتھر کا ٹکڑا پانی پر تیرتا ہوا چشمے کی دوسری طرف عکرمہ کے پاس جا نکلا۔ عکرمہ بولا اب اس پتھر کو اسی طرح اپنے پاس واپس بلا لو۔ نبی پاک صلی اللہ

آلہ وسلم نے اس پتھر کے ٹکڑے کو آواز دے کر فرمایا تو اسی طرح پانی کے اوپر تیرتا ہوا میرے پاس آ جا۔ چنانچہ وہ پتھر بارگاہ رسالت میں اسی طرح واپس حاضر ہو گیا۔

(ص ۲۵۵ جلد ۲، سیرۃ حلبیہ عربی مطبوعہ مصر)

دوم ہوا کہ تمام جمادات بھی حضور سید الکل فخر رسل **هُوَ الْكُلُّ لَهُ الْكُلُّ وَهُوَ كَلُّ الْكُلِّ** صلی علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ کہ آپ سرکار ابد قرار ہر چیز کے رسول و نبی ہیں پابند بھی جمادات (پتھر) اور پہاڑ بھی تمام جمادات کے نبی و رسول ہمارے آقا بچال صلی علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

۱۔ بارگاہ رسالت میں درختوں (نباتات) کی حاضری اور تعمیل حکم ☆

حدیث نمبر ۵۲: **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَرَّ نَامَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَزْنًا وَادِيًا أَفْتِيحَ (أَوْسَعُ) فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَلَمْ يَرْشِيئًا يَسْتَتِرْ بِهِ وَإِذَا شَجَرَتَيْنِ بِشَاطِئِي الْوَادِي فَأَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ إِحْدَاهُمَا فَآخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ إِنْقَادِي عَلَى بَأْذِنِ اللَّهِ فَإِنْ قَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ الَّذِي لَصَانِعُ قَائِدُهُ حَتَّى أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرَى فَآخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ..... الخ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۵۳۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)**

حدیث ایضاً نمبر ۱: - عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ أَلَا غَرَابُ فَلَمَّا دَنَى قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَفْهَدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..... الخ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

(ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۲: - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَا أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْرِفْ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ: إِنْ دَعَوْتُ هَذَا الْعَذْقِي مِنْ هَلَا النَّخْلَةِ..... الخ رَوَاهُ لَبْرِ مَذِي وَصَحَّحَهُ.

(ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: - سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کے دوران ایک وسیع و عریض چنیل میدان پہنچے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے ایک طرف تشریف لے گئے۔ قضائے حاجت کیلئے کوئی پوشیدہ مقام نظر نہ آیا تو وادی کی طرف دو جھاڑیوں کے پاس جا کر ایک جھاڑی کی ٹہنی سے پکڑ کر فرمایا۔ اللہ کے حکم سے میرے ساتھ چلو۔ دو جھاڑیوں کے ساتھ یوں چلنے لگی جیسے ٹکیل والا اونٹ اپنے مالک کے پیچھے چلتا ہے پھر آپ دوسری جھاڑی کو بھی ایسے ہی لائے اور ایک جگہ دونوں کو لا کر فرمایا۔ تم دو جھاڑیاں اپنے سر جوڑ کر میرے لئے پردہ بنا لو۔ چنانچہ ان دونوں جھاڑیوں نے قضائے حاجت کیلئے باپردہ جگہ تیار کر دی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے

بیٹھ گئے۔ میں اپنی جگہ بیٹھا یہ عجیب و غریب منظر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف تشریف لارہے ہیں۔ اور وہ دونوں جھاڑیاں واپس جا رہی ہیں۔ اور اپنی بہتر حالت میں اسی جگہ جا کر کھڑی ہو گئیں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ (ص ۵۳۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً: - سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں ہمسفر تھے۔ دوران سفر ایک دیہاتی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے اللہ ہی ایک معبود ہے۔ اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا نبی برحق ہوں۔ اس نے کہا آپ کی اس بات کے سچ ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اور آپ کی یہاں کون گواہی دے گا؟ آپ نے فرمایا یہ سامنے خاردار درخت گواہی دے گا۔ چنانچہ آپ نے اس درخت کو بلایا۔ تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ کے پاس حاضر خدمت ہو کر تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ پھر وہ درخت اپنی اسی قرار گاہ کی طرف اسی طرح واپس چلا گیا اور تروتازہ حالت پہلے سے زیادہ رہی۔ اس حدیث کو محدث دارمی نے روایت کیا۔ (ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً: - حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آکر عرض کرنے لگا۔ کہ میں کیسے یقین کر سکتا ہوں؟ کہ آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ سامنے والی کھجور کے درخت پر موجود کھجوروں کے گچھے کو بھی اگر تو بلا کر پوچھے گا تو وہ بھی میرا کلمہ پڑھ کر میری تصدیق کرے گا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے درخت

کے اوپر کھجوروں کے گچھے کو بلایا۔ چنانچہ کھجوروں کا گچھا اپنی ٹہنی سے اپنا رابطہ توڑ کر سیدھا بارگاہ ہرکس ویکس پناہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے لگا۔ اور آپ کی گواہی دی کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا واپس چلے جاؤ تو وہ کھجوروں کا گچھا اپنے درخت پر چڑھا۔ اور جا کر اپنی ٹہنی سے یوں وصل ہوا جیسا کبھی ٹونا ہی نہیں۔ یہ ایمان پرور منظر دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا۔ اس حدیث پاک کو امام ترمذی اور محدث داری نے روایت کیا ہے۔

شرح حدیث:- یہ ہے ہمارے آقا رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کہ بے جان چیزیں بغیر قدموں کے چل کر آتی ہیں۔ اور سلام کر کے واپس صحیح سلامت چلی جاتی ہیں۔ ☆ دارالاسباب اس دنیا کی تمام اشیاء تین مادوں سے منسلک ہیں، جمادات، نباتات، حیوانات، تینوں مادوں سے بھی ہمارے آقا سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامہ منسلک ہے۔

جمادات:- پتھروں، ریگزاروں اور مٹی کے ذرات پانی سمیت مراد ہیں۔

نباتات:- زمین سے اگنے والی ہر چیز نباتات کہلاتی ہے۔

حیوانات:- تمام جاندار چیزیں حیوانات کہلاتی ہیں۔

﴿سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دستوں حنّانہ کی پکار﴾

حدیث نمبر ۵۳:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلَى جَذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا ضَمَعَ لَهَا الْمُنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحِبُ النَّخْلَةِ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَلَيْهَا حَتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ لَأَنَّ أَيْنَنَ الصَّبِي الَّذِي يُسَكُّ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۵۳۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی لا ریب عالم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ وعظ و خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب لکڑی کا ایک منبر تیار کر لیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر خطبہ جمعہ کیلئے تشریف فرما ہوئے تو وہ کھجور کا خشک تنہ اتار زور سے رونے لگا کہ اب تھا کہ پھٹ جاتا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکڑی کے منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس جا کر اسے اپنے ساتھ آغوشِ رحمت میں چمٹا لیا۔ تو وہ کھجور کا ستون ایسے ہاں لینے لگا جیسے روتے روتے بچے کی ہچکی بندھ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار سے چپ کراتے رہے۔ حتیٰ کہ خاموش ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ ستون حنّانہ



(چینیں مار کر رونے والا تھم) اس لئے بے تاب انداز میں رو دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو وعظ و نصیحت سنا کرنا تھا اس سے خود کو محروم پایا۔

شرح حدیث :- بعض احادیث اور کتب سیرت میں موجود ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس خشک کھجور کی لکڑی کے تھم (ستون خانہ) کو آغوشِ رحمت میں لے کر دلا سہ دیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ تجھے اختیار ہے۔ چاہو تو تمہیں دنیا کی شادابی اور ہریالی دے دی جائے۔ اور چاہو تو جنت میں تمہیں ہمیشہ کی زندگی مل جائے۔ اور جنتی تیر پھل کھایا کریں گے۔ تو ستون خانہ نے عرض کیا مجھے آخرت کی دائمی زندگی درکار ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ (قد فُغِلْتُ) تمہارا انتخاب آخرت منظور ہے۔ تجھے پختہ وعدہ رہا تجھے جنت کی بہاروں میں جگہ دلاؤں گا۔ جس پاک ذات ستودہ صفات کے پاک جسم سے صرف پھو جانے سے خشک کھجور کی لکڑی اتنی باشعور ہو کر آپ کی جبین میں شیر خوار بچے کی طرح وارفتہ ہو کر عاشقِ صادق ہونے کا نمونہ پیش کر سکتی ہے۔ تو ایک امتی انسان کا حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی وارفتگی کا کیا عالم ہو چاہیے؟ اصل میں ستون خانہ کے پھوٹ پھوٹ کر رونے کی وجہ یہ تھی کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کے ساتھ لگ کر جو وجدانی ایمانی روحانی لطف اور سرور حاصل ہوتا تھا۔ اس سے محرومیت کی وجہ سے شدید فراق محسوس کیا۔ تب اپنی ماں پر وارفتہ شیر خوا بچے کی طرح رونا شروع کر دیا۔ پھر آغوشِ رحمتِ محبوبِ اعظم میں آکر چکیاں لینے لگا۔ جیسا کہ شیر خوار بچوں کی قدرتی فطری عادت ہوتی ہے۔

حیوانات کی بات اور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ﴿

حدیث نمبر ۵۴ :- عَنْ يَغْلَى بْنِ مَرْهٍ الْقَفْظِيِّ قَالَ لَدَلَاةُ أَشْيَاءَ رَأَيْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَانَحْنُ نَسِيرُ مَعَهُ إِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيرٍ يُسْنَعُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَاهُ الْبَعِيرُ جَرَّ جَرَّ فَوَضَعَ جِرَانَهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ صَاحِبُ هَذَا الْبَعِيرِ فَجَاءَهُ فَقَالَ بَغْنِيهِ فَقَالَ بَلْ نَهَبَهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَانَّهُ لَأَهْلِي بَيْنَتِ مَالَهُمْ مَعِيشَةٌ غَيْرُهُ قَالَ أَمَّا مَا دُكِرْتُ هَذَا مِنْ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْغَلَفِ فَأَحْسَنُوا إِلَيْهِ ثُمَّ سَرْنَا حَتَّى نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ شَجَرَةٌ "تَشُقُّ الْأَرْضَ حَتَّى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا....." الْخِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَالدَّارِمِيُّ

ترجمہ :- حضرت یغلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ عجائب قدرت و عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین عجیب و غریب نمونے دیکھے۔

۱ :- ایک اونٹ کے قریب سے ہم گزرے تو وہ زوردار آواز میں گڑ گڑاھٹ کرنے لگا۔

۲ :- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس کھڑے ہو گئے اور دریافت فرمایا کہ اس کا مالک

کون ہے؟ مالک آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اُونٹ میرے ہاتھ بچ دو۔ عرض کیا یا رسول اللہ یہ اُونٹ آپ کا ہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اُونٹ کسی غریب گھرانے کا ہے۔ جس پر ان کی معیشت کا دار و مدار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ شکایت کر رہا ہے۔ کہ اس سے کام بہت زیادہ لیا جاتا ہے۔ اور چارہ کھانے کو بہت کم۔ اس کے ساتھ زیادتی مت کرو۔ پھر ہم سفر میں چلتے رہے۔ ایک وادی میں پہنچ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرمانے کیلئے سو گئے۔ میں نے دیکھا کہ دور سے ایک درخت اپنی جڑیں اُکھیرے زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر سایہ فگن ہو کر سلام عرض کرنے لگا اس کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو ہم نے یہ سارا ماجرا عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے مجھے سلام عرض کرنے کیلئے اور حاضر خدمت ہونے کیلئے اجازت لے رکھی تھی۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ ایک چشمہ کے پاس سے ہمارا گزر ہوا۔ ایک عورت اپنا بچہ اٹھائے لائی جو پاگل تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بچے کو صبح اور شام کھانے کے وقت بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہے۔ حضور سید النمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کی ناک سے پکڑ کر فرمایا۔ اس سے نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ یکدم بچے کو قوی آئی جس نے گٹے کے سیاہ بچے کی طرح کوئی چیز نکل کر دوڑ گئی۔ اس سڑ سے جب ہم واپس اسی جگہ سے گزرے تو حضور غنیہ السلام نے مائی سے بچہ کا حال پوچھا۔ عرض کیا جس نے آپ کو حق بنا کر بھیجا۔ ہمارے بچے کو آپ کے بعد دوبارہ کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس حدیث کو محدث داری اور علامہ بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث میں درج ذیل امور موجود ہیں۔

## ﴿ہر نبی اپنی امت کی زبان کو بخوبی جانتا ہے﴾

جیسا کہ قرآن پاک گواہ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ

قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (پارہ ۱۳، رکوع ۱۳)

ترجمہ:- ”اور ہم نے ہر رسول کو اپنی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا“۔ اور ہمارے نبی لا یریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہر قوم، ہر جنس، ہر فرد کائنات کے رسول و نبی ہیں۔ اس لئے آپ ہر چیز کی زبان اچھی طرح جانتے ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور اُونٹ کی زبان کو سمجھ کر اسے خوب چارہ کھلانے اور مناسب محنت لینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

☆:- خُزْءٌ وَخُزْءٌ مِمَّا رَكَبَ بَارِغًا رَسَالَتِ كَ شَتَا سَاوَرِ وَاقِفٍ ہیں۔ اس لئے بار بار سلام عرض کرتے ہیں۔

☆:- ہمارے آقا لجال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہات کے بھی رسول ہیں۔ مصیبت زدہ مجنون مریض بچہ کو جہات سے رہائی دلوائی۔

## ﴿غلام رسول اور جنگل کا شیر﴾

حدیث ایضاً:- عَنْ ابْنِ الْمُثَنِّكِ أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَخْطَأَ الْجَيْشَ بِأَرْضِ الرُّومِ أَوْ أَسْرَفًا نَطَلَقَ هَا رَبًّا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَإِذَا هُوَ بِالْأَسَدِ فَقَالَ يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَمْرِى كَيْتٌ وَكَيْتٌ فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ لَهُ بَضْبَصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي

إِلَى جَنْبِهِ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ لَمْ رَجَعَ الْأَسَدُ زَوَاهُ فِي شَرْحِ  
السُّنَّةِ (ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:- ابن مسکد رتا بھی روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کے علاقے میں اپنے ساتھی لشکر سے بچھڑ گئے یا کہیں کسی قید سے بھاگ کر جنگل میں اپنے لشکر کی تلاش میں جا رہے تھے۔ سامنے سے جنگل کا شیر آگیا تو حضرت سفینہ نے اسے آواز دے کر کہا۔ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں۔ میں اپنے لشکر سے بچھڑ گیا ہوں اسے تلاش کر رہا ہوں۔ شیر نے یہ آواز سن کر (روم اپنی ٹانگوں میں رکھ لی اور پالتو گتے کی طرح اپنے مالک کے سامنے) بیٹھ گیا اور حضرت سفینہ کے پاس ایک طرف کھڑے ہو کر اشارہ کیا۔ شیر کوئی خطرہ کی آواز محسوس کرتا تو اس طرف خود ہو جاتا۔ پھر وہ حضرت سفینہ کے دائیں بائیں پہرہ دیتے لشکر کے قریب لے گیا۔ (جب لشکر نظر آنے لگا) تو شیر وہیں سے اپنے جنگل واپس چلا گیا۔

اس حدیث کو علامہ بغوی نے شرح السنۃ میں ذکر کیا۔ (ص ۵۴۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث ایضاً:- درج ذیل امور ملاحظہ فرمائیے۔

☆:- یہ حدیث حضرت سفینہ کی کرامت اور نبی کے معجزہ کی تصدیق کر رہی ہے۔

☆:- جنگل کے وحشی ڈونڈو جانور بھی ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

☆:- ایماندار امتی کو یقین ہونا چاہیے کہ میرا آقا بچال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ذرہ کائنات کے نبی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ شیر سے مخاطب ہو کر

م رسول ہونے کا حوالہ دیا۔

- امتی کا اپنے نبی سے کامل رابطہ ہو تو ہر چیز اس کے تابع ہوتی ہے۔

﴿سارے جہانوں کے خالق کا محبوب سارے جہانوں کی

رحمت ساری مخلوق کو روزی دے سکتے ہیں﴾

حدیث نمبر ۵۵:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غُرُوسًا بَزَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشِ  
بَنِي اللَّهِ عَنْهَا فَعَمِدَتْ أَوْفَى أُمِّ سُلَيْمٍ إِلَى تَمَرٍ وَسَمَنٍ وَأَقْبَطَ  
لَمَصَعَتٍ حَنِيسًا فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرِ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ إِذْهَبْ بِهَذَا  
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثْتُ بِهَذَا  
إِلَيْكَ أَوْفَى وَتَقَرُّلِكَ السَّلَامَ..... الخ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ  
(ص ۵۳۹ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

☆:- سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضوان اللہ علیہا سے شادی کی تو ان کو ام سلیم (سرکارِ دو عالم کی خالہ) نے پیار اور کھجور کا مرکب حلوہ اپنے پیالے میں ملا کر اپنے صاحب زادے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیا کہ جاؤ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحفہ پیش کرو۔ اور عرض کرو کہ میری امی جان آپ کو سلام کہتی ہیں اور کہتی تھیں کہ یہ ہمارا حقیر سا تحفہ قبول فرمائیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر ایسے ہی عرض کیا تو آپ نے فرمایا حلوے کا پیالہ یہیں



رکھ دو۔ اور فلاں فلاں کو بلا لاؤ۔ اور ان کے آپ نے نام بھی بتائے۔ اور پھر باہر  
ساتھ ہی یہ فرمادیا۔ جو بھی ملے اُسے اپنے ساتھ یہاں بلاؤ۔ تو میں نے ان کو بھی بالہا  
کے نام آپ نے ذکر فرمائے تھے۔ اور ان کے علاوہ جو شخص بھی مجھے ملا میں نے ا  
کا شانہ رسالت میں حضور علیہ السلام کی طرف سے دعوت دی۔ جب میں واپس لوٹا  
دیکھتا ہوں؟ کا شانہ رسالت لوگوں سے کچھ کھینچ بھرا ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضور  
السلام نے ضیافت کا کھانا کھلانے سے پہلے آغاز یوں کیا۔ حلوے کے پیالے پر ہا  
مبارک رکھ کر کچھ پڑھا پھر حکم دیا کہ ایک طرف آدمیوں کو بٹھا کر کھانا کھلاتے جاؤ اور  
کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے۔ اور اپنے قریب سامنے سے کھانا کھانے  
کھائے۔ یہاں تک کہ ایک گروہ آگیا اور کھانا کھا کر چلا گیا۔ یوں سلسلہ چلتا رہا یہاں  
کہ سب ضرورت مند خوب سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر مجھ کو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ  
نے حکم دیا۔ کہ اندر سے وہی حلوہ والا پیالہ اٹھالاؤ۔ میں اندر جا کر پیالہ اٹھالایا۔ مجھے  
نہیں چل رہا تھا کہ جب میں حلوہ سے بھرا پیالہ لایا تھا۔ اس وقت پیالے میں حلوہ زیادہ  
یا اب زیادہ ہے۔ پیالے میں حلوہ جوں کا توں برقرار تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ وہ  
میں شامل ہو کر حلوہ کھانے والے کتنے افراد تھے؟ تو میں نے کہا تین صد افراد سے زیادہ  
آدمی تھے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں ایک قابل غور جملہ وَضَعَ يَدَهُ عَلَىٰ بِلَاقِ  
الْخَيْسِیَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ۔ کہ حضور علیہ السلام نے کھانے پر ہاتھ رکھ کر  
پڑھا۔ کوئی بھی ذی شعور اس بات کا انکار نہیں کرے گا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ  
نے طعام پر حمد و ثناء و تسبیح و تحمید نہ کی ہو۔ اور قرآن پاک بہترین حمد و ثناء و تسبیح و تحمید ہے

لہذا کھانا سامنے رکھ کر اس پر ذکر خدا تلاوت قرآن کرنا سنتِ مصطفیٰ ہے۔ اسی شکل کو ختم  
ایف کہا جاتا ہے۔

ماصہ:- جو پاک ذات حلوے کے ایک پیالہ سے تین سو سے زائد افراد کو بھر پیٹ سیر کر  
اتی ہے۔ وہ ذات تمام مخلوقات کو بغیر اسباب کے روزی دے سکتی ہے۔

﴿غزوة خندق اور خلق خدا کی دعوت اور ہمارے نبی کی طاقت﴾

حدیث نمبر ۵۶:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّا  
نَوْمَ الْخَنْدَقِ نَخِفُّ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَاؤُا النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا هَذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ عَلَى  
الْخَنْدَقِ فَقَالَ أَنَا نَازِلٌ لَكُمْ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِخَجَرٍ وَبَيْنَا  
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا فَآخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
وَسَلَّمَ الْمِغْوَلَ فَضْرَبَ فَعَادَ كَثِيرًا أَهْيَلُ فَاثْنَفَتْ إِلَى  
أَمْرَاتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ..... الخُ مَتَّفَقٌ عَلَيْهِ  
(ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ ہم غزوة خندق  
کے دن خندق کھود رہے تھے۔ ایک ایسی پتھر ملی چٹان سے واسطہ پڑا کہ نوٹنے کا نام ہی  
نہیں لیتی تھی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہم سب حاضر ہوئے۔

اور عرض کیا پھر کی ایسی چٹان سامنے آچکی ہے کہ نوٹنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ آپ نے فرمایا میں ابھی یہ کام کیے دیتا ہوں۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ کمر درست رکھنے کیلئے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اور ہم میں سے اکثر تین دن سے فاقہ پر تھے کوئی کھانا نہیں کھایا تھا۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھودی جانے والی خندق کی اُس سخت چٹان پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ ساری چٹان خاک کی طرح اڑ گئی۔ میں جلدی سے اپنے گھر پہنچا اور اپنی بیوی سے کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر میں نے شدید بھوک کے آثار معلوم کئے ہیں۔ ہمارے گھر کچھ کھانے کو ہے؟ تو اُس نے ایک تھیلا نکالا جس میں تقریباً دو کلو جو کا آنا تھا۔ اور ہمارے گھر ایک بکری کا بچہ تھا۔ میں نے اُسے ذبح کر دیا۔ اور میری بیوی آٹا گوند نے لگ گئی۔ گوشت تیار کر کے ہنڈیا میں ڈال کر چولہے پر رکھ دیا اور نیچے آگ جلا دی۔ پھر میں نے واپس آکر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر خدمت ہو کر آہستہ آواز سے کان مبارک میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ایک بکری کا بچہ اور چند کا آٹے کا آپ کیلئے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ چند آدی ساتھ لے کر میرے گھر کھانے کی میری دعوت قبول فرمائیے۔ تو حضور قاسم اوراق اللہ نے زور سے آواز دے کر فرمایا۔ خندق میں کام کرنے والو! تم سب کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے کی دعوت ہے۔ اس کے بعد سید اکل ہادی سُبُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تم اپنے گھر جاؤ اور اطلاع کر دو کہ میرے آنے سے پہلے نہ ہنڈیا کو چولہے سے نیچے اتارو۔ اور نہ میرے آنے سے پہلے روٹیاں پکاتا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو میں آپ کے پاس گوندھا ہوا آٹا لایا۔ آپ نے اس گوندھے ہوئے آنے میں اپنا لعا

مبارک ڈال دیا۔ پھر آپ نے اٹھ کر چولہے پر موجود ہنڈیا میں بھی لعاب مبارک ڈال دیا۔ پھر روٹیاں پکانے والی خواتین کو ہدایت فرمائی کہ روٹیاں پکاتے جاؤ۔ اور ہنڈیا کو چولہے سے نیچے مت اتارنا۔ سالن لیتے جاؤ کھلاتے جاؤ۔ وہ ایک ہزار سے زائد نفری مہمانان گرامی تقریباً چودہ سونے خوب کھانا کھایا۔ اور سب فارغ ہو کر واپس چلے گئے۔ میں نے اٹھ کر سالن اور آٹے کو دیکھا تو آٹا اتنا ہی تھا جتنا گوندھا تھا۔ ہنڈیا میں سالن بھی بدستور پورا تھا۔ کچھ کمی واقع نہ ہوئی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث پاک سے چند انہم لکات ملاحظہ فرمائیے۔

۱:- جو پاک ذات چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو آدمیوں کو کھلا بھی دے۔ اور وہ کھانا ویسے کا ویسا ہی رہے۔ وہ پاک ذات بے بسی کی فاقہ کشی کا شکار نہیں ہو سکتی۔

۲:- غزوہ احزاب یا غزوہ خندق ایک ہی چیز ہے۔ ہجری پانچ میں مکہ والوں کی طرف سے متوقع حملہ روکنے کیلئے اہل فارس کے جنگی دفاعی حربوں کے مطابق حضرت سلمان ماری رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق مدینہ شریف کے ارد گرد یہ خندق کھودی گئی۔

۳:- تمام انبیاء سمیت ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاقہ کشی اور غربت طراری یا لاچارگی کی نہ تھی۔ بلکہ فاقہ کشی اور غربت اختیاری تھی۔

۴:- نبی مادی فطری اسباب کا محتاج نہیں ہوتا جو نبی چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو آدمیوں کو کھلا کر سیر کر دے پھر وہ کھانا بدستور اتنا ہی موجود رہے وہ نبی ساری مخلوقات کی روزی کا ماہانہ اور انتظام و انصرام بھی کر سکتا ہے۔

۵:- اس غزوہ خندق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیٹ مبارک پر پتھر باندھنا مجبوری

اور بے کسی کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اس لئے تھا کہ آپ کی لطافت اور نورانیت آپ کی مادیت اور جسمانیت پر غالب آچکی تھی۔ آپ کو اندیشہ ہوا کہ نہایت لطافت اور نورانیت کے غلبہ کی وجہ سے کہیں عالم بالا کی طرف پرواز نہ کر جاؤں۔ دُنیا کی کثیف مادی چیز کو جسمِ اطہم سے آویزاں کر لیا تاکہ اپنی اُمت میں ہی رہوں۔

☆۔ چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو کو کھلانا اور وہ کھانا بدستور اُتتا ہی رہ جائے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اور گستاخ لوگ دورِ حاضر میں اس خاصہ نبوت کو یہ کہہ کر نال دیتے ہیں۔ کہ یہ تو معجزہ تھا۔ کیا معجزہ نبی کا کمال نہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا نہیں ہے؟ معجزہ نبی کی خاص صفت ہے اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے نبی کی ایسی خوبی کو اس قسم کی باتیں بتا کر نال دینا یہ بغض و عناد و تعصب کی کامل نشانی ہے۔

### ﴿پنجابِ رحمت کے پانچ دریا اور محبوبِ کبریا﴾

حدیث نمبر ۵۷۷:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ "نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي رِكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَمَا مَثَالُ الْعُيُونِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قَلِيلَ لِحَا بِرِكْمٍ كُنْتُمْ قَالَ بَوَكْنَا وَهَاءُ أَلْفٍ لَكَفْنَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ۵۶:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ صلحِ حدیبیہ کے روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پیاس کے مارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنے پانی کا ایک لونا تھا۔ جس سے آپ نے وضو فرمایا تھا۔ اور اُس لونے میں تھوڑا سا مٹی پانی موجود تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس نسل اور پینے کا پانی نہیں صرف یہی پانی ہے جو آپ کے اس لونے میں موجود ہے۔ تو رسید الکل ہادی سُبُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُسی لونے میں ڈال کر باہر نکالا تو آپ کی پانچوں انگلیوں سے پانچ چٹھے پانی کے جاری ہو گئے۔ ہم نے بے میر ہو کر پیا۔ اور ہم سب نے وضو بھی کر لیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے پوچھا گیا صحابہ کرام کی حدیبیہ میں اُس وقت کتنی تعداد تھی۔ انہوں نے جواب دیا۔ پندرہ سو آدمی۔ اور اگر ایک لاکھ کی بھی نفی ہوتی تو وہ پنجابِ رحمت سب کو کافی ہوتا۔ اس حدیث کو نبی و مسلم نے روایت کیا۔ (ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ن حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل اہم نکات ہیں۔

۱۔ مکہ شریف سے چند میل دور حدیبیہ ایک جگہ کا نام ہے۔ آپ صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کرنے کیلئے پندرہ سو صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ شریف سے تشریف لائے۔ اور اسی جگہ (بوجہ مزاحمت اہل مکہ ازادائیگی عمرہ) کئی دن قیام فرمایا۔ جس کے دوران اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانی بھی نہ دیا۔

۲۔ مشکل وقت میں اللہ والوں کے پاس حاضری دینا سنتِ صحابہ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ



شہرِ رگ سے بھی قریب ہے۔ تو گستاخانِ دورِ حاضر کے فارمولے کے مطابق صحابہ کرامؓ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنا چاہیے تھا۔ اور اسی سے دعا کرنی چاہیے تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پتھروں سے مٹی کے جہازات سے کسی بھی شعبے سے پانی کے چشمہ کا جاری ہونا عادی طور پر مسلم ہے۔ قدرتِ کاملہ نے یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے۔ لیکن انسانی، حیوانی اعضاء سے پانی کے چشمے جاری ہونا نہ پہلے کہیں ایسا دیکھا گیا اور نہ ایسا کوئی کر سکتا ہے۔ ایسی کیفیت کو معجزہ کا نام جاتا ہے۔ جو کام ذرائع اسباب سے انجام دینا حتی المقدور ناممکن ہو اور وہ کام جس میں صفاتِ پاک ذات سے ظاہر ہو۔ ایسے کام کو معجزہ یا کرامت کہا جاتا ہے۔ نبی سے متعلق تو معجزہ اور ولی سے متعلق ہو تو کرامت ہے۔

☆۔ اور یہ عظیم الشان معجزہ جو ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وقوع پذیر ہوا۔ کسی بھی پیغمبر سے ایسے معجزے کا ظہور نہیں ہوا۔ معجزہ نبی کی صفت ہے۔ کرامت ولی کی صفت ہے۔ معجزہ نبی کی خوبی اور کمال ہے۔ اور کرامت ولی کی خوبی اور کمال ہے۔

☆۔ جس پاک ذات کے مبارک ہاتھ سے ایک چٹو پانی چھو جائے تو وہ چندرہ سو آدمیوں وضو غسل اور پینے کی ضروریات اور سواریوں جانوروں کی پینے کی ضروریات کو کافی ہوتا ہے۔ اور دائرہ امکان میں ناممکن کام ممکن ہو سکتا ہے۔ ایسی پاک ذات ان گنت مخلوق کی سیرابی کیلئے بھی پانی کا فوری و معقول انتظام کر سکتی ہے۔

﴿حضرت ابو ہریرہ اور دودھ کا پیالہ اور ہمارے نبی کی شان دوہالا﴾

حدیث نمبر ۵۸:- حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَا غَتَمْدُ وَبَكْبِدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ كُنْتُ لَا شَدَّ الْحَجَرِ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنِ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشَبِّعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ..... الخ زَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (مس ۵۸ جلد ۳ عمدۃ القاری شرح بخاری)

ترجمہ:- مجاہد تابعی روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اللہ معبودِ برحق کی قدرت کے کیسے کیسے کرشمے کہ مجھ پر ایسا وقت بھی گزرا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جایا کرتا تھا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تا کہ کمر سیدھی رہے۔ ایک دن میری ایسی ہی حالت تھی۔ میں مسجد نبوی کے قریبی اُس چوراہے پر آ کر بیٹھ گیا۔ جہاں سے سب نمازیوں کا مسجد میں آنا جانا تھا کیا دیکھتا ہوں؟ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے میں نے قرآن پاک کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا (عَالَمًا آيَتِ يَهِي اِنْسَامًا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ) یعنی صدقہ خیرات کن کیلئے ہے؟ تو آپ نے باقی ساری نیت تلاوت کر دی لیکن میری حالت پر توجہ نہ دی۔ اُن کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ اُن سے بھی حسب سابق بات ہوئی اور میری حالت زار کی طرف کوئی

توجہ نہ دی۔ اُن کے بعد سید اکل ہو اکل لہ اکل وھوکل اکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہ  
سیرے پاس سے گزر ہوا میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابو ہریرہ میں نے عرض کیا  
لبیک یا رسول اللہ۔ فرمایا اٹھو میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے پیچھے چل پڑا۔ آپ سرکار صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے۔ میں باہر کھڑا رہا۔ پھر میں نے  
اندر جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پیالہ دودھ  
سے بھر کر کھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر سے جواب ملا یہ فلاں  
آدمی نے آپ کے لئے تحفہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک  
یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جاؤ اصحاب صفہ (صحابہ کرام جو ستر سے زائد تھے) کو بلاؤ

(یہ اصحاب صفۃ اسلام کے مہمان تھے) نہ ان کے پاس مال نہ گھریا۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی صدقہ آتا تو آپ ویسے ہی اٹھوا کر اصحاب صفۃ کے پاس بھجوا دیتے تھے۔ اور خود اس میں شریک نہ ہوتے۔ اور اگر کوئی تحفہ بھیجتا تو اصحاب صفۃ کا شانہ اقدس میں بلا بھیجتے اور اس بدیہ ٹحفہ میں سے خود بھی حصہ لے لیتے۔ تو مجھے اصحاب صفۃ کو بلانا اچھا نہ لگا۔ کہ ایک بیالہ دودھ تو صرف میرے لئے بمشکل کافی ہے۔ جب اصحاب صفۃ ہو گئے تو پھر میرے لئے یہ گنجائش ختم ہو جائے گی۔ لیکن مجھے اپنے آقا کے علم کی تعمیل لازمی تھی۔ میں سب کو بلالایا۔ سب اپنی اپنی جگہ تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ دائیں طرف سے ترتیب وار ان کو دودھ پلاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ سب نے باری باری خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ اس کے بعد میں نے وہ بیالہ بھرے کا بھرا سرکار اہد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس پیش کیا۔ تو بیالہ کو پکڑ کر سرکار اہد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔ اور فرمایا باقی تو اور صرف میں رہ گیا۔

نے عرض کی آپ نے حج فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے فرمایا تو تم  
کی اپنی پیاس خوب بجھالو۔ میں نے دودھ پیا۔ ایک بار سانس لیا پھر پینے لگا خوب سیر ہو  
گیا۔ پیالہ واپس کرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اور پی لو پھر میں نے  
اور پی لیا۔ پھر فرمایا اور پی لو۔ حتیٰ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب اگر  
میں نے اور پیالہ تو دودھ ناک سے باہر نکل آئے گا۔ اب مجھ میں دودھ پینے کی کوئی جگہ نہیں  
بہ۔ آپ نے مجھ سے پیالہ لیکر خو نوش فرمایا۔ تو پیالہ ختم ہو گیا۔ اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی  
• وثناء بیان کی۔

یوں جناب ابو ہریرہ کیساتھ اوہ جام شیر؟

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا۔

ح حدیث :- اس حدیث پاک میں انمول ایمانی جواہر پارے درج ذیل ہیں۔

۱۔ بھوک پیاس، خوف، ہراس، بیماری، تکلیف، پریشانی کوئی بھی حالت ہو تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فریاد کرنا صحابہ کی سنت ہے۔

ساری کائنات والوں کو اسباب کے ذریعے روزی کا سامان مہیا کرنا ہو تو اتنی سہولیات  
 ان نہیں۔ اتنی بھینسیں مہیا کرنا جن سے ستر آدمی سیر ہو کر دودھ پی لیں نہایت مشکل ہے  
 بلکہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسباب و ذرائع کے محتاج نہیں ہیں۔ ایک ہی  
 دودھ کا اور پینے والی ساری مخلوق ہو تو وہ ایک ہی پیالہ ختم نہیں ہو سکتا۔ جس طاقت  
 ایک پیالہ دودھ کو اتنی صلاحیت بخشی کہ ستر آدمیوں سے بھی ختم نہ ہو سکا۔ اُسی طاقت  
 کے ذریعے کل افراد کائنات کو دودھ سے سیر کرنا ہمارے آقائے کُل ہُو الْکُل لَہُ الْکُل  
 کُل الْکُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک نہایت معمولی سا کام ہے۔

﴿ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور بھی تھے﴾

ایضا حدیث نمبر ۱۰۰۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَسِيدَ بَنِي حَضِيرٍ وَعُبَادَ بْنَ بِشْرِ تَحَدَّثَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِي لَيْلَةٍ شَدِيدِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَصَا فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهَا حَتَّى مَشِيَ فِي ضَوْئِهَا حَتَّى آدَا إِفْتِرَاقَ بَيْتِ الطَّرِيقِ أَضَاءَتْ لِأُخْرَى عَصَاهُ فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ عَصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۵۳۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضا حدیث نمبر ۱۰۰۱: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ لَمَامَاتِ النَّجَاشِيِّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (ص ۵۳۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضا حدیث نمبر ۱۰۰۲: قَالَ التَّبَهِيُّقِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَكُنْتُ أَغْزُلُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ جَبِينُهُ يَغْرِقُ وَجَعَلَ عِرْقُهُ يَتَوَلَّدُ نُورًا (ص ۱۶۵ جلد ۲ جواہر البحار)

ایضا حدیث نمبر ۱۰۰۳: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَفْلَجَ الثَّيْتَيْنِ إِذَا تَكَلَّمَ وَبَيَّ كَمَا النُّورُ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ كُنَايَاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالتَّبَرَانِيُّ وَالتَّبَهِيُّقِيُّ (ص ۱۶۵ جلد ۲ جواہر البحار)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۱۰۰۰: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما اپنے کسی ضروری تصفیہ کے سبب معاملے کی خاطر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عشاء کے بعد حاضر ہوئے۔ سلسلہ کلام کا فیصلہ جلد نہ ہو سکا۔ جب اعلان ہوا تو رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا۔ بارگاہ رسالت سے اجازت لیکر جب باہر نکلے تو مٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ جب چلنے لگے دونوں کے پاس لادھیاں تھیں۔ ایک کی لادھی گیس کی طرح جگمگانے لگی۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد الگ الگ راستے پر جانے لگے۔ تو دونوں کی لادھیاں جگمگ کرنے لگیں۔ اور اپنے اپنے گھر آرام سے پہنچ گئے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۱۰۰۱: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جب شاہ حبشہ نجاشی فوت ہوا (جو مسلمان ہو چکا تھا) تو ہم کہا کرتے تھے۔ اور یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ شاہ حبشہ نجاشی کی قبر پر نور کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۱۰۰۲: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہنشاؤں پر دوسرا اپنے جوتے مبارک کو ناکال لایا کرتے تھے۔ اور میں اکثر چرخہ کا تکی ہوئی دیکھا کرتی تھی کہ حضور علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر پسینہ آتا۔ جب پسینے کے قطرے



چمکتے تو ان قطروں سے نور کی شعاعیں نکلا کرتی تھیں۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۴۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والے (ثایا) دانت مبارک کشادہ تھے یعنی دونوں دانت مبارک کے درمیان ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام فرماتے تو دانتوں مبارک کے اس چھوٹے سے سوراخ سے نور کی شعاعیں نکلتیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی، طبرانی و بیہقی نے روایت کیا۔

شرح احادیث نور: قرآن پاک نے اس مفہوم کی خوب وضاحت کر دی ہے کہ نور اور بشر دو متضاد طاقتیں نہیں ہیں۔ نور بشر ہو سکتا ہے اور بشر نور ہو سکتا ہے۔ مزید وضاحت کیلئے رسالہ حصہ اول الجھن کی سلجھن معلوماتی سوال نمبر ۶ کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

اور بہت سی احادیث شاہد ہیں۔ کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر دعائیں مانگی ہیں۔ اے اللہ میری آنکھ کو نور بنادے میری زبان میرے کان اور میرے سر اور بالوں کو دل کو دائیں، بائیں اور میرے نیچے اور اوپر، سامنے اور پیچھے، میرے ظاہر اور باطن کو نور و نور بنادے۔ قرآن پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیارے پیارے ناموں میں سے ان چند مقدس ناموں کے ساتھ بھی یاد کیا گیا ہے۔

وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِآذِنِهِ وَسِرًّا جَاءُ مَنِيْرًا (پارہ نمبر ۲۲)۔ قَدْ جَاءَ نَكْمٍ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (پارہ نمبر ۶)

حضور سید اکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک نے سراجا منیرا فرمایا چمکتا ہوا سورج اور

رنام سے موسوم کیا۔ ہمارے آقا بچپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضری کے کرکڑی کی خشک بے جان لاشی بھی نور و نور ہو گئی۔

﴿ہمارے نبی سرورِ سینہ کا پسینہ کستوری ساز گنجینہ﴾

حدیث نمبر ۵۹: عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقْبِلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نَظْعًا مَقْبُولٌ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرًا الْعَرَقُ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقُهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطَّيِّبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا أُمِّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا قَالَتْ عَرَفْتُ نَجْعَلُهُ فِي طَيِّبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيِّبِ قَالَ أَصَبْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۵۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

یضا حدیث نمبر ۱۰: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَسْلُكُ طَرِيقًا وَتَبْنَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طَيِّبٍ عَرَقُهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (ص ۵۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک کی والدہ حضرت ام سلیم چودہ احادیث کی حافظہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس دوپہر کو آرام کیلئے آیا کرتے تھے۔ تو میں اُن کیلئے بچھونا بچھا دیتی تھی۔ اس پر آپ قیلول یعنی دوپہر کا آرام فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ پسینہ آیا کرتا تھا۔ میں آپ کے

پسینہ مبارک کو اکٹھا کر لیا کرتی تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اُمّ سلیم! آپ میرے پسینے کو کیا کرتی ہیں؟ میں نے عرض کیا ہم آپ کے پسینہ مبارک کو آپ عطریات میں ملا لیتے ہیں۔ اور آپ کا پسینہ تو کستوری ساز ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سنی بات کی۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۷، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرنے والے صحابہ کرام آپ کی خوشبو سونگھ کر آپ کے راستہ ہ پتہ لگا لیتے تھے۔ کہ آپ کس طرف تشریف لے گئے ہیں؟ یہ آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو کا کرشمہ تھا۔ اس حدیث کو محدث دارمی نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۷، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث: امام الحدیث محمد بن اسماعیل بخاری و مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم حضرات نے حضور سَیِّدُ الْکُلِّ هُوَ الْکُلُّ لَهٗ الْکُلُّ وَهُوَ کُلُّ الْکُلِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کی حدیث روایت فرما کر ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال بشریت کا کامل نمونہ پیش کر دیا ہے۔ ان دونوں احادیث کے چند پُر اسرار نمونے درج ذیل ہیں۔

☆۔ ہمارے آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ خاصۃً نبوت ہے کہ کسی غیر محرم عورت کے پاس بیٹھیں تو ان کیلئے جائز تھا۔ اس لئے کہ کسی بھی نبی پر نفس یا شیطان کو غلبہ نہیں دیا گیا۔

البتہ حضرت اُمّ سلیم اور اُمّ حرام بنت ملحان ان دونوں عورتوں کا تعلق نبی پاک صلی اللہ

یہ آلہ وسلم سے یہ ہے۔ کہ آپ ان دونوں کے بھانجے لگتے ہیں۔ اور خالہ بمنزلہ ماں ہے۔ اس کے باوجود اور خاصہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طور طریقہ یہ نہ تھا کہ آپ غیر محرم عورتوں سے خلوت میں محافل قائم رکھتے تھے۔ تاکہ اُمت کیلئے حتی طور پر حرف آخر یہی رہے۔ کہ غیر محرم عورت سے خلوت جائز نہیں۔

۱۔ عاذی، ماؤی، فطری انسانی تقاضوں کے مطابق جاندار چیز کا پسینہ بدبودار ہوا کرتا ہے۔ خوشبودار چیز میں پسینہ ملا دیا جائے۔ تو خوشبودار چیز کی خوشبو ختم ہو جاتی ہے۔ عقلاً و قلاً لازماً و یقیناً مُسْتَلَمٌ۔ کہ جاندار چیز کا پسینہ اس کے خورد و نوش کا نتیجہ ہے۔ جاندار چیز کے معدے میں پہنچنے والی خوراک معدے کی حرارت سے بدبودار ہو جاتی ہے۔ اور اُس سے گیس اُٹھتا ہے۔ اور جسم کے ٹوں ٹوں سے پسینہ بن کر خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جاندار چیز کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جس جسم کے اندر معدہ خورد و نوش کھانے پینے کی چیزوں کو گندگی اور بدبو میں بدل دیتا ہو ایسے جسم والے شخص کا پسینہ خوشبودار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بشری فطری طور پر انسان مجبور ہے کہ اُس کے جسم اور معدہ میں جو بھی کھانے پینے کی چیز اندر جائے تو وہ اُسے گندگی غلاظت اور بدبودار ہونے سے بچا نہیں سکتا۔

۲۔ لیکن ہمارے نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کامل انسان ہونے کے باوجود ماؤی، ماؤی، فطری انسانی تقاضوں سے آزاد ہیں۔ ایسی دراء الراء شان کے مالک ہیں۔ جو شان عقل و نقل کے دائرہ فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ جس ضابطہ قدرت و خاصہ نبوت کے مطابق ہمارے نبی کھائیں پئیں دنیا کی خوراک اور وہ غلاظت گندگی کی بدبودار قہل ہی اختیار نہ کر سکے۔ اسی ضابطہ قدرت و خاصہ نبوت کے تقاضے کے مطابق انصاف کے لحاظ سے ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے

غلاظت گندگی بدبودار پیشاب خارج نہ ہوتا تھا۔ بلکہ خوشبودار فضلات خارج ہوتے تھے۔ جن کو اکثر زمین نکل جاتی تھی۔

ضروری نوٹ :- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قضاے حاجت فرماتے وقت خارج ہونے والے فضلات اور بول مبارک اور آپ کے خون مبارک کے طیب و طاهر ہونے کے بارے میں بڑے بڑے محققین محدثین فقہاء مجتہدین کرام کے ایک جم غفیر نے تصدیقی فتویٰ دیا ہے۔ اور ان کا یہی عقیدہ ہے۔ دور حاضر میں اہل سنت و جماعت بریلوی مسلک کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ حضور علیہ السلام کے فضلات مبارکہ و خون مبارک کے بارے میں تمام علماء محققین کے حوالجات درج کئے جائیں تو صرف حوالوں کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ مثال کے طور پر چند محققین کے نام و کتاب بطور حوالہ۔

امام بخاری محدث و امام مسلم بن حجاج قشیری محدث و علامہ قسطلانی کی کتاب مواہب لدنیہ، زرقانی علامہ عبدالباقی شفاء قاضی عیاض، نسیم الریاض ملا علی القاری، خصائص کبری جلال الدین سیوطی، تفسیر کبیر نحر الدین رازی، جواہر النہار علامہ بھائی، بیہقی دلائل النبوة واری مستدرک حاکم، مدارج النبوة محقق عبدالحق دہلوی۔

اور حدیث ایضاً میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح نظر آ رہی ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خوشبودار جی، اضافی، مصنوعی خوشبودار تھی۔ بلکہ جسدا طہر انور طیب سے نکلنے والے پسینہ کی خوشبو تھی۔ فضلات طیب طاہرہ علی صاحبہا ألف ألف تحیۃ کی ٹھارت اور پاکیزگی کے بارے میں بہت سی متعدد احادیث وارد ہیں۔

آپ کا بول مبارک پینے والوں میں حضرت ام المومنین حضرت ہرکۃ حبشیہ شامل ہیں۔ آپ کا خون مبارک نوش کرنے والوں میں حضرت ابوسعید خدری کے والد مالک بن

سنان و حضرت عبد اللہ بن زبیر و ابوطیبہ حجام و علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اس کے علاوہ حضور سید النکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کے معطر ہونے کی بڑی بنیادی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معدہ پاک میں اجزائے غذا، ہضم شدہ و کستوری کی طرح معطر خارج ہوتے تھے۔ اور ان کو اکثر زمین نکل جاتی تھی۔ اس بات کی تائید ایک اور حدیث پاک سے بھی ہو رہی ہے۔ حدیث کے راوی حضرت زبیرہ اہلی اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے صاحب مسلم روایت کرتے ہیں۔ حدیث نمبر ۹۸ رسالہ ہذا میں۔ کہ جنتی جو کچھ بھی کھائیں گے اور نوش کریں گے۔ وہ کستوری اور عنبر کی خوشبو بن کر منہ سے سانس کے ذریعے فضائے رحمت میں بکھر جائے گی۔ جب جنتیوں کیلئے ایسا ممکن ہے تو نبی تو ازلی پیدائشی طور پر فطری ماڈی تقاضوں سے اس دنیا میں بھی وراء اوراء ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی کی بے مثل بشریت کے دلائل اُس بات کے گواہ ہیں۔

۱۔ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون، بول مبارک اور فضلات مبارکہ کے بارے میں علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اپنی شرح عمدۃ القاری میں یوں رقم طراز ہیں۔

وَقَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ أَنَّ جَمَاعَةً شَرَبُوا دَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو طَيْبَةَ الْحُجَّامُ وَغُلَامٌ مِنْ فَرِيشٍ حَجَّمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ شَرَبَ دَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبَرَاءُ وَالْجُبَرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ عَسَاكِرٍ وَأَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِیَّةِ وَرَوَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ شَرَبَ دَمَ النَّبِيِّ وَرَوَى



أَيْضاً أَنْ أُمَّ أَيْمَنَ شَرِبَتْ بَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ  
وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَأَبُو نَعِيمٍ  
فِي الْحِلْيَةِ (ص ۳۵ جلد ۳، عمدة القاری شرح بخاری)

ترجمہ:- نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کے پاک ہونے کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک پینے والوں میں سے حجام ابو طیبہ اور قریش کے ایک غلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچھنے لگائے اور عبد اللہ بن زبیر اور مولانا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے نبی پاک کا خون مبارک پیا۔ یزید، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا اور حاکم، دار قطنی، طبرانی نے روایت کیا کہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک پیا۔

کسی بھی حدیث میں اس بات کا وجود نہیں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے اپنا بول مبارک پینے والوں میں سے کسی کو یہ فرمایا ہو۔ کہ یہ میرا بول پلید تھا۔ یا آئندہ ایسا مت کرو۔ یا کہ یہ نقصان دہ چیز ہے۔ بلکہ کرم بالائے کرم فرمایا۔ اے اُم ایمن تجھے کبھی پیٹ درد نہ ہوگا اور وہ پیشاب بھی ایسا مبارک صحت مند کہ پینے والی حضرت اُم ایمن کو پیشاب کی طبعی تلخی یا مرگی محسوس ہی نہ ہوئی۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک طبعی مادی فطری تلخی اور بدمرگی سے تھا ہی پاک۔ اور سارا پیالہ ہی پی لیا۔ اور خون پینے والوں کو بجائے اس کے کہ خون پلید ہے حرام ہے! ارشاد فرماتے! بلکہ الٹا یہ ارشاد فرمایا کہ دوزخ کو اب تجھ سے کیا مطلب اور تجھے دوزخ سے کیا مطلب یعنی تیرے جسم میں میرا پاک خون شامل ہو چکا ہے اب تجھے دوزخ کی آگ جلانہ سکے گی تو بہشتی ہے۔

﴿نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال مبارک اپنی  
اُمت کیلئے صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے﴾

حدیث نمبر ۶۰:- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنِي فَأَنِي الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مِنْرَلَهُ  
بِمِنِي وَنَحَرْنَا سَكَةً ثُمَّ دَعَا بِالْخَلَّاقِ (مَعْمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ) وَنَاوَلَ  
الْخَالِقَ شِقَّةَ الْإِيْمَنَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ  
فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشَّقَّ الْأَيْسَرَ فَقَالَ إِيْخْلِقْ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ  
أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ أَقْسَمُهُ بَيْنَ النَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(ص ۲۳۲ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں تشریف لائے۔ پھر کنکر پھینکنے (ری جمار) کیلئے تشریف لے گئے۔ واپس منیٰ میں آکر قربانی دی۔ پھر معمر بن عبد اللہ عدوی حجام کو بلا کر حکم دیا۔ کہ میرے سر مبارک کے بال اتار دو۔ حجام نے جب سارے سر مبارک کا حلق (بال مونڈنا) کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ انصاری کو بلا کر سر کے سارے بال اُس کے والے کئے۔ اور فرمایا یہ میرے بال مبارک لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا (ص ۲۳۲ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث میں انمول روحانی شہ پارے موجود ہیں۔

۱۔ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ساری زندگی میں چار عمریں اور صرف ایک حج حجۃ الوداع ادا کیا۔ جیسا کہ ہر حاجی کیلئے حکم ہے کہ قربانی سے فارغ ہو کر بال کٹوائے یا منڈوائے۔ اور حضرت ابوطلحہ انصاری کو سارے بال مبارک دے کر فرمایا جاؤ تمام لوگوں میں یہ بال مبارک تقسیم کر دو۔

ب۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں۔ وہ ان کو کھانہ نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک حیات جاودانی کے مالک ہیں۔ زمانوں صدیوں کے گزر جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک بوسیدہ یا ختم نہیں ہو سکتے۔ یہی نظریہ پیش نظر رکھتے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال مبارک لوگوں میں تقسیم کئے تاکہ بیمار لوگ اور حاجت مند حضرات شفاء اور برکات حاصل کرتے رہیں۔ بھائے وجود تین قسم کی ہے۔

۱۔ جو پہلے بھی نہ تھا نہ آئندہ قائم رہے گا۔ (دنیا)

۲۔ جو پہلے نہیں تھا اور ہمیشہ قائم رہے گا وہ ہے (عالم آخرت)

۳۔ جو پہلے بھی ایسے وقت سے موجود ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے۔ اور ہمیشہ ایسے وقت تک رہے گا جس کی انتہا نہیں وہ ہے (اللہ تعالیٰ کی ذاتِ نحتِ جَلَّ جَلَالُہ)

﴿حضور علیہ السلام کے بال مبارک سے صحابہ کرام شفا حاصل کرتے تھے﴾

حدیث نمبر ۶۱:- عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُوَهَّبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدْحٍ مِنْ مَاءٍ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مَخْضَبَةً فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُفْسِكُهُ فِي الْجُلْجُلِ رَأَيْتُ شَعْرَاتِ حَمْرَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۳۹۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

﴿حضور علیہ السلام کا جبہ مبارک بھی شفا دینے والا تھا﴾

حدیث ایضاً:- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا أَخْرَجَتْ حَبَّةَ طَيَالِسَةٍ كَسَرُوا نِيَّةَ لَهَا لِبَنَةِ دِينَارٍ وَفَرَجِيهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالْذِّبَانِ فَقَالَتْ هَذِهِ حَبَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبِضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْءِ وَنَسْتَشْفِي بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۳۷۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ  
 امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا  
 فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ  
 وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُكَ فَلَمْ أَجِدْكَ قَالَ كَأَنَّهَُا تَعْنِي بِأَبِي  
 الْقَمُوتِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدِيْنِي فَأَبِي أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 (ص ۲۷۳ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ: سیدنا سعد بن مالک ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے دنیا کی چمک  
 دمک اور اپنے قرب و جوار کے درمیان اپنے بندے کو اختیار دے دیا ہے۔ تو اس کے  
 بندے نے اس کے قرب و جوار کو اختیار کر لیا ہے۔" ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زار و قطار  
 رونے لگے۔ عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ۔ راوی کہتا ہے کہ  
 وہ اختیار دیئے گئے نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 ہم سب سے بڑے عالم تھے۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے  
 نزدیک لوگوں میں سے اپنے شرف صحابیت اور اپنے مال و دولت میں زیادہ دیا نہ دار ابو بکر  
 صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر صدیق کو بناتا۔ لیکن اخوت  
 اسلامی اس سے مستثنیٰ ہے۔ مسجد نبوی میں ابو بکر صدیق کے دروازے کے علاوہ کوئی  
 دروازہ نہ رہنے دیا جائے۔ (ص ۲۷۲ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت  
 نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مسائل دریافت کئے۔ بعد ازاں حضور سرور

لمسلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے (مزید دینی معلومات کیلئے) دوبارہ آنے کو کہا  
 اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دوبارہ حاضری پر اگر آپ کی زیارت  
 میں سب نہ ہوئی یعنی آپ کا وصال ہو گیا تو پھر؟ لہجہ پال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 فرمایا ایسا ہوا تو ابو بکر صدیق کے پاس آ جانا (ص ۲۷۳ جلد ۲، مسلم شریف)

ح حدیث: اس حدیث پاک میں درج ذیل مضامین اپنے بے مثال انداز میں جلوہ نما

۱۔ اس دنیا میں نبی مختار ہوتا ہے۔ جتنی بھی زندگی گزارنا چاہے مجاز مطلق ہوتا ہے۔ مسلم  
 ایف کی حدیث پاک میں ہے۔

لَنْ يَمُوتَ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ  
 (ص ۲۸۶ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ: کسی بھی نبی پر آخری وقت موت اس وقت تک نہیں آتا جب تک اسے جنت میں  
 کا مقام دکھا کر اختیار نہیں دیا جاتا۔

۲۔ بعد از وصال نبی جہاں بھی چاہے وہیں اپنے مزار کے لیے جگہ کی نشاندہی کر سکتا ہے  
 ۳۔ نبی بھی اپنے رب کریم کے قرب و جوار کو پوری دنیا و مافیہا کے قلیل مفاد پر قربان نہیں  
 سکتے۔

۴۔ فضائل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بضمن خلافت صدیقی اور الہامی انداز کلام (فَلَا لِمَ  
 لَجِدْنِي فَأَبِي أَبَا بَكْرٍ) اس حدیث کے الفاظ بتلا رہے ہیں۔

۵۔ ساری کتب کی کتب میں مذکور ہے کہ نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں وفات پائے۔ نبی کو  
 وفات سے پہلے اختیار دے دیا جاتا ہے کہ وہ اگر دنیا میں مزید زندگی گزارنا چاہے تو اختیار



ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا قبل از وفات مکہ ہوا۔ اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل از وفات اختیار دے دیا گیا۔ حدیث پاک کے الفاظ ہیں (فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ) آپ نے وصال حق کو اختیار فرمایا۔

☆ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ کا اس دنیا میں اعلان نبوت سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی اور محبت کا آغاز اس وقت ہوا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اٹھارہ سال اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ ویسے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پرانی ازلی قدیمی یگانگت اور محبت ہے اور رابطہ بلا فصل ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ کہ خُلِقْتُ أَنَا وَابُو بَكْرٍ مِنْ طِينَةٍ وَاحِدَةٍ (ص ۲۵۶ عمدۃ التتحیق فی بشار ال صدیق)

ترجمہ:- میرے خیر کی مٹی اور ابو بکر صدیق کے خیر کی مٹی ایک ہی جگہ سے لی گئی۔ اور حدیث کے مفہوم کی واضح تصدیق یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے مدفن کیلئے گنبدِ خضرا میں حضور کی رفاقت مصاحبت کا قریب ترین جوار نصیب ہوا۔ کیونکہ حدیث پاک میں بھی ہے۔ کہ آدمی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں سے اس کا خیر لیا گیا ہو۔ ازل سے لے کر آج تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام الانبیاء کے ساتھ رفاقت و اثنیہیت ثانی ہر وقت ثابت رہا ہے۔

☆ اسلام میں ثانی رسول:- سب سے پہلے ایمان لائے ☆ ہجرت میں ثانی۔ ثانی انبیاء ازہمانی الثار ☆ دخول مدینہ میں ثانی ایمان بالاسراء معراج میں ثانی ☆ میلاد

☆ میلاد مصطفیٰ پیر کو اور میلاد صدیق اکبر منگل کا دن تھا ☆ ثانی فی القبر ☆ ثانی فی شہر۔ اسلام لانے میں اولیت کچھ یوں ہے۔ سیدنا صدیق اکبر کے ایمان لانے کے بعد مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کمسن تھے۔

- بالغ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

- عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔

- بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

- کنیز زحرید نوکرانیوں میں سب سے پہلے حضرت ام ایمن رضوان اللہ علیہا ایمان لیں۔

- غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

- اس حدیث میں لفظ (وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَخَذُتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا) جو بیانہ محبت قدرت کی طرف سے عطا ہوا ہے خُلت کا نام دیا جاتا ہے۔

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِفْرَاهِيْمَ خَلِيلًا۔ یعنی بلا شرکت غیري جو محبت مالک حقیقی ہی کیلئے ۱۱ خُلت ہے۔ اس لحاظ سے ایسے مقام پر سوائے معبود حقیقی کی ذات کے کوئی بھی دوسرا

۱۲ رجمال ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اس حدیث میں فرمایا گیا۔ اگر میں کسی کو خلیل (دوست) مانا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بنانا۔ خُلت ایزدی اور اخوة اسلامیہ میں بھی کچھ ایسا ہی

ق ہے۔

-(الْأَخُوَّةُ أَبِي بَكْرٍ)

جد نبوی میں آنے کیلئے قریب رہنے والے پڑوسیوں نے چھوٹے چھوٹے دروازے ہر طرف نکال رکھے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے کچھ دن

پہلے سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے تمام ایسے دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ شارحین و محققین نے یہاں سے ثابت کیا ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد امامت دنیاوت کے فرائض ابوبکر صدیق نے ہی ادا کرنے تھے۔ اس لئے ان کا دروازہ بند نہ کیا گیا۔ البتہ یہ موقف انتخاب خلافت کیلئے بھی کوئی واضح تصدیق نہیں ہے۔ بلکہ کسی اجل سے اجل صحابی رسول کا نام بھی بطور نامزدگی خلافت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی واضح اعلان نہ کیا۔ اور قرآن پاک میں خلافت کی نامزدگی کے بارے کوئی نص موجود نہیں ہے۔ البتہ محققین کی ایسی تحقیق خلافت راشدہ کے متعلق قرآن و احوال و امتیازی فضائل کے پیش نظر کی گئی ہے۔ جس کا حرف اجماع امت ہوا۔ خلافت راشدہ کے تعین کا معاملہ اعیان ملت کے اجماع امت فیصلوں پر چھوڑ دیا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اجماع امت فیصلوں کے مطابق تعین کیا گیا۔ ایسے ہی خلافت فاروقی و خلافت عثمانی و خلافت حیدری اجماع امت کے سنہری اصولوں کے مطابق تعین کی گئی۔ خلافت راشدہ کے انفرادی تعین کے متعلق اللہ و رسول کا کوئی واضح تحت اللفظ حکم ثابت نہیں ہے۔

☆ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ایک ممتاز صحابی رسول ہیں۔ اپنے سمیت چار پشتیں فردا فردا صحابی رسول ہیں۔ آپ کا نام عبد اللہ ولد عثمان کنیت ابوبکر لقب صدیق و عتیق آپ کے والد ماجد کا نام عثمان کنیت ابوقحافہ تھی۔ ابوبکر عبد اللہ بن ابوقحافہ عثمان الصدیق الاکبر۔

صدیق اکبر کی نسل پاک میں سلسلہ وار چاروں باپ بیٹے صحابی رسول ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ حضرت ابوعتیق صحابی ان کے والد حضرت عبد الرحمن صحابی اور عبد الرحمن

والد حضرت ابوبکر صدیق صحابی اور حضرت ابوبکر صدیق کے والد حضرت عثمان ابوقحافہ بھی صحابی رسول تھے۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی خطیر نفری میں سے ایسا عادت مند کوئی بھی صحابی نظر نہیں آتا۔ جس کی چار نسلیں بلا فصل صحابیت کے شرف سے فیض یاب ہوں۔ ویسے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دس صحابہ کرام میں پہلے نمبر پر ہیں۔ انیس عَشْرَةَ مُبَشَّرَةٌ بِالْجَنَّةِ کہا جاتا ہے۔ یعنی دنیا میں ہی جن کو جنت کی خوشخبری دے دی گئی۔ ۱۔ حضرت ابوبکر صدیق ۲۔ حضرت عمر بن خطاب ۳۔

۴۔ حضرت عثمان بن عفان ۵۔ حضرت علی بن ابی طالب ۵۔ حضرت زبیر بن عوام

۶۔ حضرت سعید بن زید ۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ۸۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ

۹۔ حضرت ابوسعیدہ بن جراح ۱۰۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

☆ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تمام ادوار سابقہ و موجودہ اہل سنت و

اعت سمیت تمام کامتنفقہ فیصلہ ہے۔ کہ انبیاء کرام کے بعد سب سے اعلیٰ درجہ سیدنا ابوبکر

صدیق کو نصیب ہے۔ گو دور حاضر کے کچھ بد قسمت لوگ سیدنا ابوبکر صدیق سمیت کئی

صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (اَلْجِبَاؤُ بِاللّٰهِ) درحقیقت ایسے

ان اچھا ایمان ضائع کرتے ہیں۔ اور وہ سب دُشمن و لعن طعن واپس ایسے لوگوں کے منہ پر

ن پڑتی ہے۔ دور حاضر کے کلمہ بلا فصل پڑھنے والوں کے تحقیق نے اپنی کتاب جلاء

الانوار فارسی مطبوعہ ایران میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و سیدہ عائشہ صدیقہ رضوان

اللہ علیہم کو بہت سے مقامات پر کافر بھی لکھا ہے اور لعنت بھی بھیجی ہے۔ اَلْجِبَاؤُ بِاللّٰهِ۔

لوگ ویسے تو خود کو مومن کہتے ہیں لیکن حقیقت کیا ہے؟ حضرت ابوبکر و عمر و سیدہ عائشہ کے

ایمان اور تقویٰ کی گواہی قرآن نے وضاحت سے ذکر کی ہے۔ ان پاک ذاتوں کو کافر

کہنے والا قرآن کا منکر اور قرآن کا منکر مُجِيبِ اَہْلِیَّتِ نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۶۳:- عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ نَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَصَدَّقَ وَوَأَفَّقَ ذَلِكَ عِنْدِي مَا لَا فَقُلْتُ الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبِقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا أَبْقَيْتَ لَا هَلْكَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ وَأَنْتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لَا هَلْكَ فَقَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ قُلْتُ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْئِي أَبَدًا زَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُو دَاوُدَ (ص ۵۵۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ میرے پاس اس دفعہ کافی مال تھا۔ میں نے کہا کہ آج ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بازی جیت لوں گا۔ تو میں نے اپنے کل مال سے نصف مال اٹھایا اور لا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ مدنی بحوالہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا (اے عمر) کتنا مال لائے ہو؟ میں نے عرض کیا کل مال سے نصف مال لایا ہوں۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا کل مال لا کر رکھ دیا تھا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ابو بکر یہاں کتنا مال لائے؟ اور اپنے گھر والوں کیلئے کتنا چھوڑ آئے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اپنے اہل و عیال کیلئے میں اللہ و رسول چھوڑ آیا ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی بھی

محلے میں سبقت نہیں کر سکتا۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔  
ح حدیث:- یہ حدیث پاک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عظیم خصائل و فضائل و کمالات کا حسین مرقع ہے۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ جس کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ اور اس حدیث میں نہایت قابل قدر الفاظ یہ ہیں۔ (لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا)

۱ ابْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ :- کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر اگر کوئی ابدی مدنی دولت ہے تو وہ اللہ و رسول کی ذات۔ مکہ سے مدینہ ہجرت کی تیاری کرتے وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں لا کر رکھ دیے اور عرض گزار ہوئے۔ یہ آپ کی ملکیت ہے آپ جہاں چاہیں بٹھا فرماتے جائیے۔ شیخ رسالت کے بے مثال پر دانے تھے۔

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ۔ (پ ۲۸ سورہ حشر)

ترجمہ:- کسی بھی اُمت کا کوئی فرد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کو نہیں پاسکتا۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ کوئی بھی فرد کائنات ایسا آدمی نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ حضرت ابو بکر صدیق کیلئے ترقی و درجات کی دعا نہیں کرتا۔



## ﴿ فضائل خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ﴾

حدیث نمبر ۶۲:- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبْنِي جَنْهَلٍ عُمَرَوْنِ بْنِ هُشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَعَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ ثُمَّ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ظَاهِرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

(ص ۵۵۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَاهُ التَّبِیْهِيُّ فِي دَلَائِلِ النَّبُوَّةِ (ص ۵۵۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی۔ اے اللہ ابو جہل عمرو بن ہشام سے یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسلام کا بول بالا فرما۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ علی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے پھر مسجد حرام خانہ کعبہ میں کھلم کھلا نمازیں ادا ہونے لگیں۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی میں اور امام ترمذی نے روایت کیا (ص ۵۵۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:- حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

بول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حق بیان کرنے کیلئے حضرت عمر بن خطاب کی زبان کا انتخاب فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل ۱۰۰۰ میں روایت کیا ہے۔

ترجہ حدیث:- ان دونوں احادیث میں اہم ترین نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ حق کا بول بالا ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک کسی بھی رنگ میں اللہ والوں ہی سے منسلک رہا ہے۔

۲۔ حق کے بول بالا کیلئے اللہ کا نبی اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے نام لیکر کسی ایک کو مانگ لے اور اللہ تعالیٰ مطلوبہ شخصیت کو منتخب فرما کر نبی کے قدموں میں لا کر دولت ایمان سے مالا مال فرماتے ہوئے بیان حق کیلئے ترجمان مقرر فرمادے۔ ایسی مسلمہ منتخب شخصیت سے عداوت کرنے والا ایماندار کیسے ہو سکتا ہے؟

۳۔ ایمان عمر سے پہلے مسلمانوں کو مشرکین مکہ کی طرف سے مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جو ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کو ساتھ لیکر مسجد حرام (کعبہ شریف) میں علانیہ طور پر نمازیں ادا دلائیں۔ یہ تھا مقام عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا۔ اور اس عظیم شرف کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بارگاہ مصطفوی **عَلَيْهِ صَاحِبُهُمَا أَلْفُ أَلْفٍ نَجِيَّةٍ** بارگاہ ایزدی جَلَّ جَلَالُہُ سے فاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) کا لقب عنایت ہوا۔ جب سے آپ کی شناخت و مرتبت کا طرہ امتیاز فاروق اعظم کے لقب سے منسلک رہا ہے۔ ۴۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اللہ و رسول کی طرف سے حق اور سچ کا ترجمان منتخب ہونے پر پورے افراد کائنات کی مبارکبادیاں بارگاہ حق میں قبول ہوں آمین

☆ نبوت کے چھٹے سال ستائیس سال کی عمر میں پچاس آدمیوں اور تیس عورتوں کے ایمان لانے کے بعد ایمان لائے۔ جبکہ پچھلے دن شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بَعْمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَوْ بِعُمَرُ وَبْنِ هِشَامٍ اَبِي جَهْلٍ (ص ۹۱ الصواعق المحرقة)

ترجمہ:- اے اللہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا عمرو بن ہشام ابو جہل دونوں میں سے ”جو تجھے پسند ہو“ ایک کو ایمان کی دولت عطا فرما کر اسلام کا بول بالا فرما۔  
 نکتہ:- اس قسم کی منفرد امتیازی فضیلت سے خلافت کی اولیت یا افضلیت کا یقینی فیصلہ کرنا شریعت اسلامیہ میں غیر معتبر ہے۔ خلافت کی اولیت یا افضلیت اجماع اُمت پر منحصر ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ صدیوں تک بھی حل نہ ہو سکے گا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاروں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک کے انفرادی امتیازی فضائل سامنے رکھ کر خلافت کی اولیت کا مسئلہ ہرگز حل نہیں ہو سکے گا۔ مگر اجماع اُمت ہی ایک ایسا اصول ہے جو تمام الجھنوں کی سلجھن پیش کرتا ہے۔

☆ اسی اسلام کے ابتدائی دور ابتلا مکہ شریف میں ایمان لانے والوں اور پہلے کرنے والوں میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سابقین اولین میں شامل ہونے کا اثر عظیم فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ جیسا کہ کلام الہی پارہ نمبر ۱۱ رکوع نمبر ۲ گواہ ہے۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (پارہ نمبر ۱۱ رکوع ۲)

ترجمہ:- مہاجرین اور انصار میں سے ایمان لانے میں پہل کرنے والوں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ہمیشہ رہنے والے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں۔ جن میں نہریں چلتی ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (پارہ ۱۱ رکوع ۲)

آ آں پاک کی متعدد آیات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ اور اکثر ان آیات کے نزول سے قبل اللہ تعالیٰ فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بان حق ترجمان پر ان آیات کے مفہوم کا اظہار کر دیتا تھا۔ مثلاً پردہ کی فرضیت اور مانائے عمر رضی اللہ عنہ۔ سیدہ عائشہ صدیقہ اور انکی برأت و پاکدامنی کی آیات اور بدر کے مہدیوں کا فیصلہ خداوندی اور زبان عمر رضی اللہ عنہ۔

﴿فضائل خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ﴾

بش نمبر ۶۵:- عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حُزَيْنٍ الْقَشِيرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ الدَّارِجِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ أَنَشِدُكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعَذَّبُ غَيْرَ بئرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِي بِشِيرِ رُوْمَةَ يُجْعَلَ ذَلْوَةٌ مَعَ دَلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ

لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَأَشْتَرِيَتْهَا مِنْ ضَلْبٍ مَالِي وَالْيَوْمَ  
تَمْنَعُونَنِي أَنْ أَشْرِبَ مِنْهَا ..... الخ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ  
وَالنَّسَائِيُّ وَالْإِسْنَادُ قَطْنِي (ص ۵۶۲ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں وہاں موجود تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی چھت سے آواز دے کر کہا ”لوگو! اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں پتہ ہے کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لائے تو پینے کیلئے سوائے بئیر رومہ کنویں کے پانی کے بیٹھے پانی پینے کا کوئی وجود نہ تھا۔ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا سب کے استعمال کیلئے بئیر رومہ کنویں کو خرید کر کون آزاد کرے گا؟ جس کے بدلے اسے جنت ملے گی۔ تو میں نے اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے اسے آزاد کیا جبکہ مجھے وہاں سے آج پانی پینے کی اجازت نہیں۔ اور میں نمکین کھار پانی پی رہا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے دوسری بات دریافت فرمائی۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر تمہیں پوچھتا ہوں۔ کہ ہجرت کے بعد مسجد نبوی کی جگہ تنگ تھی۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ مسجد نبوی کے پڑوس میں فلاں آدمی کے گھر کی جگہ خرید کر مسجد نبوی کیلئے کون وقف کرے گا۔ جس کے بدلے اسے جنت کی خوشخبری مبارک رہے۔ میں نے اپنی گرہ سے رقم دے کر جگہ خریدی اور مسجد کیلئے وقف کر دی۔ تو آج تم مجھے مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ جلّ جلالہ کی ذات کی اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ نبی پاک صلی

علیہ وآلہ وسلم ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں چاروں کو دشمن پر جب ہے تو پہاڑ نے جنبش کی اور بالائی حصہ سے کچھ پتھر لڑھک کر پہاڑ کے دامن میں نیچے جا سے۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے پہاڑ سکون کر اس وقت تجھ پر نبی اور ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ تو سب نے کہا آپ نے سچ کہا۔ حضرت عثمان نے فرمایا خدا کی قسم سب نے گواہی دے دی۔ رب کعبہ کی قسم میں اس وقت شہید ہوں۔ تین مرتبہ یہی الفاظ دہرائے۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے روایت کیا۔ (ص ۵۶۲ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ح حدیث:- سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ ہم اسلام لانے والوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ اور کوشش کے بعد بار بار رسالت میں حاضر ہو کر مکہ شریف میں مشرف باسلام ہو گئے۔

ساحِبُ الْهَجْرَتَيْنِ :- یہ لقب بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ یعنی عام اور ایمان کی خاطر آپ نے اپنا اصل گھربار، مال و متاع اور وطن و مرتبہ چھوڑا۔ ہجرت:- اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مکہ چھوڑ کر ملک مدینہ کی۔

ی ہجرت:- پھر حبشہ سے دس سال بعد سیدہ رقیہ رضوان اللہ علیہا کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

بدن:- اسلام کی پہلی بڑی جنگ، جنگ بدر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف اس وجہ سے شامل نہ ہو سکے کہ آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھیں۔ نادر داری کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو مدینہ شریف میں



رہنے کا حکم دیا کہ جنگ بدر میں شامل نہ ہوں۔ جنگ بدر کے موقع پر صاحبزادی رسول رقیہ کا وصال ہو گیا۔ تو حضور علیہ السلام نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ علیہا کو حضرت عثمان غنی کے نکاح میں دے دیا۔ یہیں سے ذوالنورین کا لقب عطا ہوا یعنی نبی کے دونوں نظر کے سر تاج حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔

### ﴿جنت پیسوں سے مول خریدی﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین دفعہ پیسے دے کر جنت خریدی۔

۱۔ بیٹھے پانی کا چشمہ خرید کر وقف کر دیا۔

۲۔ مسجد نبوی کی توسیع کی خاطر مسجد کا قریبی رہائشی مکان مالک سے خرید کر فی سبیل مسجد نبوی کے نام وقف کر دیا۔

۳۔ غزوہ تبوک کے موقع پر چھ سوانٹ اور ایک ہزار اشرفی خرچ کر کے تیسری مرتبہ خریدی۔ جبکہ احادیث کے صاف الفاظ ہیں۔ ”حضرت عثمان جنتی ہے خواہ کوئی عمل

یا نہ کرے“ مَا ذَا عَلَيَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ

ہجرت کے چھٹے سال صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور شافع روز جزاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام سے بیعت عام فرمائی۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ضروری مہم پر بھیج رکھا تھا۔ تو حضور علیہ السلام نے صحابہ سے بیعت لیکر فراغت پر اپنا ایک ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا۔ ”یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اور یہ عثمان میری بیعت کر رہا ہے۔ اور اپنے دوسرے ہاتھ مبارک پر وہ ہاتھ رکھ دیا۔“ اس نے اس منظر کو قرآن پاک (پ ۲۶ سورہ فتح) میں یوں بیان فرمایا۔ ”یا رسول اللہ

میک وسلم جنہوں نے آپ کے ہاتھ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر بیعت کی یہ میرا ہاتھ تھا۔ انہوں نے مجھ سے بیعت کی ہے“

یہ ایمان افروز جلوہ کچھ اس طرح ہوا۔ کہ عثمان کا ہاتھ نبی کا ہاتھ اور نبی کا ہاتھ اللہ جل جلالہ کا ہاتھ۔ اتنی بڑی شان والا حضرت عثمان کا ہاتھ تھا۔ تب ہی تو اسی ہاتھ سے یعنی حضرت عثمان کے ہاتھ سے قرآن جمع کر دیا۔ جو موجودہ ترتیب پر مسلمانان عالم کے ہاتھوں اور سروں میں تشریف فرما ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرا عثمان ایسے ستر ہزار آدمیوں گنہگاروں کو قیامت کے دن بخشوائے گا جن پر جہنم کی سزا لازمی ہو چکی ہوگی۔ يَشْفَعُ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا كُلُّهُمْ اِسْتَوْ سَبُو النَّارَ (الصَّوَاعِقُ الْمُخْرِقَةُ)۔ حضرت عثمان تیسرے خلیفہ راشد عشرہ میں شامل صاحب الحجر تین صاحب شرف يَدْ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيهِمْ۔ دنیا۔ مال کے عوض تین دفعہ نبی پاک سے جنت خریدنے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سیدہ رقیہ و سیدہ ام کلثوم کے سر تاج رضی اللہ عنہ۔

## ﴿فضائل مولائے کائنات حیدر کرار رضی اللہ عنہ﴾

حدیث نمبر ۶۶:- عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَنْ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالِي عَلِيٍّ وَفِي رَوَايَةٍ غَادٍ مَنْ غَادِي عَلِيًّا رَوَى مِنَ الصَّحَابَةِ ثَلَاثُونَ فَالْحَدِيثُ مُتَوَاتِرٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ (صفحہ ۳۲۴ جلد ۲ کشف الخفاء اسماعیل بن محمد مجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ)

ترجمہ:- سیدنا زید بن ارقم و سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہما سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ اے اللہ جہ سے پیار کرے تو بھی اس سے پیار کر اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ صحابہ کرام میں سے میں جلیل القدر صحابہ کرام نے اس حدیث کو نبی پاک صلی اللہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔ تو یہ حدیث متواتر و درجہ رکھتی ہے۔ اسے محدث امام احمد بن حنبل حاکم اور ترمذی نے ذکر کیا۔

شرح حدیث:- یہ حدیث پاک سند اور متن کے لحاظ سے نہایت مضبوط اور اصول حدیث کے زاویے کے مطابق بڑی بلند پایہ احادیث میں سے تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہے۔ حدیث پاک میں تین مضمون خود بخود ظاہر و باہر ہیں۔

۱۔ لفظ مولیٰ اور اس کی وضاحت ۲۔ مولیٰ علی سے دوستی ۳۔ مولیٰ علی سے دشمنی۔

۱۔ لفظ مولیٰ کا معنی:- نوکر۔ غلام۔ سردار۔ خلیفہ۔ جانشین۔ نائب۔ مالک۔ ستر کے لگ بھگ مولیٰ کے معنی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن دورِ حاضر کے کچھ جاہل لوگ معنی کرتے ہیں پہلے خلیفہ۔ حالانکہ لغت کی کسی بھی کتاب میں لفظ مولیٰ کا معنی پہلا خلیفہ نہیں ہے۔ مولیٰ مشکل کشا نائب رسول بھی ہیں خلیفہ برحق امیر المؤمنین بھی ہیں۔ سردار مالک اور آقا قائد اعظم بھی یہ سب کچھ مسلم لیکن پہلا خلیفہ مولیٰ کا ترجمہ کسی عربی لغت میں نہیں ہے۔

۲۔ مولیٰ علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے دوستی اور عقیدت اور پیارا ایمان کی علامت ہی نہیں ہے۔ بلکہ علی کی محبت ایمان کی جان ہے۔ جس کو مولیٰ علی سے محبت اور پیار نہیں اس کے غلام اور ایمان کا اعتبار نہیں۔ جس کے ایمان کا اعتبار نہیں اس کے پیچھے امامت میں اقتداء کرنا نماز پڑھنا حرام ہے۔ جس کے ایمان کا اعتبار نہیں اس کی قیادت میں اسلامی ریاست کے ضروری کام نمٹانا یا لوگوں کے فیصلے کرنا یا قاضی القضاۃ بننا اللہ و رسول سے کھلی بغاوت ہے۔ اور جس کے ایمان کا اعتبار نہ ہو اس کی امامت و قیادت و خلافت کے خلاف علم بغاوت نہ کھڑا کرنے والا اللہ و رسول کا دشمن ہے۔ چونکہ مولیٰ علی مشکل کشا اللہ اور دل کے محبوب تھے۔ اور انہوں نے سابقہ تینوں خلیفوں کی خلافت راشدہ میں کوئی بھی اہل یا علم بغاوت بلند نہیں کیا۔ اس لیے یہ بات مسلم رہی کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان میں کی خلافت راشدہ حق تھی۔ جس پر ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک مہر حیدری خیرت رہی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب و کرامات اتنی شرت سے وارد ہیں کہ کسی صحابی یا غیر صحابی کی عظمت شان اس حد تک نہیں پہنچی۔ قرآن و احادیث کی ایک صد سے زائد آیات کریمہ مولیٰ مشکل کشا کے حق میں نازل ہوئیں۔ نبی پاک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی سے محبت ایمان کی علامت اور علی سے عداوت کفر کی علامت ہے۔ علی کے چہرے کی زیارت خدا کی عبادت جس محفل میں حب علی کی شرکت نہیں۔ وہ محفل بے کار جس شعبہ حیات میں حب علی کا حقیقی مقام قائم نہیں وہ زندگی تو کیا موت سے بھی بدتر۔

☆ جو خلافت یا قیادت یا سیاست یا شرافت علی کی رضا کے خلاف ہے۔ ایسی خلافت یا قیادت کو لاکار کے علم بغاوت لئے مقابلے کیلئے میدان میں آکر برسرِ پیکار نہ ہونا حیدری قوت کے صاف چہرے پر ایسا بد نما گند ادغ ثابت ہوگا۔ جس گندے داغ کو مٹانے کیلئے تمام جہانوں کے سمندروں اور دریاؤں کا پانی ناکافی ہوگا۔ مولیٰ مشکل کشا رضی اللہ عنہ کی تمام مبارک زندگی میں پہلے تینوں خلیفوں کی خلافت اور قیادت حق تھی۔ اسی لئے حیدر کزار نے سابقہ خلافت راشدہ کے کسی بھی دور میں کوئی محاذ آرائی یا جنگ نہ کی۔

﴿خلافت امام الانبیاء اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ﴾

خلافت امام الانبیاء ایک خصوصی دعوت حق تھی جس دعوت کے میزبان مولیٰ علی مشکل کشا تھے۔ مہمانوں کو پہلے فارغ کرنا یہ میزبان بالخصوص تہما حق کا پہلا بنیادی فریضہ ہے۔ میزبان گھر والے محفل والے پر وگرام والے گھر کے مالک مہمانوں سے خود کو مقدم نہیں رکھا کرتے۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک چوبیس سال کے زائد عرصہ کے دوران ان تینوں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ کے خلاف مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے بغاوت نہ جھنڈا کھڑا کیا ہو یا کہیں لڑائی قتل و غارت ہوئی ہو۔ کتب ہائے حدیث و تفسیر میں کہیں ایک لفظ بھی موجود نہیں۔

۱۔ خلافت راشدہ کے پہلے تینوں خلفائے راشدین (ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم) کی خلافت میں چوبیس سال سے زائد عرصہ تک ان کے پیچھے مولیٰ علی کا نماز پڑھنا اور کسی قسم کا منفی یا باغیانہ انداز میں کسی قسم کا علم بغاوت نہ کھڑا کرنا اور سابقہ چوبیس سال میں سے اکثر زمانہ قاضی القضاۃ رہنا پہلے تینوں خلیفوں کے منصب خلافت پر حیدری نمبر مدابق ہمیشہ سے مُسلم رہی ہے۔

علی کیلئے نبی کی دعا

اِنِّیْ وَاقِفٌ اَسْرَارُكَ فِیْ صَلٰی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مولائے کائنات حیدر کزار رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَدْرِ الْحَقَّ مَعَ عَلٰی حَيْثُ دَارَ (الصَّوَابِقُ الْمُخْرِقَةُ)۔ ترجمہ: اے اللہ علی جدھر پھر جائے حق کو اُدھر پھیر دے۔ اُنفل کلمہ پڑھنے والوں کے منہ پر ایسا طمانچہ اور کسی طرف سے نہیں پڑے گا۔ علی صحابہ کے گرویدہ اور صحابہ علی کے گرویدہ۔ دورِ حاضر کے اسلام دشمن عناصر بلا وجہ یہ تاثر قائم کرتے پھر رہے ہیں۔ کہ حب علی اور حب اہلبیت رکھنے والے نبی کے صحابہ کو نہیں مانا کرتے اور نہ ان سے محبت رکھنے کا کوئی حق ہے۔ جب اہلبیت اطہار نے مولیٰ علی سمیت پہلے تینوں خلفائے راشدین کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد مولیٰ مشکل کشا اور اہلبیت طہار کے فیصلے نہ ماننے والا ایمان دار کیسے ہو سکتا ہے؟ مولیٰ علی مشکل کشا کا چوبیس سال کے عرصہ میں پہلے خلفائے راشدین میں سے کسی ایک کے پیچھے صرف ایک نماز پڑھنے۔ تمام خلافت راشدہ کا تیس سالہ دور بے داغ ہو جاتا ہے۔

۲۔ مولیٰ علی و اہلبیت علیہم رضوان سے دشمنی ایمان کیلئے سم قاتل سے بڑھ کر ہے۔ اہل امت جماعت بفضلہ تعالیٰ اہلبیت حیدر کزار سمیت تمام آل رسول سے کامل محبت رکھنے



والے ہیں۔ نفل ہوں یا سنت واجب ہو یا فرض عبادت ہر دو رکعت کے بعد آل رسول اہل بیت پر درود پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں۔ اور پڑھتے ہیں۔ اکثر و بیشتر اہل بیت آل رسول کے مختلف تہواروں پر ایصالِ ثواب اور ان کے نام کی محفلیں قائم رکھنے میں زہر دست جوش اور دلولہ رکھتے ہیں۔ لہذا اہل بیت و اہل بیت و حسب صحابہ کے یکساں طور پر گردیدہ اگر ہے تو صرف اہل سنت و جماعت بریلوی مسلک ہی ہے۔ دور حاضر میں آل رسول سے دشمنی رکھنے والے ایک تو کلمہ بلا فصل پڑھنے والے ہیں۔ رخصوں نے اہل بیت کے بنیادی فیصلوں کو تسلیم نہیں کیا۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو فیضانِ اہلبیت اور ان کی روحانیت کے منکر ہیں۔ کہ اہل بیت عظام کو مخلوق کا لحاظ و ادائی یا ہر دکھ کا مداوی ماننے سے انکاری ہیں۔

### ﴿کلمہ بلا فصل پڑھنے والوں سے یہودیت و نصرانیت کا طرہ امتیاز﴾

دور حاضر کے یہودیوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب یہودیت میں سب سے اعلیٰ لوگ کون ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ (وہ افراد جو اپنے نبی کے جانشین اور خلیفے بنے) عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب عیسائیت، نصرانیت میں سے اعلیٰ لوگ کون ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کرام اور ان کے خلیفے جانشین۔

دور حاضر کے کلمہ بلا فصل پڑھنے والوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب میں سب سے بڑھ کر گمراہ اور بے دین اسلام کے دشمن کون لوگ ہیں؟ تو انہی کلمہ بلا فصل پڑھنے والوں کی اکثریت جواب دے گی۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام اور خلیفے ایسے لوگوں کا ایمان تو دیکھو ان کے مقابلے میں اپنے نبی کے جانشین صحابہ کرام کی عقیدت

میں یہودی اور عیسائی بھی ان کی نسبت بازی جیت گئے۔

### ﴿سورج کی مغرب سے واپسی۔ نبی کا معجزہ علی کی کرامت﴾

حدیث نمبر ۶۷۷: عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُقَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلَى فَخِذِ عَلِيٍّ حَتَّى سَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ إِنِّي أَصْلَى الْعَصْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ عَلِيًّا اخْتَبَسَ بِنَفْسِهِ عَلَى نَبِيِّهِ فَرَدَّ الشَّمْسَ عَلَيْهِ لَأَلْتُ أَسْمَاءَ فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتَّى وَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَتَوَضَّأَ وَ صَلَّى الْعَصْرَ وَ ذَاكَ بِالصُّهْبَاءِ بِخَيْبَرَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَ مُلَّا عَلِيُّ الْقَارِي وَ الْعَيْنِيُّ فِي عُمْدَةِ الْقَارِي وَ ابْنُ حَجَرٍ فِي فَتْحِ الْبَارِي وَ الطَّبْرَانِيُّ وَ الْحَاكِمُ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ السُّيُوطِيُّ

(ص ۳۵۳ جلد ۱، كشف الخفاء اسماعیل بن محمد مجلونی)

مذہب۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ران مبارک پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔

یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری عمر کی نماز قضا ہو گئی۔ ابھی اوائلیں کی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ”اے اللہ تیرے مقبول بندے مولیٰ علی نے اپنی ذات کو میرے لئے وقف کر دیا۔ تو علی حیدر و صغیر کیلئے سورج واپس لوٹا دے۔“ راویہ حدیث حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ سورج اتنا واپس نمودار ہو گیا کہ پہاڑ اور زمین روشن ہو گئے۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے وضو کر کے نماز عصر ادا کی اور یہ واقعہ خیبر کے علاقہ واوی صحبہاء میں واقع ہوا۔ اس حدیث کا محدثین کی ایک جماعت امام طحاوی اور قاضی عیاض اور ملا علی قاری علامہ عینی نے عمدۃ القاری اور علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور علامہ سیوطی نے روایت کیا۔ (ص ۳۵۳ جلد ۱، کشف الخفاء اسماء عیال بن محمد بخاری متوفی ۱۱۶۲ھ)

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد فضائل نبوت و ولایت مذکور ہیں۔

☆۔ سب سے بڑی خوبی نبی پاک کا معجزہ اور علی کی کرامت جنہوں نے اپنی نماز عصر اپنے آقا بچپال کے سکون پر قربان کر دی۔ ویسے تو فرائض و قوانین اسلامیہ کی قربانی کسی بھی چیز یا ذات پر نہیں دی جاسکتی۔ البتہ محبوب خدا شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ایک ایسی منفرد بے مثال ذات ہے۔ جو کہ فرائض اسلامیہ کی حقیقی بنیاد اور لپٹ کباب ہونے کے حوالے سے ان میں یہ اہلیت موجود ہے۔ کہ اگر کوئی پروانہ شمع رسالت عاشق رسول اللہ کی رضا کی تلاش میں اُن کے حکم سے فرض نماز قضا کر لے۔ تو وہ نماز قضا ہونے کی وجہ سے ناقص مضمور نہ ہوگی بلکہ اکمل ہوگی۔ جیسا کہ حدیث نمبر پچاس (۵۰) حضرت سعید بن معنی صحابی رسول کی حدیث پاک سے واضح ہے۔ حالانکہ اس کے برعکس کسی سے نماز قضا

جائے تو اس کی نماز ناقص ہی رہے گی۔ لیکن یہاں قدرتِ رسول عربی و ولایت علی کا راجح مقصود ہے۔

☆۔ اس مقام خیبر کی واوی صحبہاء میں سورج کی واپسی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور مولیٰ علی کی بے مثال کرامت ہے۔ غیر نبی کیلئے سوائے مولیٰ علی کے بطور کرامت سورج کی واپسی آج تک معرض وجود میں نہیں ہے۔ اللہ کے نبی کی بات تو دراء دراء ہے۔ کسی دلی کی عظمت کو دوبالا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے قدرتی نظام میں ہر قسم کی تبدیلی کر سکتا ہے۔ ”لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ“

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ و رسول کے محبوب ہیں﴾

اور اللہ و رسول علی کے محبوب ﴿

حدیث ایضاً:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا عَطِيقَ هَذَا الرَّأْيَةِ (عَدَا) رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَفِي رِوَايَةٍ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَحَبَّبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ قَالَ فَتَسَاوَرَتْ لَهَا رَجَاءٌ أَنْ أَدْعِيَ لَهَا قَالَ قَدْ عَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَفِي رِوَايَةٍ وَكَانَ فِي عَيْنَيْهِ رَمَدٌ فَبَصُقَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ فَبَرَأَ فَأَعْطَاهُ الرَّأْيَةَ أَيَّهَا وَقَالَ إِمْسِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَمَّ  
يَفْتَحِ اللَّهُ عَلَيْكَ قَالَ فَسَارَ عَلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْمِ  
فَصَرَخَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمْ عَلَيَّ مَاذَا أَفَاءَ  
النَّاسِ قَالَ قَاتِلُهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ وَاللَّهُ  
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ  
وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابَتِهِمْ عَلَيَّ إِلَّا

(ص ۲۷۹ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خیبر کے روز فرمایا میں کل اس آدمی کو جہنم عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے پیار کرتا ہے۔ اور اللہ و رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ہاتھوں (قلعہ قوص از قلعہ خيبر) فتح فرمائے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سرداری یا قیادت کی میں نے کبھی تمنا نہیں کی لیکن اس دن میرے دل میں شدید حرص و تمنا تھی کہ کل سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح مجھے بلا کر جہنم عطا فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اگلے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بلا یا جب کہ اس وقت آپ کی آنکھ مبارک میں شدید ورم اور درد تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ علی کی آنکھ میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو جہنم عطا کرتے وقت فرمایا جاؤ رواں دواں چلتے جاؤ اور پیچھے مڑ کر مت دیکھنا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح نصرت عطا فرمادے۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کچھ قدم چل کر پیچھے دیکھے بغیر کھڑے ہو کر

سے آواز دی یا رسول اللہ میں کس بات پر کافروں سے لڑائی کروں؟ آپ نے فرمایا تک وہ خدا کو ایک وحدہ لا شریک نہ مانیں اور میری رسالت کا اقرار نہ کریں۔ اس تک کافروں سے لڑتے جائیے۔ جب وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں تو انہوں نے مال اور اپنی جائیں اسلام کی تلوار سے محفوظ کر لیں۔ مگر اسلام کے حق کی خاطر (ان کا مال اور جان ضائع کیا جاسکتا ہے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

(ص ۲۷۹ جلد ۲، مسلم شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں تفصیلاً تو بہت زیادہ حقائق و دقائق ہیں۔ لیکن اجمالاً چند امور نہایت قابل ذکر پیش خدمت ہیں۔

۱۔ اخبار بالغیب۔ یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے دن کی غیب کی اعلان فرمایا۔ حدیث کے یہ الفاظ لَا غُطِّيَنَّ الرَّأْيَةَ غَدًا ..... يَفْتَحِ لِلَّهِ عَلَيَّ يَدِيہ میں کل اس کو جہنم عطا کروں گا۔ جس کے ہاتھوں یہ خیبر کا قلعہ فتح ہو جائے گا۔

۲۔ فضائل حیدر کرار کے تمام فضائل کو سمندر در کوزہ کر کے فرمادیا۔ جوامع الکلم صفت ۱۰۱ کا کمال اظہار فرمادیا۔ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ - وَ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ یہاں شہسوار عالم ہوگا۔ (جس کو کل میں جہنم عطا دوں گا) وہ اللہ و رسول کا محبوب ہوگا۔ اللہ و رسول اس کے محبوب ہو گئے۔

۳۔ اللصیت و خلوص فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی امارت و قیادت کی کبھی وائش نہ رہی سوائے اس روز فتح خیبر کے کہ اس میں ایک عظیم خوبی اور کمال تھا۔ کہ وہ علبرہ اللہ و رسول کا محبوب اور اللہ و رسول اس کے محبوب ہو گئے۔ اس قرب خداوندی و قرب



رسول سے شانِ محبوبیت کے جلوے سے منسلک ہونے کی اضافی عظیم نعمت میں اس کی امارت و قیادت کی امنگ ہوئی۔ ورنہ فاروق اعظم سرداری و قیادت کے اپنی طرف سے خواہش مند نہ رہے۔

☆۔ نبی پاک نے جو لعابِ دہن (تھوک مبارک) حضرت ابوبکر صدیق کی ایزی پناہ سانپ کے زہر سے شفاء دی۔ وہی لعاب مبارک حضرت علی کی آنکھ میں ڈال کر دردِ شفاء دی۔ تبرکاتِ نبویہ کی نشان دہی مُسلم رہی۔

☆۔ فاتحِ خیبر حیدر۔ قلعہ قوص کا دروازہ (لوہے کا) شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے اکھاڑ کر سے ڈھال کا کام لیا۔ جب قلعہ فتح ہو گیا تو آپ نے دروازہ نیچے پھینک دیا۔ بڑھ کر آدمیوں نے اٹھانا چاہا اٹھانہ سکے۔ اسے کہتے ہیں حیدری قوت۔

### شَاهِ مَرْدَانِ شَیْرِ یَزْدَانِ قُوْتِ پَرُوْرْدِ گَارِ

لَا فِتْنَى إِلَّا عَلٰی لَا سَیْفٍ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ

یہ ہیں اسد اللہ الغالب اللہ کا شیر۔ اللہ کے شیر نہ ڈرا کرتے ہیں، نہ بکا کرتے ہیں۔ جنگل شیر کسی سے ڈر سکتا ہے۔ لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ کا شیر کسی سے ڈر جائے۔ حق علی ساتھ، علی حق کے ساتھ۔ جو کہا حق جو کیا حق جو دیکھا حق۔ بولنا حق خاموشی حق فیصلہ حق آپ کی خلافت کا حق اگر کوئی غصب کرتا تو یقیناً آپ تلوار اٹھاتے اور شجاعت کے جواہر دکھاتے کہ ہزاروں لاکھوں کو بھی مقابلہ کی ہمت نہ ہوتی۔ اپنا حق ضرور لے لیا۔ جبکہ دورِ حاضر کے گستاخ صحابہ اپنا یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ مولای کرم اللہ وجہہ الکریم خلافت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر مرتبہ نبی پاک پر نازل ہوا۔ لیکن نبی پاک صحابہ نے خلافت پر ڈاکہ ڈالا۔ اگر یہی عقیدہ صحیح ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خانا

ن بلّا فصل کیلئے جو ستر سے زائد مرتبہ حکم الہی نازل ہوا اس پر عمل در آد کیلئے مولای علی شیرِ خدا نے کیا اقدام کیا؟ پچیس سال کسی قسم کی بالکل کوئی جواب ظنی نہ کی۔ کیا شیرِ خدا حیدر رکزار ہی شان ہو سکتی ہے؟ کلا و حاشا۔ خلافتِ بلا فصل کا عقیدہ رکھنے والے (یعنی مولای علی کا) وقت میں پہلا نمبر تھا (لوگ بیشک دین کے دشمن مولای علی مشکل کشا کے فیصلوں کے منکر ہیں۔ جب کہ آپ حیدر رکزار رضی اللہ عنہ نے انتخابِ خلافت میں (نبی پاک کے بعد) ولی فرمایا دھوکہ نہیں دیکھا تبھی تو پہلے تینوں خلفائے راشدین کی بیعت بھی کی اور انکے در خلافت میں قاضی القضاۃ بھی رہے اور انکے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں۔

الاب بحقیقاً:۔ کلمہ تو حیدر پڑھ کر مسلمان ہونے والا اپنی جان اور مال اسلام کی تلوار سے فوط کر لیتا ہے۔ لیکن اسلام کے کسی قانون یا بنیادی رکن کو توڑنے والا مسلمان اس بیعت کا حقدار نہیں ہوگا۔ مثلاً ڈاکہ مارنے والا، شادی شدہ زنا کرنے والا، ناحق کسی کو قتل کرنے والا، عظمتِ خداوندی کی خلاف یا عصمتِ انبیاء پر کفری کلمے بولنے والا اسلام کی تلوار سے اپنی جان یا مال محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اس قسم کے مجرموں پر سزائے موت اور جرمانہ فاروقیہ لاگو ہوتا ہے۔

## اہل بیت کی پاکیزگی کا ایک نمونہ ﴿﴾

حدیث نمبر ۶۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَجِلُّ لَكَ حَدِيدٌ يَخْتَبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرُكَ وَلَا التَّوَمَذِيُّ (ص ۵۶۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: ابو سعید سعد بن مالک الخدري رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور شانہ النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات حضرت علی سے فرمایا: ”اے علی تیرا میرے سوا اس مسجد نبوی سے جنبی (خواب یا بیداری میں جنسی مادہ کی خصوصی کیفیت خروج کا نام جنبی یا جنابت) ہونے کی حالت میں کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں۔“ (ص ۵۶۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث: اس حدیث میں درج ذیل امور ظاہر و باہر ہیں۔

☆ مولائے کائنات حیدر کثر ارضی اللہ عنہ کی بے مثال طہارت باطنی و ظاہری کو وائفاظ میں حضور علیہ السلام نے بیان کیا تو وہ بھی اپنی نبوت کی صفائے باطنی کے ساتھ بوط فرمادیا۔

☆ یہ بات واضح فرمادی کہ جنبی واجب الغسل آدمی ہوتا ہے۔ (لَا يَجِلُّ لَكَ حَدِيدٌ) مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اپنی ذات پاک و مولائے کائنات کی ذات ستودہ و صفات کو امتیازی انداز میں مستثنیٰ فرمادیا۔ اس بات کی تصدیق قرآن پاک میں موجود ہے

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (پارہ ۲۲، رکوع ۱) حضور سرور کائنات نے ایک دفعہ اپنے کملات میں مولائے کائنات کو داخل فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد سیدہ خاتونِ جنت تشریف لائیں۔ حضور علیہ السلام نے خاتونِ جنت کو بھی کمل میں داخل فرمایا۔ اس کے فوراً بعد حسنین رضین شہزادگان اسلام تشریف لائے تو حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ نے ان دونوں کو بھی اپنے کمل میں چھپالیا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رضی کیا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی کمل میں داخل فرمالیجئے۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا۔ تو پہلے ہی خیریت سے ہے۔ یعنی تو امام الانبیاء کی بیوی ہونے کے حوالے خیر و عافیت کے گہوارے میں ہے۔ اس کے بعد نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا (ترجمہ: اے اللہ یہ لوگ میرے گھر والے ہیں۔ ان سے ہر قسم کی نجاست دور فرما کر انہیں خوب شاکستہ آراستہ فرما۔ اس سلسلہ تطہیر میں اور بھی محافل منعقد ہوئی ہیں اور ہیں۔ اور یہ لفظ تطہیر قرآن پاک میں متعدد جگہ پر ذکر کیا گیا ہے۔ چھٹے پارے میں، شکر کرنے والے ایمان داروں سے خطاب خداوندی ہے۔ کہ وضو کا حکم تمہیں اس لئے دیا ہے۔ لِيُطَهِّرَكُمْ وَيُثِمَّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (۶۸ رکوع ۶) ترجمہ۔ (اے ایمان والو) تاکہ تمہیں پاک کر دے اور اپنی نعمت تم پر کمل کرے تاکہ تم شکر گزار بنو۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی ذات پاک فرماتے ہیں۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَكَتِبَتْ لَهُمْ بِهَا (پارہ ۱۱، رکوع ۲)

البتہ بختن پاک کیلئے یہ لفظ تطہیر نہایت خصوصی مقصد کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ کہ کا کیا  
میں ایسی ظاہری و باطنی طہارت اور کسی کتب حیات کو نصیب نہیں۔ لیکن اِنَّمَا يُرِيدُ  
اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ کے عمومی لفظی اور معنوی اشتراک سے نبی پاک  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پاکوں کو خارج سمجھنا قرآن کے انداز کلام کے سراسر خلاف  
ہے۔ کیونکہ یہ آیت تطہیر کا خطاب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پاکوں سے ہے۔  
اس آیت تطہیر سے حقیقی باطنی طہارت مراد ہے۔ ظاہری جسمانی طہارت تو ہر انسان  
حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقی باطنی طہارت اسے ہی حاصل رہے گی۔ جس کو اللہ تعالیٰ  
فرمائے گا۔ اور اس آیت تطہیر میں خطاب بھی ازواج پاک سے ہے۔ اور اس حقیقی باطنی  
طہارت میں بھی از خود شامل ہیں۔ پوری آیت کریمہ شروع از پارہ نمبر ۲۱ آخر کو ع  
أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ.... أُنِجْنَ سے لے کر آخر تک  
نمبر اپارہ ۲۲ تک ازواج پاک سے ہی لفظی طور پر خطاب موجود ہے۔

اور اس آیت تطہیر کے ان الفاظ کا نزول متعدد دفعہ ہوا۔ جس میں سے نمایاں طور پر تطہیر  
(طہارت ظاہری و باطنی) کا کامل حصہ بختن پاک ہی کیلئے ہے۔ اور یہ آیت کریمہ اپ  
تحت اللفظ ظاہری عمومی تقاضے کے مطابق چادر تطہیر کے فیض سے نبی پاک کی بیویوں  
امہات المؤمنین (تمام مومنوں کی مائیں) کو بھی خصوصی حصہ عطا فرماتی نظر آرہی ہے۔  
کیونکہ اس پوری آیت کریمہ میں جن الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے وہ ایک لفظ  
(أَهْلَ الْبَيْتِ) گھر والے۔ دوسرا لفظ ہے (نِسَاءَ النَّبِيِّ) نبی کی بیویاں۔ اور  
تیسرے نمبر پر یہ لفظ (لَسْتُنَّ - وَقَرْنَ - اتَّقَيْنَ - فَلَا تَخْضَعْنَ - وَقُلْنَ)  
یہ الفاظ جمع مؤنث مخاطب نبی کی پاک بیویاں ہیں۔ ویسے تو لفظ اہل بیت نبی پاک صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کیلئے بھی فرمایا (يَسْلَمَانِ مِنَّا  
أَهْلَ الْبَيْتِ) سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ پوری آیت تطہیر ملاحظہ ہو  
-نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ  
بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا  
وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى  
وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا  
يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ  
تَطْهِيرًا (پارہ ۲۲ رکوع ۱)

ترجمہ:- اے نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تمہیں پرہیزگاری مطلوب  
ہے تو کسی سے بات کرتے وقت اتنی نرم بات نہ کرو کہ بدخواہ آدمی کے دل میں کوئی غلط  
خیال گزرے۔ اور اچھی معتدل بات کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور سابقہ  
باہلیت کی سی سجاوٹ نہ کرو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ و رسول کی اطاعت  
کرتی رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے۔ کہ تم گھر والوں سے پلیدی دور فرما دے  
اور تمہیں ہر قسم کی پاکیزگی اور طہارت عطا فرما دے۔

خلاصہ کلام آیت تطہیر:- بے شمار اسرار و رموز والی آیت تطہیر میں واضح طور پر نبی پاک کی  
بیویاں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔ اور اس آیت تطہیر کا اتنا حصہ انما یرید  
اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیراً  
ہو صرف بختن پاک کیلئے علیحدہ بھی نازل ہوا۔ یعنی سب سے زیادہ اکمل نفیس ترین  
ظاہری و باطنی طہارت اور پاکیزگی کے مالک صرف بختن پاک ہی ہیں۔ اور دوسرے



درجہ پر نبی پاک کی بیویوں کو یہ تطہیر کامل حاصل ہے۔ جیسا کہ درج کردہ قرآن پاک کی آیت تطہیر سے خود بخود واضح ہے۔ ان کے بعد صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین و دیگر اہل بیت و غوث و قطب و اولیاء کاملین کو بھی ظاہری و باطنی پاکیزگی درجہ بدرجہ حاصل ہے۔ بلکہ ہر ایماندار کو اس کے تقویٰ کی حیثیت کے مطابق ظاہری بھی اور باطنی طہارت کا بھی مقرر حصہ ملا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ پختن پاک کی ظاہری و باطنی پاکیزگی سے دوسرے اعیان دین و ملت کے افراد کو کوئی مماثلت یا تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ پختن پاک جنہی ہونے کی حالت میں مسجد سے گزر سکتے ہیں۔ لیکن پختن پاک کے علاوہ کسی کو بھی جنہی ہونے کی حالت میں مسجد سے گزرنا سخت منع ہے۔

حدیث نمبر ۶۹:- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهَا فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ مَا هَذَا الَّذِي سَارَّكَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيتُ ثُمَّ سَارَّكَ فَضَحِكَتْ قَالَتْ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ فَبَكَيتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ مَنْ يَتَّبَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ وَفِي رَوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَهَا إِنَّكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْمَالَمِينَ أَوْ سَيِّدَةُ هَذَا الْأُمَّةِ فَضَحِكَتْ

(ص ۲۹۰ جلد ۲، مسلم شریف)

جس کا نام المؤمنین سیدہ عائشہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی صاحبِ زادی سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا کو اپنے پاس بلایا۔ اور آپ نے خاتونِ جنت سے کان میں کوئی بات کی۔ تو خاتونِ جنت رو نے لگیں۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بات ان کے کان میں کی تو خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا مسکرائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیہا نے سیدہ فاطمہ سے روئے اور مسکرانے کی وجہ پوچھی۔ تو خاتونِ جنت نے فرمایا۔ پہلی دفعہ جب سرکارِ ابد قرار نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو آپ کے وصال کی خبر تھی۔ میں رو پڑی اور دوسری دفعہ سرگوشی فرمائی تو مجھے مژدہ جانفرا عطا کیا۔ کہ آپ کے وصال کے بعد سب سے پہلے میں ان سے جا ملوں گی۔ اور تمام جہان کی عورتوں پر مجھے فضیلت عطا کر دی گئی ہے۔ اس بات پر میں مسکرائی۔

ح حدیث:- اس حدیث پاک میں اہم امور کا اظہار کیا گیا ہے۔

۱۔ نبی کو اپنی موت کا علم (فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ) ☆۔ کسی بھی محفل میں خصوصی راز کی ایسی سرگوشی کرنے کی اجازت ہے جس میں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ ☆ حضرت عائشہ صدیقہ کا اس فضیلت فاطمہ زہراء والی حدیث کی روایت کرنا خاتونِ جنت سے نہایت اہمیت کا کامل ثبوت ہے۔ ☆ سیدہ خاتونِ جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار عاجز ادویوں میں سے سب سے کم عمر لیکن شان و عظمت میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ ☆ ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”میرے دل کا ٹکرا ہے جو اسے ناراض کرے گا اس نے مجھے ناراض کیا۔ جو مجھے ناراض کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔“

**سَيِّدَةُ النِّسَاءِ**۔ پوری کائنات میں تمام عورتوں میں سے پانچ عورتیں زیادہ افضل ہیں۔  
 (۱) حضرت مریم بنت عمران (۲) حضرت آسیہ بنت مزاحم (۳) سیدہ خدیجہ الکبریٰ  
 (۴) حضرت عائشہ صدیقہ (۵) سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہن۔ ان پانچ  
 میں سے تین زیادہ افضل ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ دوسری پاک ذات  
 خاتونِ جنت حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا۔ اور تیسری سیدہ خدیجہ الکبریٰ۔  
 ان تینوں میں سے کسی ایک کی دوسرے پر افضل ہونے کی بحث کرنا ایمان کیلئے نقصان  
 ہے۔ اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ حضرت خدیجہ و اور حضرت فاطمہ الزہراء۔ تینوں  
 اپنے اپنے منفرد اتنے فضائل و مناقب اور خدا داد صلاحیتیں موجود ہیں۔ کہ کسی بھی اُمّی  
 بس کی بات نہیں کہ ان تینوں پاک ذاتوں میں افضلیت کا فرق بیان کر سکے۔ احتیاطاً  
 ائسب ہے کہ ان تینوں پاک ذاتوں کو ایک دوسری پر فضیلت دینے سے گریز کیا جائے۔  
 یوں ترتیب دے دیا جائے کہ سیدۃ النساء فاطمہ خاتونِ جنت سوائے خدیجہ الکبریٰ،  
 حضرت عائشہ کے تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار اور ان سے افضل ہیں۔ حضور شانِ  
 المنصور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سیدہ خاتونِ جنت جب بھی حاضر ہوتیں تو آپ اللہ  
 کھڑے ہو جاتے۔ اور خاتونِ جنت کے سر مبارک کو بوسہ دیتے۔ اور فرماتے فاطمہ  
 مجھے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ اور جب حضور نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہرا  
 کے پاس تشریف لے جاتے تو خاتونِ جنت فاطمہ صلوات اللہ علیہا اٹھ کر کھڑی  
 استقبال کرتیں۔ اور حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک چوم لیتیں  
 ایک اور حدیث میں ہے کہ محشر کے روز اہل محشر کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے سر جھکاؤ انکا  
 نیچی کرو۔ کیونکہ محبوب خدا کی صاحبزادی فاطمہ زہراء خوروں کے ٹھہر مٹ میں پل رہی

گزر کر جنت میں جا رہی ہیں۔  
 ان پیکرِ صدق و صفا چادرِ تطہیر کو جس کی نسبت ہو کمال عطا کو ماننے والی صنفِ نازک  
 اتین ان کی نیاز دینے والی بیبیاں ان کی پسند کو کہاں تک پیش پیش رکھ رہی ہیں۔  
 ان جنتِ صلوات اللہ علیہا کی عظیم چاہتوں میں سے ایک چاہت یہ بھی تھی کہ کسی غیر محرم  
 ان کو یا آوارہ بازی غنڈی عورت کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ فاطمہ کتنے قد کی تھیں اور جسم کی  
 ہمت کس قدر تھی۔ اسی تمنا کا آخری ثمرہ یہی تھا کہ وصال سے قبل سیدہ فاطمہ نے حکم دیا  
 کہ میرے جنازہ کیلئے پاکی نما ایسی چار پائی ہو جس پر مجھے سپر و خاک کرنے کیلئے اٹھا  
 لیجاتے وقت میرے قد و قامت و جسم کی ضخامت (جسامت) کا کسی کو بالکل اندازہ نہ  
 دے سکے لہذا اور حاضر کی خواتین خاتونِ جنت سے محبت اور عقیدت کا دعویٰ کرنے والی  
 عورتیں اپنے پردے پر نظر ثانی فرمائیں کہ ان کا پردہ کس معیار کا ہے۔

**لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ**  
**لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ**

﴿فضائل ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق

رضی اللہ عنہما﴾

حدیث نمبر ۷۰۰۰: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهَلُهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَنْتَعُونَ بِذَلِكَ مَرَضَةً رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ أَنْ نِسَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حَزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَسُودَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَصَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ وَالْحِزْبُ الْأُخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَزَيْنَبُ بِنْتُ حُجَشٍ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَلِمَ حِزْبٌ أُمُّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِمَتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَكَلِمُ النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُوْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبٍ أَمْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةُ قَالَتْ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاظِمَةً فَأَرْسَلْنَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّينَ مَا أُحِبُّ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَأَجَبْنِي هَذِهِ وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِفَاظِمَةَ يَا بُنَيَّةُ سَلِّينَهُنَّ هَلْ فِيهِنَّ مَنْ أَبُو هَا أَبُو بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(ص ۵۷۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف و عمدة التتحیق فی بشار ال صدیق)

﴿حضرت عائشہ صدیقہ کا رشتہ کس نے کر دیا﴾

ایضاً حدیث: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِنَّ جِبْرِئِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خُرْفَةٍ خَرِيرٍ خَضِرَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۵۷۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے۔ کہ جس دن حضور علیہ السلام میرے گھر تشریف لاتے۔ لوگ بڑے اہتمام سے اسی روز تحائف لا کر پیش کرتے تاکہ حضور علیہ السلام راضی ہو جائیں۔ اور صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج اصحات المؤمنین (مومنوں کی مائیں نبی کی بیویاں) کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت حفصہ بنت عمر اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت صفیہ بنت حُئی ابن اخطب اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ اور زینب بنت جحش اور دوسری تمام ازواج پاک تھیں۔ حضرت ام سلمہ سے ان کے گروہ نے کہا کہ آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہمارا مطالبہ پیش کریں۔ کہ حضور علیہ السلام لوگوں کو خبردار فرمادیں۔ کہ جو لوگ مجھے تنھے پیش کرنا چاہیں۔ میں جس گھر میں بھی ہوں جہاں بھی ہوں وہیں پیش کر دیا کریں۔ (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں میری موجودگی کا انتظار نہ کریں) تو



حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے یہی مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے عائشہ صدیقہ کے بارے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ میں کسی بھی بیوی کے بستر میں ہوں تو وحی نہیں آتی۔ سوائے حضرت عائشہ صدیقہ کے بستر کے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں۔ اس بات سے کہ میں آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔ پھر حضرت ام سلمہ کے گروہ نے سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی مطالبے کیلئے بھیجا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ”اے خاتونِ جنت کیا جس سے میں محبت کرتا ہوں تم اس سے محبت کرتی ہو؟ عرض کیا کیوں نہیں آپ نے فرمایا تو پھر آپ بھی اس (عائشہ) سے محبت کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس مقام پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میری نعتِ جگر یہ مطالبہ کرنے والی میری ان بیویوں سے پوچھوان میں کوئی ایسی بھی ہے جس کے باپ کا نام ابو بکر صدیق ہو یہ حدیث بخاری و مسلم اور عمدۃ التتحیق فی بشار ال صدیق میں ہے۔

ترجمہ حدیث ایضاً:- حضرت عائشہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ریشمی سبز رنگ کے کپڑے میں میری تصویر حضور علیہ السلام کے پاس لائے اور عرض کیا دنیا و آخرت میں یہ آپ کی (رفیقہ حیات) بیوی ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ (ص ۷۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث مبارکہ میں اور دوسرے ضروری امور کے علاوہ چند باتیں بڑی اہمیت کے ساتھ مذکور ہیں۔

☆۔ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا (رضائے مصطفیٰ) کے حصول میں ہمیشہ کوشاں رہنا سنت صحابہ ہے۔ اس حدیث کے یہ لفظ (يَتَفَقَّهُونَ بِذَلِكَ

### مَرْضَاةٌ وَشَوْلُ اللَّهِ

☆۔ ایک سے زائد بیویوں کیساتھ مساوی حیثیت میں عدل و انصاف کا تقاضا پورا کرنا۔  
☆۔ امام الانبیاء کے حضور وحیِ خدا عزَّ وَّجَلَّ کا صرف عائشہ صدیقہ کے بستر میں آنا اور کسی بیوی کے بستر میں نہ آنا۔

☆۔ جس ذات سے حضورِ محبت کریں اس ذات سے حسن عقیدت اور محبت رکھنا ہر ایمان دار کیلئے لازمی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اُمُّ الْمُؤْمِنِین کے گھر میں تھنوں اور بدیوں کا کثرت سے آنا چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا اور نبی کی پسند خداوند کریم کی پسند ہے۔ اس لئے نبی کی اس پسند کو بے انصافی نہیں کہا جاسکتا۔ اور نہ ہی اس میں دوسری پاک بیویوں کی کوئی حق تلفی تھی۔

☆۔ امتیازی قدرتی اعزاز کی وجہ سے دریافت فرمانا کہ اور بھی کوئی عورت ہے جس کے آپ کا نام ابو بکر صدیق ہے۔ عظیم عطائے خداوندی ہے۔

☆۔ رشتہ کروانے والے کی ذات پر رشتہ کی اہمیت کا انحصار ہوتا ہے۔ اور یہ رشتہ کروانے والا جبرئیل امین اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

☆۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بانی شریعت ہونے کی حیثیت سے شریعتِ طمرہ کے احکام اپنی امت کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی بھی انسان دار بیک وقت چار سے زائد بیویاں اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا لیکن بانی شریعت الی وَاٰمَنَّا صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ حضور علیہ السلام نے بیک وقت اپنے نکاح میں گیارہ بیویاں اپنے حسن

ماشرت میں داخل رکھیں۔ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آدھ منظرات کی محل

تعداد چودہ ہے۔

(۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد (۲) حضرت عائشہ بنت ابی بکر (۳) حضرت سودہ بنت زمعہ (۴) حضرت حفصہ بنت عمر (۵) حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ (۶) جویریہ بنت حارث (۷) حضرت زینب بنت جحش (۸) حضرت زینب بنت خزیمہ (۹) حضرت ریحانہ بنت یزید (۱۰) حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان (۱۱) حضرت اسماء بنت نعمان رضوان اللہ علیہن ان کے علاوہ جن سے منگنی کی بات چلی لیکن نکاح میں لانے کی نوبت ہی نہ آئی یا حقوق زوجیت ادا کرنے سے قبل یا بعد میں اُن کو فارغ کر دیا ان کے سمیت کل تعداد اٹھائیس ہے (ص ۲۱۶ جلد ۳، عمدۃ القاری شرح بخاری)

☆ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور ادائیگی حقوق زوجیت و خبر گیری کیلئے اپنی ازواجِ پاک کی باریاں مقرر فرما رکھی تھیں۔ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا کے کا شانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے تو صحابہ کرام سمیت اکثر لوگ کثرت سے تحائف لے کر آتے۔ دوسری ازواجِ پاک کا جب مطالبہ ہوا کہ لوگوں کو نبی پاک کی دوسری ازواجِ پاک کے گھروں میں بھی اسی طرح تحائف بھیجے جائیں۔ تو آپ کو یہ ناگوار گزرا۔ اور فرمایا کہ حضرت عائشہ ابوبکر کی بیٹی ہیں اور ایسی خوش نصیب عورت کوئی بھی نہیں جو امام الانبیاء کی محبوب ترین بیوی ہو اور امام الصدیقین کی بیٹی ہو۔ لہذا میری رضا کی طلب میں قدرتی جاذبیت کی وجہ سے جو لوگ کثرت سے عائشہ صدیقہ کے گھر میری موجودگی میں تحائف لاتے ہیں۔ مجھے بھی پسند ہے اس لیے کہ عائشہ صدیقہ سے میرا نکاح اور شادی کروانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی وجہ سے تحائف لانے والے صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیہا کے گھر میری موجودگی کو اور

میری رضا کی تلاش کو بھی لوگ غنیمت سمجھتے ہیں۔ جبکہ میری رضا بھی رضائے الہی ہے۔ ضروری نوٹ :- حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا کا رشتہ کروانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات اور جبرئیل امین تھے۔

بزرگ کے بہترین ریشمی رومال پر قلم قدرت سے بنائی گئی حضرت عائشہ کی تصویر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرئیل امین نے لا کر پیش کی۔ ایسے رشتے پر تنقید کرنے والے یا اس رشتے سے حسد، بغض، کینہ عداوت رکھنے والے درحقیقت اللہ تعالیٰ سے دشمنی کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ پر جب تہمت لگی تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی تقریباً اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔ جس میں صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیہما کی پاکدامنی اور تقویٰ اور ایمان کی کامل سند کا ذکر فرمایا۔ **إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِاِلْاِفْلَکِ عَصَبَةٌ مِّنْکُمْ** (پارہ ۱۸ سورہ نور)

بہذا دورِ حاضر میں حضرت عائشہ صدیقہ کو گالیاں دینے والے اور اہل بیت کی محبت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے قرآن کے بھی منکر اور اللہ تعالیٰ کے بھی منکر۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے تمام اہل بیت و صحابہ کرام اور ازواجِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے ساتھ درجہ بدرجہ حسن عقیدت و محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

﴿صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے والوں کے منہ پر

وہی لعنت واپس ڈال دی جاتی ہے﴾

حدیث نمبر ۱۷۰۰: عَنْ أَبِي الدُّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّغْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تُهْبَطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاحًا رَجَعَتْ إِلَى الْأَذَى لَعَنَ لَهَا كَانَ لِذَلِكَ أَهْلًا وَلَا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (ص ۴۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے آقائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ جب آدمی کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمانوں کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔ تو آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ واپس زمین پر آہاں ہے تو زمین پر اس کا داخلہ بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ صدائے لعنت ادھر ادھر چکر لگاتی ہے۔ جب اس کو کوئی لعنت کا مستحق نظر نہیں آتا تو وہ صدائے لعنت اس چیز کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ اگر وہ چیز اس لعنت کی حقدار ہو تو اس پر پڑ جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس لعنت کی حقدار نہیں تو واپس اس لعنت بھیجنے والے پر پڑ جاتی ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا۔ (ص ۴۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- سوائے چند سورتوں کے کسی بھی چیز پر لعنت بھیجنے سے شریعت نے منع کر دیا

ہے۔

۲۔ جن کفار کا نام لے کر قرآن پاک اور احادیث نے اُن کو کافر کہا ہے۔ یا جن دوسری موجودات میں سے کسی چیز کا نام لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک نے ان پر لعنت بھیجی ہے۔ اُن خاص افراد یا ان خاص چیزوں کے علاوہ کسی بھی انسان یا جن یا حیوان یا لڑکائیں پر لعنت بھیجنا سخت حرام ہے۔ جس چیز کو نامز و کر کے شریعت نے لعنت کا مستحق قرار دیا ہے ایسی چیزوں پر بھی لعنت بھیجنا کوئی خوبی یا نیکی نہیں۔ اس کی جگہ عبادت ذکر و فکر کرنا بہت بہتر ہے۔ ملعون اشیاء پر لعنت بھیجنا جائز تو ہے لیکن کوئی بہتر پسندیدہ عمل نہیں۔

۳۔ ایمان تو ایسے لوگوں کا غارت ہو گیا جو دور حاضر میں سیدنا ابو بکر صدیق و عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بن عصفان رضوان اللہ علیہم جیسے ایمان و ایقان کے مرکز پاک ذاتوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جیسا کہ دور حاضر کے گستاخ صحابہ کے بہت بڑے نامور محقق نے اپنی کتاب جلاء الاعیان فارسی مطبوعہ ایران میں لکھا ہے۔ بلکہ بہت سی جگہوں پر بغیر لعنت بھیجے خلفاء راشدین و ازواج پاک کا ذکر کیا ہی نہیں۔ (العیاذ باللہ)

(حوالہ جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران)

ان پاک ذاتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اور قرآن نے ایماندار متقی کہا ہے۔ اور اللہ و رسول ان سے راضی اور وہ اللہ و رسول سے راضی۔ اور قرآن نے جن کے یقینی بہشتی ہوئے کا اعلان کیا ہے۔ ان پاک ذاتوں پر لعنت بھیجنے والا ایمان دار کیسے ہو سکے گا؟ ویسے بھی اگر کوئی آدمی کسی کے نام خط یا ڈاک یا پارسل بھیجتا ہے اور اس نام کا آدمی (مُرسل الیہ) وہاں مذکورہ پتہ پر کوئی نہیں ملتا تو وہ خط یا پارسل بذریعہ ڈاک واپس بھیجنے والے کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ یعنی عام آدمی یا حیوان یا کسی چیز پر ناحق لعنت بھیجی جائے تو



وہ لعنت واپس آکر اسی بھیجنے والے کے منہ پر پڑ جاتی ہے۔ جب نبی لاریب عالم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے اندر آرام فرما ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہما پر جو لعنت بھیجے گا۔ وہ لعنت واپس اسی بھیجنے والے کے منہ پر پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ ابو بکر و عمر سمیت مشرہ و دیگر صحابہ کرام پر تو اللہ و رسول ہر وقت رحمت کی بارش برساتے ہیں۔ لہذا صحابہ کرام میں سے کسی ایک پر یا ازواج مطہرات یا بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ پر لعنت بھیجنے والے پر وہی لعنت واپس ان کے سر اور منہ پر پڑ جاتی ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ بات صحیح و صحیح ہوگئی کہ بلا وجہ شرعی کسی بھی چیز پر لعنت بھیجنا سخت حرام اور ایمان کی دولت کیلئے خطرہ ہے۔

### ﴿فیضانِ عام ابو ہریرہ کے نام﴾

حدیث نمبر ۷۷۷: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ قَالَ أَبَسَا رَدَّ آتَاكَ فَبَسَطْتُهُ قَالَ فَغَرَفَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضَمَّهُ فَضَمَّمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۵۳۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَائِثِينَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَّتْهُ فِيكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَّتْهُ قُطِعَ هَذَا الْبَلْعُومُ يَنْبَغِي مَجْرَى الطَّعَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۳۷ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف)

جمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض لیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ارشادات سنتا تو بہت ہوں لیکن مجھے بھول جاتے ہیں۔ فرمایا ”اپنی چادر بچھا دو“ میں نے اپنی چادر بچھا دی۔ آپ نے دونوں ہاتھوں کا چلو بھر کر میری چادر پر رکھ کر فرمایا ”چادر کو اکٹھا کر کے سینے سے لگا لو“ میں نے لپیٹ کر اکٹھا کر لیا اور اسے سینے سے لگا لیا۔ اس کے بعد مجھے کوئی چیز نہیں بھولی۔ اس حدیث کو فارسی و مسلم نے روایت کیا۔

جمہ حدیث ایضاً: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو خزانے حاصل کئے۔ ایک خزانہ تو یہ ہے جو میں آپ میں تقسیم کر رہا ہوں۔ یعنی حدیث کا سرمایہ اور دوسرا خزانہ اگر کسی کو بتاؤں تو میری شاہ رگ کاٹ دی جائے گی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

شرح حدیث نمبر ۷۷۷: ایضاً حدیث: ان دونوں احادیث میں ظاہری و باطنی دونوں علوم کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے منفرد خصوصیت کے مالک ایک یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو پانچ ہزار سے زائد احادیث کے حافظ تھے۔

۲۔ نبی مادی، فطری، جسمانی، دنیاوی تقاضوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ ہوا سے دونوں ہاتھوں کا چلو بھر کر چادر میں کیا والا؟ نظر و فکر میں آنے والی کوئی بھی چیز سامنے نظر نہیں آئی۔ یہ تو ابو ہریرہ کی باطنی قوت پر واز کو مستحکم بنانا تھا۔ اور یہ فیضانِ نبوت ہی تو تھا کہ تمام صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ احادیث کے حافظ تھے۔ جب کہ اسی فیض رسالت کا ذکر پہلی حدیث میں ہے کہ ایک خزانہ تو بانٹے جا رہا ہوں۔ دوسرے خزانہ خاص کی اگر عام

لوگوں کو کیفیت بتلا دوں تو مجھے شریعت کی تلواریں سے ذبح کر دیا جائے۔

### ﴿خلاصہ حدیث﴾

طریقت اور تہذیب کے خاص راز اور باطنی خصوصی اسرار لدنیہ کی عام لوگوں میں تشبیہ و تمثیل شرعی طور پر منع ہے۔ جن کی عام لوگوں کو بتلانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

### ﴿فضائل خواجہ اولیس القرنی رَضِيَ اللہ عَنْہُ﴾

حدیث نمبر ۷۳:- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللہ عَنْہُ أَنَّ رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدْعُ بِالنِّمَنِ غَيْرَ أُمِّ لَہٗ وَقَدْ كَانَ بِيَاضٍ فَدَعَا اللہَ فَأَذْهَبَ إِلَّا مَوْضِعَ الذَّرْهِمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم أَنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرَّوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكَ (ص ۵۸۲ مشکوٰۃ شریف، ج ۳۱، ص ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یمن سے ایک آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ جس کا نام اولیس بن عامر یمن سے اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر باہر بھی نہیں نکلا۔ اور اس کو سفید داغ والے

کی تکلیف تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء دی۔ البتہ ایک سفید نشان درہم کے برابر باقی ہے۔ تو جو تم میں سے اُس کی ملاقات کرے اُس سے مغفرت کی دعا کر دے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تابعین (جنہوں نے صحابہ سے ملاقات کی) میں سے بہتر افضل آدمی جس کا نام اولیس ہے۔ اس کی والدہ بھی حیات ہے۔ اور اسکے جسم پر ایک سفید نشان ہے۔ تو تم اس سے (امّت کیلئے) وعائے مغفرت مانگو۔

شرح حدیث:- روض الریاحین میں امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے بیکار سمجھ کر پھینکے ہوئے روٹی کے ٹکڑے صاف کر کے دھو کر کھا لیتے تھے۔ اور اسی قسم کے کپڑے کے پرانے ٹکڑوں کو جوڑ کر لباس کی ضرورت پوری کرتے۔ ایک دن کسی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے روٹی کا ٹکڑا تلاش کر رہے تھے۔ کہ ڈھیر کی دوسری طرف سے ایک ٹکڑا بھی کچھ تلاش کر رہا تھا۔ خواجہ اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر وہ بھونکا۔ آپ نے فرمایا تم اپنی طرف سے تلاش کرو میں اپنی طرف سے تلاش کرتا ہوں۔ اور تو مجھ پر نہ بھونک اگر پیل صراط سے میں صحیح سلامت گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں۔ اور اگر نہ گزر سکا تو تو مجھ سے بہتر ہے۔ اور آپ کے گھر والے رشتہ دار آپ کو پاگل کہتے تھے۔ آپ سے بچے کھیلا کرتے تھے اور پتھر بھی مارا کرتے تھے۔

(روض الریاحین، ص ۱۷۸)

آپ کا اسم گرامی اولیس بن عامر القرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے پرہیزگار تھوڑی دنیا رکھنے والے گم نام سر کے بکھرے بالوں، غبر آلود

چہرے والوں، پیٹ خوراک سے خالی رکھنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ مالدار لوگ ان کو اپنے قریب بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ کسی خوشحال گھرانے سے رشتہ مانگیں وہ رشتہ نہیں دیتے۔ مدت دراز علاقے سے پردہسی بن کر غائب رہیں تو ان کو کوئی پوچھتا نہیں کہ ان کے غائب رہنے سے کوئی کمی محسوس ہوئی ہے۔ بیمار ہو جائیں تو کوئی خبر لینے، بیمار پڑی کرے نہیں آتا۔ اور اگر کسی محفل میں آجائیں تو ان کی آمد پر کوئی خوش نہیں ہوتا۔ اگر فوت ہو جائیں تو جنازہ پڑھنے والے بہت کم معدودے چند، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک آدمی کی نشان دہی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ان میں سے ایک اویس القرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اویس قرنی کون ہے؟ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درمیانی قد و قامت والا دونوں کندھوں کے درمیان فراخ فاصلہ، گوزھا گندم گون رنگ، ہمیشہ نیچی نگاہ، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اپنے لئے رونے والے۔ اُن کی صرف دو چادروں سے لباس بنانے والے۔ زمین والوں میں گم نام آسمان والوں میں مشہور جانے پہچانے۔ اگر اللہ کی قسم اٹھا لے تو اللہ تعالیٰ انھیں کفارہ نہیں پڑنے دے گا۔ جیسے وہ کہہ دے، اللہ تعالیٰ ویسے ہی کر دیتا ہے۔ خبردار اُس کے بائیں کندھے کے نیچے سفید چمکیلا داغ ہے۔ خبردار قیامت کے روز لوگوں سے کہا جائے گا۔ جاؤ جنت میں اور اویس قرنی سے کہا جائے گا یہاں کھڑے ہو جاؤ جن کو چاہو جنت میں لے جاؤ۔ تو مضر اور ربیعہ قبیلے کے لوگوں کی بکریوں کے بالوں برابر گنگنا کر دو زخیوں کو بخشوا کر جنت میں لے جائیں گے۔

اے عمر و اے علی رضی اللہ عنہما جب تمہیں حضرت اویس القرنی سے ملاقات کا موقع ملے تو آپ اُن سے میری امت کیلئے ضرور دعا کروانا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ یوں ہی دس سال کا عرصہ گزرا ہر سال بالخصوص حج کے موقع پر یہی تلاش جاری رہی۔ بالآخر خلافت فاروقی کے آخر میں گیارہ سال بعد یتیم حج کے دوران فاروقی اعظم وحید مرکز ارضی اللہ عنہما نے ابوقتیس پہاڑی پر چڑھ کر زور سے آواز دی (يَا أَهْلَ الْيَمِينِ) اے یمن والو! تم میں سے کوئی اویس بھی ہے؟ تو ایک لمبی داڑھی والا عمر رسیدہ آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ مجھے پتہ نہیں آپ اویس کس کو کہہ رہے ہیں؟ البتہ میرا ایک بھتیجا ہے جس کو ہم اویس کہتے ہیں۔ لیکن وہ تو ایک گم نام پاگل ہے جسے ہم اپنے اونٹ چرانے کیلئے ساتھ رکھتے ہیں۔ فاروقی اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ آپ کا بھتیجا کیا اس وقت یہاں کہیں ہمارے حرم میں موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا عرفات میں ہمارے اونٹوں کے پاس ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب اور حضرت مولیٰ علیؓ خیر خدا دونوں نے سوار ہو کر عرفات کا رخ کیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں اونٹ چر رہے ہیں۔ اور خواجہ اویس قرنی قریب نماز پڑھ رہے ہیں۔ فاروقی اعظم وحید مرکز ارضی اللہ عنہما اپنی سواریوں سے اتر کر، اپنی اپنی سواریوں کو باندھ کر خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر آپ کو سلام کہا۔ خواجہ صاحب نے اُن کے سلام کا جواب دیا۔ فاروقی اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا آپ کون ہیں؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا کسی قوم کا مزدور اور اُن کے اونٹوں کو چرانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ جواب دیا۔ عبد اللہ۔ (اللہ کا بندہ) انہوں نے کہا ساری کائنات کے افراد اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں۔ ہم نے پوچھا ہے کہ جو نام آپ کی والدہ نے رکھا تھا وہ کیا ہے؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا آپ کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں کچھ اوصاف معلوم ہو گئے ہیں۔ ایک نشانی دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنا بایاں کندھا دکھا دیجئے اگر آپ کے کندھے پر سفید نشان



ہوگا تو آپ اویس قرنی ہو گئے۔ جب خولجہ صاحب نے کندھا ننگا کیا تو وہ سفید نشان کندھے پر موجود پایا۔ فاروق اعظم اور مولیٰ علی دونوں نے لپک کر خولجہ اویس کے کندھے اور گردن کو چوم لیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ آپ اویس بن عامر القرنی البہمی ہیں آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ خولجہ صاحب نے عرض کیا میں ہمیشہ سب کیلئے اجتماعی دعا کرتا ہوں اور دعا کیلئے اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے مقبول بندے ہیں۔ جن سے آپ جا کر دعا کروا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں آپ ضرور دعا فرمائیں۔ خولجہ اویس القرنی نے عرض کیا۔ اب جبکہ آپ پر میری خصوصی حالت ظاہر ہو گئی ہے تو آپ فرمائیے کہ آپ کون ہیں؟ تو مولیٰ مشکل کشا نے فرمایا یہ میرے ساتھ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور میرا نام علی بن ابی طالب ہے۔ اُس وقت خولجہ صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور کہا اے امیر المؤمنین عمر بن خطاب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس اُمت کی طرف سے جزائے خیر دے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”آپ یہاں بظہریں میں شہر مکہ شریف سے جا کر اپنے جوڑوں میں سے آپ کو کپڑوں کا ایک جوڑا پیش کروں۔ اور کچھ اشیاء ضرورت زندگی بھی پیش کروں۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ خولجہ صاحب نے عرض کیا میرا آپ سے کوئی وعدہ نہیں آپ آج کے بعد مجھے نہیں دیکھیں گے۔ آپ بتلائیے میں نان و نفقہ کو کیا کروں گا؟ کیا آپ میرے جسم پر اُن کی میلی کچیلی دو چادریں دیکھ رہے ہیں۔ یہ کب پھینکیں گی؟ یہ میرے جوتے جن کو میں نے نائکے لگا رکھے ہیں۔ میں ان کو کتنا عرصہ پہن کر توڑ ڈالوں گا۔ میرے پاس مزدوری کے چار درہم ہیں میں ان کو کب خرچ کروں گا؟ میزے سامنے اور آپ کے سامنے بہت بڑی بڑی دہشت ناک گھائیاں ہیں۔ جنہیں عبور کرنا ضروری ہے۔

اے امیر المؤمنین آپ مجھ پر رحم کریں۔ اتنی فراخی لباس اور مال کا حساب کون دے گا؟ جب یہ باتیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سُن لیں تو اپنا ذرہ زمین پر دے مارا۔ اور بلند آواز سے کہا کاش عمر کی ماں اُس کو جنم نہ دیتی۔ کاش میری ماں بے اولاد ہوتی۔ ہے کوئی جو آج عمر سے یہ خلافت لے کر اُمت کا انتظام کرے؟ مجھ سے بوجھ ہلکا ہو جائے۔ اُس کے بعد خولجہ صاحب نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین جب تک میرا معاملہ میرے اور میرے مالک حقیقی کے درمیان تھا تو یہ مزدوری اور اُونٹوں کی نوکری کا کام ہو رہا تھا۔ لیکن اب جب میری کہانی اور راز فاش ہو چکا ہے تو آپ مجھے اجازت دیجئے آپ سے میری ملاقات ختم۔ ایک دوسری روایت کا لفظ ہے۔ لَئِیْ وَ الْاِذْ-ۃُ وَ هُوَ بِہَا بِرٌ“ اور خولجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ایک والدہ ہے جس کا وہ فرمانبردار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ خولجہ اویس قرنی کو یہ مقام جو ملا تو وہ والدہ سے وفاداری اور خدمت کا ہی صلہ ہے۔ خولجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کے عہد رسالت میں دو چند بار عرب شریف میں جانے کا موقع ملا۔ لیکن آقا لچال مدنی منٹھار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں ہو سکی۔ اور نہ ہی شرف صحابیت سے بہرہ ور ہو سکے۔ یہ ساقیہ مضمون روض الریاحین سے لیا گیا۔ اس حوالے سے کہ خولجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کی خدمت کے فرائض یہ مقام ملا کہ امام الانبیاء اپنی اُمت کیلئے ان سے دعا کروانا پسند کرتے ہیں۔ آئندہ چند احادیث فضائل والدین ملاحظہ فرمائیے۔

## ﴿فضائل والدین﴾

حدیث نمبر ۷۷۴: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَا  
رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُهُ فِي  
الْجِهَادِ فَقَالَ أَحْيَىٰ وَالذَّائِقُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ  
(ص ۳۱۳ جلد ۲، مسلم شریف)

ایضاً حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ خَرَجَ  
يَتَعَبَّدُ فِي صَوْمَعَتِهِ فَجَاءَتْ أُمُّهُ وَجَعَلَتْ كَفَّهَا فَوْقَ حَاحِهَا  
ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا إِلَيْهِ تَدْعُوهُ فَقَالَتْ يَا جَرِيحُ أَنَا أُمُّكَ  
فَكَلِّمْنِي..... الخ (ص ۳۱۳ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ  
وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے میدان  
میں جانے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے  
کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو ان کی خدمت کرتا رہے تیرے لئے یہی جہاد ہے۔

ترجمہ حدیث ایضاً: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی پاک سے روایت ہے کہ ایک نماز  
نامی عبادت گزار اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا۔ کہ اس کی والدہ نے اس  
اپنے ہاتھ کو اپنے بھروسے پر رکھ کر گرے کی طرف اپنا سر اٹھا کر آواز دی۔ اے جرتج  
تیری ماں تجھے بلا رہی ہوں۔ اتفاق سے حضرت جرتج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے

(دل میں کہا) اے اللہ ادھر تیری عبادت ادھر میری والدہ تاہم نماز جاری رکھی۔ پھر پھر کر  
حضرت جرتج کی والدہ نے آواز دی اور کہا اے جرتج میں تیری والدہ بول رہی ہوں میری  
بات سنو۔ حضرت جرتج نے اپنے دل میں کہا یا اللہ ادھر تیری عبادت ادھر میری والدہ آواز  
دے رہی ہے۔ بہر کیف نماز جاری رکھی۔ حضرت جرتج کی والدہ بولی اے اللہ جرتج میرا  
بیٹا ہے۔ میں نے اس سے بات کرنا چاہی اس نے انکار کر دیا۔ تو تھوڑے اس وقت تک  
فوت نہ کر جب تک وہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
فرمایا۔ جرتج کی والدہ اگر ارتکابِ زنا کی بدعا کر دیتی تو وہ بھی قبول ہو جاتی۔ حضور علیہ  
السلام نے فرمایا حضرت جرتج کے عبادت خانے کے آس پاس ایک گڈیا بکریاں چرایا  
کرتا تھا۔ شہر سے ایک بدکار لڑکی اس گڈی کے پاس آئی اور اس سے زنا کروایا تو اسے  
حمل ہو گیا۔ لوگوں نے لڑکی سے پوچھا یہ کس کا کام ہے؟ اس نے کہا یہ کام تو میرے ساتھ  
جرتج نے کیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ سن کر لوگ طیش میں آ گئے۔ اپنی کستیوں اور کلباڑیوں اور  
گھیتوں سے حضرت جرتج کا گر جا مسمار کرنے کیلئے دوڑ پڑے۔ جب وہاں پہنچے تو اتفاقاً  
اس وقت بھی حضرت جرتج نماز پڑھ رہے تھے۔ غصے اور طیش میں آئے ہوئے لوگوں نے  
حضرت جرتج کو آواز دی وہ چونکہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو سب  
غصے میں بے قابو ہو گئے۔ اور اس کے گرجے کو گرانے لگے۔ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ  
کھولا باہر نکلے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا اس بچے سے پوچھو۔ بعض روایتوں  
کے مطابق حضرت جرتج کو لوگوں نے پینا مارا اور سر عام لاکر جواب طلبی کی۔ تو حضرت  
جرتج نے کہا مجھے ذرا مہلت دو وہاں دو گانہ ادا کر کے بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "بچے

بول! تیرا باپ کون ہے؟ اُس نے صاف لفظوں میں کہا میرا باپ تو بکریوں کا فلاں چرواہا ہے۔ جب لوگوں نے شیرخوار بچے کی گواہی سنی تو کہنے لگے اے بُرج تیرے گرجے کو دوبارہ سونے اور چاندی سے تعمیر کروائیں گے۔ آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں۔ اس گرجا کو دوبارہ مٹی سے ہی بناؤ۔

شرح حدیث نمبر ۷۴ و شرح حدیث ایضاً: ان دونوں احادیث میں نہایت مستم بالشان امور میں سے چند درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت بُرج نہایت صاحب مقام ولی کامل بنی اسرائیل کی کس ملت کے ایک اہم رکن تھے۔

☆ کسی بھی دین و ملت میں فرض عبادت کے دوران سوائے انبیاء کے مخلوق کے آداب بجالانا جائز نہیں۔ البتہ نفلی عبادت چھوڑ کر اہل حق میں سے کسی ایک کے آداب بجالائے جاسکتے ہیں۔ جن میں سے اولیائے کرام اور والدین کو ہر ملت میں اولیت حاصل رہی ہے لیکن جس نفلی عبادت کو مکمل ادائیگی سے قبل چھوڑ دیا بعد میں ان نوافل کی قضاء واجب ہوگی ☆ حضرت بُرج نفلی عبادت ہی کر رہے تھے۔ اگر فرض عبادت کر رہے ہوتے تو عین ممکن ہوتا کہ ماں کی بددعا قبول نہ ہوتی۔ اس شریعت محمدیہ مطہرہ میں آج بھی نفلی عبادت کے اجر سے والدین کی خدمت بجالانے کا اجر کہیں زیادہ ہے۔ جیسا کہ اسی حدیث میں جہاد سے افضل والدین کی خدمت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ نفلی عبادت کر رہا ہو اور والدین آواز دیں تو نفلی بدنی عبادت وہیں چھوڑ کر والدین کی بات سن کر تعمیل کرنے سے نفلی عبادت کو درمیان میں چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوتا۔ البتہ وہ شروع کی ہوئی نفلی بدنی عبادت کی قضاء لازمی ہوگی۔

والدین کتنے ہی رُوسیاہ گنہگار کیوں نہ ہوں اولاد کے حق میں اُن کی دعایا بددعا ایک مقام رکھتی ہے۔

ین اولاد کو بددعا دینے سے گریز کریں۔ یہ بھی ثابت ہے کہ ہر نفلی کام سے زیادہ الی نیکی والدین کی خدمت ہے۔

ماں خواہ ولی کامل ہی کیوں نہ ہو والدین کے حقوق کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مقام کی کو قاتم رکھنے یا حقیقی فوز و فلاح حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

نہ ادا د صلاحیت سے ولی چاہے تو کائنات کی ہر اُس چیز سے ہاتھ کر سکتا ہے جو ہر پر پونے پر قادر نہ ہو۔

والدین کی دعا سے اللہ تعالیٰ اپنے قانون اور تقدیریں بدل دیتا ہے

### ﴿ماں باپ کی خدمت مشکل کُشا ہے﴾

نمبر ۷۵: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ  
 رَوَى اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا  
 نَذْفَرُ يَتَمَشُّونَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَّوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ  
 حِطَّتْ عَلَيْهِ فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَنْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ  
 الخ (ص ۲۵۳ جلد ۲، مسلم شریف)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم نورِ بخش صلی اللہ  
 آہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی سفر پر نکلے راستے میں انھیں بارش نے آلیا۔ مجبوراً  
 پہاڑ کی غار میں پناہ لینا پڑی۔ پہاڑ کے بالائی حصہ سے اچانک ایک چٹان لڑھک  
 مار کے منہ میں چسپاں ہو گئی۔ ان تینوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ زندگی میں جو



اعمال ہم نے صرف رضائے الہی کیلئے کئے ہیں۔ بارگاہ الہی میں ان نیک اعمال پیش کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری مشکل حل فرمادے۔ ایک بولا اے اللہ کریم نہ چچا زاد بہن تھی۔ عورتوں پر فریفتہ مردوں کی نسبت مجھے اُس چچا زاد بہن سے زیادہ۔ ایک روز میں نے اُس سے جنسی پیاس بجانے کیلئے بُرے کام پر آمادہ کرنے کی۔ اُس نے انکار کر دیا۔ اور ایک مہم ڈال دی کہ اگر میں ایک سواشرنی لا کر اُسے بیٹہ تب وہ اپنے آپ کو میرے قابو میں دے گی۔ میں نے بڑی محنت اور مزدوری اشرنی لا کر اُس کے سامنے رکھ دیں۔ خلوت میں جب میں اُس سے بُرا فعل کر تیار ہوا۔ تو اُس نے کہا اے بھائی اللہ سے ڈر اور اس مہر امانت کو ناجائز طریقے توڑ میں یہ بات سن کر اُنھ کھڑا ہوا۔ اور اُس بُرے فعل سے باز آ گیا۔ یا اللہ جیسا کہ ہے کہ میں نے صرف تیرے خوف سے یہ بُرا کام چھوڑ دیا تھا اور وہ پیسے بھی واپس نہ تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے غار کا کھول دیا اور غار کے منہ سے پتھر کی چٹان اتنی ہٹا دی کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرا بولا: یا اللہ میں نے ایک مزدور کام پر لگایا تھا۔ اس اجرت پر کہ چاول (مونجی) اُسے دوں گا۔ شام کو اس مزدور نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں مقرر کردہ چاول اُسے پیش کئے۔ اُس نے یہ چاول لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا یہ مزدور کم ہے۔ ناراض ہو کر چلا گیا۔ میں اُس چاول (مونجی) کی کاشت کرتا رہا۔ کئی سال اور یونہی سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کاشت کاری کی آمدنی میں سے میں نے کئی ہزار خریدیں۔ اور اُن کو چرانے کیلئے کئی نوکر غلام خریدے۔ ایک دن وہی مزدور میرے آنکلا اور اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے اُس سے کہا باہر جنگل میں فلاں جگہ کا

ہی ہیں۔ اور اُن کو چرانے والے نوکروں سمیت سب کچھ تمہارا ہے۔ جا کر لے لو۔ تو اُس نے کہا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں مزاح نہیں کر رہا۔ وہ سب مال اُنکروں سمیت تیرا ہی ہے۔ تو وہ لے کر چلا گیا۔ اے اللہ کریم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضا کیلئے کیا تھا۔ تو تو اس عمل کے وسیلہ سے ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے غار کے منہ سے چٹان کافی پیچھے ہٹا دی لیکن کوئی آدمی باہر نہیں آ سکتا تھا۔

تیسرا بولا: اے اللہ کریم میرے والدین بوڑھے ضعیف العمر تھے۔ اور میری بیوی اور میرے بچے جن کی پیٹ پوجا کیلئے میں بکریاں چرا کر لاتا اور انھیں بکریوں کا دودھ پلاتا۔ لیکن پہلے اپنے والدین کو پلایا کرتا تھا۔ ایک روز مجھے شام کو واپس پراندھیرا ہو گیا۔ میں نے جلدی سے بکریوں کا دودھ دھ لیا۔ اور والدین کے پاس پہنچا کیا دیکھا کہ وہ سو گئے ہیں۔ میں وہیں اُن کے پاس کھڑا ہو گیا۔ میرے بچے میرے پاؤں میں بھوک سے بلبلاتے رہے تھے۔ لیکن میں نے اُن کی پرواہ نہ کی۔ مجھے یہ پسند نہ تھا کہ والدین کو جگاؤں کیونکہ اُن کے آرام میں فرق پڑتا تھا۔ اور یہ بھی مجھے پسند نہ تھا کہ اپنے بچوں کو اپنے والدین سے پہلے دودھ پلا دوں۔ ساری رات یونہی کھڑا رہا۔ میرے بچے میرے قدموں میں روتے روتے سو گئے۔ صبح ہوئی والدین جاگے تو میں نے سب سے پہلے ان کو دودھ پلایا۔ اور بچوں کو بعد میں۔ اے اللہ کریم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ خدمت والدین تیری رضا کیلئے کی تھی۔ تو تو آج ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے غار کے منہ سے ساری چٹان ہٹا دی۔

شرح حدیث: اس حدیث پاک کے اہم نکات میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

☆۔ سابقہ اقوام کے اخلاقی تعمیری حالات سے فائدہ اٹھانا حق پرستی ہے۔ اور زندگی کبھی مشکل پیش آئے تو پُر خلوص نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے مشکل نکال کر دلانا قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

☆۔ کسی بھی انسان کا نیک عمل مشکل کشا ہو سکتا ہے۔ یا مشکل کشائی کروا سکتا ہیں۔ یا عمل ذات نہیں صفت ہے۔ جس کی صفت مشکل کشا ہو سکتی ہے۔ صفت والا موصوفہ یقیناً مشکل کشا ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ مجبوراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ زندہ انسان زندہ کی مشکل کشائی کر سکتا ہے۔ فوت شدہ زندہ کی یا فوت شدہ کی مشکل کشائی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ ایک محض خطبہ ہے۔ کیونکہ اس قسم کے بے ادب لوگ جب یہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ کے غیر مشکل کشائی کا تصور ہی شرک ہے۔ تو پھر اس نظریے میں زندہ یا فوت شدہ کی کوئی قید نہیں ہے۔ اور اگر زندہ مشکل کشا ہو سکتا ہے شرک نہیں تو فوت شدہ مثلاً اولیاء انبیاء مرگ مشکل کشا مانے جائیں تو کیوں شرک ہے؟

☆۔ اور اسی حدیث پاک میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ مزدور کی مزدوری کبھی معاف نہ گی۔ پوری زندگی میں کسی وقت بھی کسی مزدور یا کسی مظلوم کا حق واپس کیا جاسکتا ہے۔ بھی واضح ہوا کہ جرائم اور بالخصوص جنسی برائیوں کو رضائے الہی کی خاطر چھوڑنے والا مستجاب الدعویٰ ہوتا ہے۔ اس کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔

☆۔ والدین کی خدمت کو تمام غیر فرض امور سے مقدم رکھنے والا بھی مستجاب الدعویٰ ہے۔ منصب نبوت و ولایت کے شرعی لازمی آداب کے بعد ہر قسم کی خدمت الفت و صا رحمی میں انسان کیلئے والدین سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ حقدار نہیں ہو سکتا۔

☆۔ والدین سے صلہ رحمی اور پیار کا حصہ باقی مخلوق سے کہیں زیادہ جو نا ضروری ہے

☆۔ ایسا کہ قرآن پاک یوں ارشاد فرما رہا ہے۔ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (پارہ ۱۵ ابنی اسرائیل) ترجمہ:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب نے یہ حتمی فیصلہ فرما دیا ہے کہ اُس کے بغیر کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اللہ جلّ مجدہ نے والدین کی خدمت اپنی عبادت کے بعد کیسے ثانوی حیثیت دی ہے۔ گویا کہ یوں فرما دیا کہ فرائض دین کے تمام غیر فرض امور سے بڑھ کر ثواب کے لحاظ سے والدین کی خدمت ہے۔

☆۔ والدین کتنے بھی بد کردار، حُرَم پیشہ، اخلاقیات سے کورے ناپسندیدہ ہوں۔ اولاد کو الٰہی حق نہیں پہنچتا کہ والدین پر ہاتھ اٹھائیں یا بے ادبی سے سخت زبان استعمال کریں یہ حکم قرآن پاک سے ثابت ہے۔ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفْ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا (پارہ ۱۵) کسی بھی بُرے یا غلط فکر و عمل سے باز رکھنے کیلئے صرف اخلاقی طور پر پیار سے ہی دُکا اپنے والدین کو سمجھانے کا حق ہے۔

☆۔ کسی غلط کام، بُرے فعل یا ارتکابِ شرک و کفر میں والدین کی اطاعت کرنا ان کی بات ماننا سخت گناہ ہے۔ اس کے علاوہ والدین کا ہر حکم اولاد کیلئے مقدم رکھنا لازم ہے۔

☆۔

☆۔ مین میں سے ماں باپ کے کسی کام یا غلطی پر اُف یا اعتراض کرنا قرآن پاک کی رُو سے حرام ہے جن سے غلطی اکثر ممکن بھی ہے اور جس سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی نبی کی ذات با اہل اُس کو پیدا کرنے والے خالق کلّ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کسی بھی امر میں اعتراض یا چینی کا کسی کو کیسے حق ہو سکے گا۔

﴿ فوت شدہ کی قضا شدہ نمازوں کے علاوہ اسکے تمام قضا شدہ فرائض کی ادائیگی زندہ آدمی کر سکتا ہے ﴾

حدیث نمبر ۷۷۷۷: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَتْ أَمْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ نَذِرًا أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهِ أَكَانَ يُؤَدَّى ذَلِكَ عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَصُومِي عَنْ أُمِّكَ وَفِي رِوَايَةٍ إِنْ أُمِّي لَمْ تَخُجْ أَفَأُحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّي عَنْهَا

(ص ۳۶۲ جلد ۱، مسلم شریف)

ایضاً حدیث: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "لَا ضَحَارَ الرَّسُولِ" مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي الْمَسْجِدِ الْعَشَارِ رَكَعَتَيْنِ لَمْ يَقُولْ هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ

(۳۶۸ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۹۲ باب ذکر البصرۃ ابوداؤد)

وَقَالَ صَاحِبُ اللَّمَعَاتِ مُلَّا عَلِيُّ الْقَارِي قَوْلُهُ هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الظَّاهِرُ أَنَّ مَعْنَى ثَوَابِ هَذِهِ الصَّلَاةِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ جَازَ فِي الْعِبَادَةِ الْبَدَنِيَّةِ أَنْ تُجْعَلَ ثَوَابُ عَمَلٍ لغيرِهِ وَأَمَّا فِي الْعِبَادَةِ الْمَالِيَّةِ فَجَائِزٌ بِالِاتِّفَاقِ لِمَا

۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب سیدنا ابو ہریرہؓ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ فوت ہو چکی ہے۔ اور اس نے روزہ رکھنے کی منت مانی تھی۔ کیا اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا! کیا تیری ماں پر قرضہ ہوتا تو ادا کرتی۔ اور کیا یہ اس کا قرضہ ادا ہو جاتا۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کر۔ ایک روایت میں ہے کہ۔ یا رسول اللہ میری ماں نے حج نہیں کیا تھا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی والدہ کی طرف سے حج کر سکتی ہے۔

۔ ایضاً حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ صحابہ کرام کی اس جماعت میں پہل کی جو ملک شام جا رہی تھی۔ اور وہاں وادی البتہ میں ایک مسجد عشا تھی۔ کہ تم یہ کرام میں سے کوئی ایک صحابی مجھے اس بات کی کیا ضمانت دے سکتا ہے کہ وہ ملک کی وادی البتہ کی مسجد عشا میں دو رکعت نماز نفل میرے لئے ادا کرے۔ اور پھر کہے۔ یہ نفل ابو ہریرہ کیلئے ہیں۔

علی قاری شرح حدیث ہذا میں بیان فرماتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نماز دو گانہ کا اب ابو ہریرہ کیلئے ہے۔ محققین یہاں سے ثابت کرتے ہیں کہ بدنی عبادت میں ایصال ب جائز ہے کہ کوئی مسلمان شخص اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے زندہ مسلمان کی ملکیت دے۔ بدنی عبادت کے ایصال ثواب میں بعض علماء اختلاف کرتے ہیں۔ لیکن مالی بات کے ایصال ثواب میں کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ح حدیث: اس حدیث پاک میں ایصال ثواب (کسی کو ثواب پہنچانا) کے کئی مختلف



طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

☆ کسی بھی اہل حق کو ثواب پہنچانے کے دو طریقے ہیں۔ مالی عبادت کا ثواب۔ عبادت کا ثواب، مالی عبادت میں تمام صدقات خیرات، کفارے، فطرانے اور زکوٰۃ ادا کی گئی شامل ہے۔ بدنی عبادت میں نماز، روزہ، حج تمام فرائض اور تمام توابع اور مالی شامل ہیں۔

نکتہ:- سوائے فرض نماز کے ہر قسم کی شرعی لازمی عبادت کی قضاء کسی بھی فوت شدہ آئینہ طرف سے ادا کی جاسکتی ہے۔

☆ اہل حق کے کسی بھی فرد کو خواہ وہ دنیا کی زندگی سے منسلک ہو یا آخرت کی زندگی منسلک ہو۔ قرآن وحدیث کی رو سے کسی بھی نیک عمل کا ثواب پہنچانا جائز ہی نہیں بہت پسندیدہ عمل ہے۔ اپنی کسی بھی نیکی کا ثواب جتنوں کو پہنچایا جائے اتنے ثواب دالے کو مزید ثواب دے دیا جاتا ہے۔

☆ ایصالِ ثواب کرنے والے کے اعمال نامے سے اُس کے نیک عمل کا ثواب قسم دیا گیا جاتا۔ بلکہ وہ ثواب اپنی بھرپور کیفیت میں ثواب پہنچانے والے کے اعمال نامے بدستور موجود رہتا ہے۔ اس بات پر قرآن کریم گواہ ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ (پارہ ۲۸)

ترجمہ:- اور وہ ایمان والے جن کی اولاد ان کے نقش قدم ایمان پر قائم رہی۔ ہم ان کی اولاد کو ان کے پاس پہنچا دیں گے۔ اور ان اسلاف ایمان والوں کے مرتبے میں بھی ان کی نہیں کریں گے۔ (پارہ ۲۸) یعنی ایمان پر قائم رہنے کے بعد نیک عمل کی

ضرورت ہے۔ اور ایمان والوں کے نیک اعمال اُن کیلئے بھی کافی رہیں گے۔ اور اُن کی اولادوں کو بھی فضیلت کا حصہ ملے گا۔ لیکن اسلاف ایمان والوں کے درجہ اور مرتبے میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اس طرح ایصالِ ثواب کرنے والے کو اُس کے نیک اعمال کا اجر پورا پورا دیا جاتا ہے۔ اور جس کو ثواب پہنچایا جاتا ہے اُس کو بھی بھرپور ثواب دیا جاتا ہے۔ ☆ (ص ۱۶۹ جلد ۱) ابو داؤد اور نسائی کی ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے۔ اگر وہ اچانک فوت نہ ہوتی تو ہمیں اپنے لئے صدقہ یا خیرات کا ضرور حکم دیتی۔ کیا اُس کو میں کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کیلئے پانی کا صدقہ کر دو اُس کو ثواب پہنچے گا۔ تو حضرت سعد بن معاذ نے اپنی والدہ کیلئے پانی کا کنواں کھدوا دیا۔ اس کنوئیں کا نام نبیر اُم سعد رکھا گیا۔ یعنی سعد کی والدہ کا کنواں۔

☆ فوت شدہ ماں باپ کی عاق نافرمان بیٹی یا بیٹا اپنے والدین کو ایصالِ ثواب کرتا رہے۔ تو والدین عالم برزخ میں راضی ہو جاتے ہیں۔ اور اولاد برار کی صف میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور دنیا کی جس قسم کی بھی بہترین نعمت کا ایصالِ ثواب کیا جائے تو اسی قسم کی نعمت فوت شدہ کو جنت سے دے دی جاتی ہے۔

”وَأْتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا“ خوردنی، نوشیدنی، پوشیدنی ہر قسم کے لباس سمیت جیسا بھی ایصالِ ثواب ہوگا۔ ویسی ہی چیزیں جنت میں موجود ہیں۔ وہاں سے دے دی جاتی ہیں۔ بظاہر شکل تو جنت کی چیزیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہی ہوں گی۔ لیکن پائیداری، افادیت اور ذوق کے لحاظ سے نہایت مختلف ہوں گی۔ ایک حدیث پاک میں مذکور ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

”مسلمان کو فوت ہونے کے بعد تین چیزیں فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ ۱۔ نیک اولاد ۲۔ کسی دین کا علم سکھایا ۳۔ مالی صدقہ جاریہ۔

یعنی کوئی بھی ایسا مالی طور پر نیک عمل جس کے مفید اثرات مرنے کے بعد بھی قائم رہیں پس مرگ فائدہ پہنچانے والے ہر نیک عمل کو صدقہ جاریہ کہا جاتا ہے۔ جس کی افادیت مدت مدید تک جاری و ساری رہے۔ ابو داؤد، نسائی، ترمذی اور بخاری نے اس حدیث روایت کیا (ص ۱۱۸ کشف الخفاء ص ۳۶ مشکوٰۃ شریف)

## ﴿کتاب الرقاق (دل نرم کرنے والی احادیث)﴾

(توبہ)

حدیث نمبر ۷۷۷: عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَلَّهِ أَشَدُّ فُرْحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ كَانَ فِي سَفَرٍ فِي فَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَأَوَى إِلَى ظِلِّ شَجَرَةٍ فَنَامَ تَحْتَهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ لَمْ يَجِدْ رَاحِلَتَهُ فَاتَى شَرَفًا فَصَعِدَ عَلَيْهِ فَأَشْرَفَ فَلَمْ يَرَشِيئًا ثُمَّ أَتَى الْآخَرَ فَأَشْرَفَ فَلَمْ يَرَشِيئًا فَقَالَ أَرْجِعْ إِلَى مَكَانِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ حَتَّى أَمُوتَ..... الخ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَخْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ أَبِي حَتْمٍ (ص ۲۰۶ جلد ۲ کشف الخفاء)

ترجمہ: ایک صد چودہ احادیث کے راوی صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے نافر بندے کی اپنے گناہوں سے گچی توبہ کرنے پر اس آدمی کی نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو سفر کے دوران کسی چھٹیل میدان میں پہنچا اور آرام کیلئے کسی درخت کے نیچے سو گیا۔ اور ہوا تو سواری گم پائی۔ وہاں کسی اونچے نیچے پر چڑھ کر دیکھا سواری نظر نہ آئی۔ دوسری بڑی پر چڑھ کر دیکھا لیکن سواری کہیں نظر نہ آئی۔ تو مایوس ہو کر واپس اسی درخت کے نیچے آ کر لیٹ گیا کہ بس اب موت ہی آئے گی۔ تو اچانک دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اپنی اصل کی رتی کھینچے اُس کی طرف آرہی ہے۔ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ وہ آدمی سے خوشی کے بے قابو ہو کر بولا۔ اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا خدا۔

اس مسافر آدمی کی خوشی سے اللہ تعالیٰ اپنے اُس بندے پر زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گچی توبہ کر لیتا ہے۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔

ح حدیث: اس حدیث پاک میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ کسی ذہن یا شعور کی اُس کی بندہ نوازیوں کی مکمل کیفیت تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ گچی توبہ تقویٰ کا مدار حقیقت ہے۔ توبہ کرتے وقت مکمل ندامت اور شرمندگی سے آلودہ فعل کبھی بھی نہ کرنے کا ہمتیا ہو جائے تو یہ گچی توبہ ہے۔ اگر اس کے باوجود وہی گناہ بارہ سرزد ہو جائے تو سابقہ توبہ کی فضیلت قائم ہی رہے گی۔

## ﴿گناہ سے مکمل شرمندگی توبہ ہی ہے﴾

حدیث نمبر ۷۸: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبْنِ مَسْنَدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّدَامَةُ تَوْبَةٌ رَوَاهُ أَبُو مَاجَةَ وَأَبْنُ جَبَانٍ وَالْحَا وَصَحَّحَ إِسْنَادَهُ وَرَوَى أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنْ أَبِي غَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا كَفَّارَةَ لِلذَّنْبِ إِلَّا التَّوْبَةُ (ص ۳۲-۱۳ جلد ۴، احیاء العلوم)

حدیث ایضاً نمبر ۱: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْجُ النَّارَ مَنْ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۳۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۲: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا أَبْنِ آدَمَ مَا تَصْنَعُ بِالْدُّنْيَا خَلَالَهَا حَسَاتٍ حَرَامُهَا عِقَابٌ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ وَابْنُ أَبِي عَرَبٍ (ص ۴۱۷ جلد ۱، كشف الخفاء)

ترجمہ:- سیدنا انس بن مالک اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پشیمانی توبہ ہے۔

حدیث ایضاً نمبر ۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو انسان اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو پڑا وہ ہرگز میں داخل نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ دودھ واپس پستان میں چلا جائے۔

حدیث ایضاً نمبر ۲: سیدنا عبد اللہ بن عباس و سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے کے بیٹے تو ایسی دنیا کو کیا کرے گا۔ جس کے حلال مال کا حساب ہوگا۔ اور حرام مال کا عذاب ہی ہوگا۔ ان تینوں احادیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور احمد اور ابی اور ترمذی، دیلمی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ایضاً: ان احادیث میں بہت سے حقیقت نواز انداز موجود ہیں۔

۔ سچی توبہ کیلئے خلوص دل کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی گنہگار خلوص دل سے کسی گناہ کی کرتا ہے۔ اور پھر کسی آئندہ وقت وہی جرم اس سے سرزد ہو جاتا ہے۔ تو پچھلی دفعہ وہی گناہ کرنے پر جو خلوص دل سے توبہ کی تھی اس کے اجر میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایک حدیث پاک میں ہے۔ **الْثَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ**۔ یعنی کسی گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ اور ایک حدیث پاک میں ہے۔ **الْثَّائِبُ حَبِيبُ اللَّهِ**۔ توبہ کرنے والا اللہ کا حبیب ہے۔ گناہ میں آلودہ ہونے کے بعد دل میں شرمندگی آئے تو باعثِ رحمت ہے لیکن گناہ کی مافی اُس وقت متصور ہوگی۔ جب دل سے ایک دفعہ مکمل خلوص نیت سے توبہ ہو جائے۔ دوبارہ وہ گناہ کرنے کا قطعی کوئی ارادہ نہ رہے۔

دری نوٹ:- صرف اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کرنے کی صورت میں شرمندگی اور صرف



خالص توبہ ہی کافی ہے۔ لیکن بندوں کے حق کو ضائع کرنے والا جب تک بندہ معافی نہیں لے لیتا توبہ قبول نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن مظلوم جب تک معافی نہیں کرے گا۔ ظالم کو اللہ تعالیٰ معافی نہیں دے گا۔ صرف ایک ہی صورت ہو سکے گی اللہ تعالیٰ جس ظالم کو بخشا چاہے گا۔ مظلوم سے کہے گا ظالم کو معاف کر دے۔ مظلوم مانے گا تو اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرمائے گا تو اپنا حق ظالم کو معاف کر دے میں اپنا حق معاف کرتا ہوں اور تم دونوں جنت میں چلے جاؤ۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو ظالم کی اپنی نیکیوں سے مظلوم کا حق پورا کیا جائے گا۔ اور اگر ظالم کے پاس اتنی نیکیاں بھی نہ رہیں گے وہ مظلوموں کے حقوق واپس کر سکے۔ تو ظالم کو جہنم جانا ہوگا۔ اور مظلوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاوضہ ادا کرے گا۔ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبِّيْ شَيْئًا۔

☆ گناہ مرزد ہو جانے پر آنکھوں سے آنسو کا نکل جانا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کبریٰ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دَمْعَةُ الْعَاصِي تَطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔ گناہ گار آدمی کے آنسو اللہ تعالیٰ کے غضب کو خنڈا کر دیتے ہیں۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ کہ روزِ محشر گناہ گاروں کو دیکھ کر دوزخ کی آگ بھڑکے گی۔ اور گناہ گاروں کی طرف حملہ آور ہو کر بڑھے گی۔ جو زبانِ ملائکہ دوزخ کو زنجیروں سے کھینچ کر روکنے کی بات مقرر کئے ہوئے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ یا الہی ہمارے بس ل بات نہیں رہی۔ آواز آئے گی گناہ گاروں کے آنسوؤں کا پانی دوزخ کے منہ پر چھڑکا دوزخ پیش قدمی سے رُک جائے گی۔

رونے اور آہ و بکا کی مختلف صورتیں ہیں۔ کوئی دنیا کی محبت میں روتا ہے۔ کوئی زخم کے درد، بیماری کی سنجینی سے روتا ہے۔ کوئی منافقت کا رونا روتا ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں جس

رونے اور آنسو کی قدر و قیمت ہے۔ وہ ہے صحیح العقیدہ مسلمان کے نکلنے والے خلوص نیت سے اس کی آنکھوں کے آنسو۔ ورنہ منافقت کا رونا یا دنیا کیلئے سب بے قیمت ہیں۔ لہذا نکلنے والے کسی کی آنکھ سے آنسو کی قبولیت دو چیزوں سے مشروط ہے صحیح العقیدہ مسلمان ۲۔ خلوص نیت

جب تک یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہیک وقت نہیں پائی جاتیں تو اس رونے کی کوئی قیمت یا قبولیت نہیں ہے۔ بد مذہب، گندے عقیدوں والے اور خود کو مسلمان کہلانے والے۔ ہندو، سکھ، عیسائی، دھریے بھی رویا کرتے ہیں۔ لیکن وہ بارگاہِ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ نہ اُن کا عقیدہ صحیح ہے۔ اور نہ نیت خالص ہے۔

خلوص نیت کی صرف اُسی وقت توفیق ہو سکتی ہے یا وہی خلوص نیت قابلِ اعتبار ہو سکتا ہے۔ جبکہ رونے والا صحیح العقیدہ صحیح مسلمان ہو۔ دنیاوی مطالب کیلئے رونا بھی وہ فضیلت نہیں رکھتا۔ جس کی فضیلت قرآن و سنت نے بتلائی ہے۔

ایمانی ارتقاء، خوفِ خدا، طلبِ معرفت، قُربِ خداوندی، عشقِ رسول و محبتِ اولیاء میں رونے کی قدر مُسَلَّم رہی ہے۔

حدیث ایضا میں دُنیا کی بے بنیادی کا ذکر ہے۔ کہ دُنیا کے حلال مال کا حساب ہوگا۔ کہ دولت کے حقوق زکوٰۃ، عشر، صلہ رحمی کے حقوق ادا کئے یا نہیں؟ حلال کمائی سے رشتہ داروں کا حق ادا کیا یا نہیں؟ نفلی صدقات کہاں کہاں خرچ کئے اور کس کس غرض سے خرچ کیا لیکن حرام کمائی ہوئی دولت پر ایسے سوالات ہرگز نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ حرام مال پر نہ تو زکوٰۃ ہے اور نہ عشر ہے۔

اور جس کی کمائی کے تمام ذریعے حرام ہیں ایسا آدمی اگر کسی بھی رفاہِ عامہ میں یا نیک کام

میں خرچ کرے گا تو اُسے ثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ اَلْنا بجرم ٹھہرے گا اور گناہ ہوگا۔ حرام کمالی کسی بھی شکل میں ہو حرام ہی ہے۔ مثلاً اولاد جانتی ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے اصول فروشی کر کے اُس غذا اری کے بدلے ایسی جائیدادیں حاصل کیں۔ جن جائیدادوں کے قابضین آباؤ کنتدگان پہلے سے موجود تھے۔ اور اُن کو بے دخل کر کے اپنے اثر و رسوخ سے مالک بن بیٹھے۔ ایسی جائیدادوں کی کمالی تمام تر حرام ہے۔ اُن سابقہ قابضین مستحق لوگوں کو ایسی جائیدادیں واپس کرنا لازمی حق ہے۔ البتہ اصول فروشی کے بدلے اور غذا اری کر کے جو سفید زمینیں ہتھیالی گئیں ان کا حکم مقبوضہ جائیدادوں کی طرح نہیں ہے۔

☆۔ جس آدمی کی کمالی ملی جلی ہے۔ کچھ حلال آمدنی اور کچھ حرام تو ایسی مخلوط کمالی والے سے نیک رفاہ عائدہ کی ضروریات میں رقم لی جاسکتی ہیں۔ لیکن اگر ایسا آدمی واضح کر دیتا ہے۔ کہ نیک کام میں جو حصہ ڈال رہا ہوں۔ یہ تمام تر حرام کمالی کے کھاتے سے دے رہا ہوں۔ تو ایسی رقم یا کوئی چیز کسی بھی نیک کام میں خرچ کرنا سخت گناہ ہے۔ اور اُس سے لینا بھی سخت جرم ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی دُور دراز سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے خانہ کعبہ پہنچتا ہے اور ”مَطْعَمُهُ حَرَامٌ، مَلْبَسُهُ حَرَامٌ، مَشْرَبُهُ حَرَامٌ اَنْنِي يُسْتَجَابُ لَهُ“ اس کا کھانا اور پینا اور لباس حرام کی کمالی سے ہے۔ اُس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ دوسری حدیث پاک میں ہے۔ كُلُّ جَسَدٍ قَبِلَتْ مِنْ سُخْتِ فَا النَّارِ اُولٰٓئِیْ بِہ۔ جو جسم حرام مال سے پرورش پائے گا۔ اُس کیلئے صرف دوزخ کی آگ کافی ہے۔ بزرگان دین نے حلال کمالی کو نصف ولایت قرار دیا ہے۔ یعنی جو مسلمان مکمل طور پر حلال کمالی کا مالک ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نصف دلی ہے۔

﴿پرہیزگار زمیندار اور بادلوں کے ذریعے

سیرابی کا نظام قدرت﴾

حدیث نمبر ۷۹۷:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ إِسْقَى حَدِيقَةً فَلَانٍ فَتَنَحَّى ذَٰلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَعَ مَاءً هُ فِي حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشَّرَاحِ قَدْ اسْتَوَّ عَبَتْ ذَٰلِكَ الْمَاءُ كُلَّهُ فَتَتَّبَعُ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَةٍ يُخَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فَلَانٌ لِإِسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لِمَ سَمَّيْتَنِي عَنْ إِسْمِي قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَأْوُهُ..... الخ (ص ۳۱۱ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:- سیدنا عبدالرحمن بن صخر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سفر کے دوران کسی علاقہ میں فضا میں گزرنے والے ایک بادل سے یہ آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر دو تو فضا کے بادلوں میں سے بادل کا ایک ٹکڑا الگ ہو گیا۔ اور اس نے پوری وادی میں خوب بارش برسا دی۔ اُس مسات کے پانی کے ریلوں میں سے پانی کے ایک ریلے نے قریبی باغ کا رخ کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی اُس باغ میں کھڑا اپنی کتسی سے کھیتوں کو پانی لگا رہا ہے۔ میں نے

پوچھا اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے وہی نام بتایا جو میں نے بادل سے  
تھا۔ تو اُس نے مجھ سے کہا اے اللہ کے بندے تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟ میں نے  
بادل سے آپکے نام کی آواز آئی تھی کہ فلاں (یعنی آپ) کے باغ کو پانی دے دو۔ اس باغ  
میں آپ کی کسی مصروفیت ہے۔ اُس نے کہا جب تُو نے پوچھ ہی لیا تو سُن لے کہ میں اس  
باغ کی پیداوار کے تین حصے کر لیتا ہوں۔ ایک حصہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیتا ہوں  
۔ اور دوسرا حصہ میں اپنے اہل و عیال کیلئے لے لیتا ہوں۔ اور تیسرا حصہ باغ پر خرچ کر  
ہوں۔ (ص ۴۱۱ جلد ۲، مسلم شریف)

شرح حدیث :- اس حدیث پاک میں مالی صدقہ کی روحانیت اور اس ذریعہ سے قرب  
بارگاہ ایزوی کے جلووں کا ذکر ہے۔

☆ وہ کتنا خوش قسمت مسلمان ہے۔ جو دنیا کی دولت کے عوض اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں  
درجہ کی مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے بادل کے ذریعے جس شخص کے  
باغ کو سیراب کریں۔ وہ کتنا محبوب ترین ولی کامل ہے۔ زمین کی پیداوار کے تین حصے  
کرنا۔ یہ باغ کے مالک ولی کامل کی محض لکھیت کی منفرد سوچ تھی۔ ورنہ شریعت **مُحَمَّد**  
**يَّةَ عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ فَحِجَّةٍ** میں زمین کی کل پیداوار میں تمام زمینی  
اخراجات نکال کر باقی اجناس پیداوار کا (بارانی زمینوں میں) دسواں اور نہری ذرائع سے  
سیراب ہونی والی زمینوں میں بیسویں حصہ کا نام عشر کے لفظ سے شرعی قوانین کے مطابق  
معروف و مشہور ہے۔ جس کا مستحقین تک پہنچانا لازمی حق اسلام ہے۔ یا جس زمین کو پانی  
خرید کر لگایا جاتا ہو ایسی زمین کی پیداوار میں بیسواں حصہ عشر کے نام سے مستحقین کو پہنچانا  
لازمی ہے۔ جو زمیندار زمین کی پیداوار کا عشر مستحقین کو ادا نہیں کرتا وہ کتنا ہی حاجی، غازی

غازی، پرہیزگار ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ بعض زمین دار ایک  
خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ دیکھیں اور رنگ برنگے کھانے پکا کر دعوت عام کر دی۔ اس  
خوش فہمی میں کہ دعوت کی دعوت، شہرت کی شہرت اور عشر اور زکوٰۃ بھی ادا اور لوگوں میں کزو  
فر بھی بے بہا۔ حالانکہ دعوت عام یا افطاری کا اہتمام یا اسلامی تہواروں پر پکائے گئے طعام  
یا نفلی صدقہ و خیرات عشر اور زکوٰۃ کی جگہ نہیں لے سکتے۔ عشر اور زکوٰۃ اسلام کا لازمی فرض  
ہے۔ اور دعوت عام یا افطاری کا اہتمام یا نفلی صدقات وغیرہ لازمی نہیں ہیں۔ بڑے  
بڑے جاگیردار اور اکثر مالدار بھی اس جرم میں ملوث ہیں۔

☆ اپنی سابقہ حالت کو بھول جانے والا انسان اللہ و رسول کا منظور نظر نہیں ہو سکتا ☆

حدیث نمبر ۸۰ :- **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَ أَقْرَعَ وَ أَعْمَى..... الخ (ص ۴۰۸ جلد ۲، مسلم شریف)**

ترجمہ :- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا بنی  
اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک پھلہری والا

(جسم پر سفید بدنما قسم کے داغ وغیرہ کو پھلہری کہتے ہیں) دوسرا کوڑھی والا بد شکل اور تیسرا  
اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تینوں سے امتحان لیا۔ اُن تینوں کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ  
پھلہری والے کے پاس آیا۔ اور اُسے کہا تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اُس نے کہا سب سے  
پہلے مجھے پھلہری کے مرض سے شفاء حاصل ہو۔ اچھا جسم اور تندرستی پسند ہے۔ کیونکہ اسی  
پھلہری کے مرض کی وجہ سے معاشرہ میں باعث نفرت ہوں۔ فرشتے نے اُس کے جسم پر  
ہاتھ پھیرا تو اُس کی (برص کی بیماری) پھلہری ختم ہو گئی۔ اور جسم کی کھال صاف بے داغ



ہو گئی۔ پھر فرشتے نے پوچھا۔ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے اُونٹ پسند ہیں۔ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اُس بھلیہری والے کو دس اونٹنیاں دے دی گئیں۔ فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اس مال میں برکت دے۔

اس کے بعد کوڑھی کے مرض والے بد شکل آدمی کے پاس وہ فرشتہ گیا۔ اور اُس سے پوچھا تجھے کیا پسند ہے۔ اُس نے کہا مجھے کوڑھی مرض سے شفاء اور اچھی شکل چاہیے۔ میں بد شکل ہونے کی وجہ سے معاشرہ میں کٹ کر رہ گیا ہوں۔ فرشتے نے اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اُس کا کوڑھی پن ختم ہو گیا۔ شکل اچھی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے اُس فرشتے نے اُس آدمی سے پوچھا۔ تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے گائے کی نسل پسند ہے۔ تو فرشتے نے اُسے ایک حاملہ (بچہ دینے والی) گائے لا کر دی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت دے۔ اس کے بعد وہ فرشتہ اندھے آدمی کے پاس گیا۔ اور کہا تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اُس نے کہا میری آنکھوں کی بینائی واپس لوٹ آئے۔ فرشتے نے اُس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے بکریاں پسند ہیں۔ تو اُس کو فرشتے نے ایک حاملہ بکری لا کر دی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے مال میں برکت دے۔ چنانچہ ان تینوں کے مال ایک کی اُونٹ نسل میں، دوسرے کی گائے نسل میں، تیسرے اندھے کی بکری نسل میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ حتیٰ کہ ان کے پاس کئی کئی ریوڑ تیار ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد وہی فرشتہ انسانی شکل میں بھلیہری والے کے پاس آیا۔ اُس نے کہا میں مسکین پر دینی مسافر ہوں۔ میرا سفر ابھی بہت ہے۔ اس وقت مجھے سوائے رب کی ذات کے اور تیرے سوا اور کوئی آسرا نہیں ہے۔ میں اُس ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا

ہوں۔ اپنے مال سے مجھے کچھ حصہ دے۔ اُس نے کہا میرے اپنے اخراجات ہی پورے نہیں ہوتے تجھے کہاں سے مال دوں؟ فرشتے نے اس سے کہا جو انسانی شکل میں تھا۔ مجھے تو کچھ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ تو وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بھلیہری کی بیماری سے نجات دی تھی۔ جب کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ اور اونٹوں کا مال دیا تھا۔ اُس نے کہا مجھے تو زندگی بھر ایسا نہیں ہوا۔ مجھے تو وراثت میں یہ تمام مال ملا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو پھر ویسا ہی ہو جا جیسے پہلے تھا۔ چنانچہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں محتاج اور غریب ہو گیا۔ اور بھلیہری کے مرض کا شکار ہو گیا۔

اس کے بعد وہ فرشتہ اُس آدمی کے پاس آیا۔ جو کوڑھی کی بیماری میں مبتلا رہا تھا۔ اور اسی طرح اُس سے گفتگو ہوئی۔ اُس نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ تو فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو پھر ویسا ہی ہو جا جیسا پہلے تھا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ چند دنوں میں کنگال ہو گیا۔ مال جاتا رہا۔ اور کوڑھی مرض میں مبتلا ہو گیا۔

پھر وہ فرشتہ اُس آدمی کے پاس آیا جو پہلے اندھا تھا۔ اُس سے بھی ایسی ہی گفتگو ہوئی تو اُس نے جواب دیا۔ ہاں میں واقعی پہلے اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا مجھے روشن آنکھیں عطا کیں۔ اور بکریوں کا بے تحاشہ مال عطا کیا۔ لہذا اے سوال کرنے والے مسافر راگیر جتنا تیرا جی چاہتا ہے میرے مال سے لے سکتا ہے۔ اُس فرشتے نے کہا جو انسانی شکل میں تھا۔ مجھے تیرے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ تیرے دونوں ساتھی بھلیہری مرض والا اور کوڑھی مرض والا سے اور تجھ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں امتحان لینے آیا تھا۔ جس میں تیرے دونوں ساتھی ناکام اور برباد ہوئے۔ مال بھی اُن کا برباد ہوا۔ اور تُو کامیاب ہوا۔ تجھے مبارک ہو۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد امور واضح ہیں۔  
جو دوستِ خدا اور وسیعِ نظر فی کی برکت۔

جملہ:- امارت ہو، غربت ہو، مصیبت ہو، خوشی ہو ہر حال میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کی یاد ہمیشہ مساوی قائم رکھنا ضروری ہے۔ غربت سے امارت نصیب ہو تو ماضی بھولنے والا ہمیشہ کیلئے ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ناراض رہتا ہے۔ مصیبت ہو تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ خوشحال زندگی ہو جائے تو شکرگزاری سے گہرا رابطہ رہے۔ اور دولت کے نشے میں پھر ہو کر مغروری میں انسان کو انسان ہی نہ سمجھنا فرعون و نمرود و ہامان سے رشتہ قائم کرنے کے مترادف ہے۔

﴿ذکرِ الہی اور اللہ والوں کے علاوہ تمام

دُنیا و مافیہا لعنتی ہے﴾

حدیث نمبر ۸۱:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذَكَرُ اللَّهِ وَمَا وَالَاهُ وَغَالِمٌ وَتَعَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَه

حدیث ایضاً:- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ

عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحٌ بَعُوضَةٌ مَأْسُومٌ كَافِرٌ أَمَنَهَا شُرْبَةُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَه

(۴۳۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ سب پر اللہ جل شانہ کی لعنت سوائے یادِ الہی اور جو یادِ الہی سے منسلک یا دینی تعلیم دینے والا یا لینے والا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پوری دنیا کی قیمت چھڑکے ایک پر کے برابر بھی ہوتی۔ تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا پینے کو نہ دیا جاتا۔

شرح حدیث و ایضاً حدیث:- دنیا کے جس شعبے میں عملی و فکری لحاظ سے اللہ و رسول کی رضا شامل حال نہیں ایسی دُنیا یقیناً لعنتی ہے۔ مسلمان دنیا کی زندگی کے کسی بھی مرحلے میں ہو۔ سب سے پہلے یہ دیکھے کہ میرے اس مرحلہء حیات میں کیا اللہ و رسول مجھ پر راضی ہیں۔ خوشی ہو، غمی ہو شرعی فرائض و اخلاقیات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ خواہ کوئی دُنیا کا فرد راضی ہو یا ناراض۔ پہلی حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔ جن میں سے ایک چیز کا بھی وجود مسلمان کی دُنیا داری کو ملعون ہونے سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ۱۔ ذکرِ الہی۔ ۲۔ دوسری چیز عالمِ دین باعمل کا وجود۔ ۳۔ تیسری چیز دینی علوم کو حقیقی بنیادی انداز میں سیکھنے والے یا سکھانے والے۔ ان تینوں چیزوں کی بنیاد عالمِ ربانی سے منسلک ہے۔ کیونکہ اللہ کی یاد کی ضروریات اور خدا و کسی استاد عالمِ دین سے سیکھنے سے ہی وجود پذیر ہوگی۔ یوں کہہ لینا بے جا نہ ہوگا۔ کہ دنیائے کائنات اللہ والوں کی برکت سے قائم ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقُولَ اللَّهُ یعنی جب تک

دنیا میں ایک بھی صحیح خالص فرد اللہ کہنے والا موجود ہے قیامت قائم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ ”لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شَرِّ النَّاسِ“۔ یعنی قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ ”الدُّنْيَا جَيْفَةٌ وَطَالِبُهَا كِلَابٌ أَوْ كَمَا قَالَ“۔ یعنی دنیا مُردار ہے۔ اس کا متلاشی مُکتا ہے۔ دنیا کی جس بھی کسی چیز کو شریعت کی بھڑی سے ذبح کر کے پاک نہیں کر لیا جاتا اور شرعی احکام کے مطابق اپنی دنیا داری کے تمام امور کو پابند نہیں کر لیتا۔ اس وقت تک دنیا مُردار ہے۔ اور اس کا تلاش کرنے والا مُکتا ہے۔ دنیا کی اسی پلیدی کے مد نظر ایسا حدیث وضاحت کر رہی ہے کہ پوری دنیا (جو اللہ رسول کی رضا کے خلاف ہو) وَمَا فِيهَا کی قدر چھڑ کے ایک پر برابر بھی نہیں۔

## ﴿ دُنْیَاوی مال و دولت کی غیر ضروری کثرت بالخصوص اُمّتی کیلئے نقصان دہ ہے ﴾

حدیث نمبر ۸۲:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَنَحْنُ مَعَهُ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِقَةً فَقَالَ مَا هَذِهِ قَالَ أَصْحَابُهُ هَذِهِ لِفُلَانِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِي نَفْسِهِ حَتَّى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذَلِكَ مَرَارًا حَتَّى

عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ فِيهِ وَاعْرَاضَ..... الخ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (ص ۴۴۲ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بازار نکلے اور ہم آپ کے ساتھ تھے۔ تو آپ نے ایک چوبارہ دیکھا فرمایا یہ کیا ہے۔ ہم نے عرض کیا یہ فلاں انصاری نے چوبارہ تیار کیا ہے۔ آپ خاموش تو ہوئے مگر ناراضگی کے آثار ظاہر تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہی انصاری حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور حاضرین کی موجودگی میں آپ سے سلام عرض کیا۔ تو آپ نے اس کی طرف سے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر انصاری نے دوسری طرف سے سامنے ہو کر پھر سلام عرض کیا تو آپ نے دوسری طرف منہ مبارک پھیر لیا۔ چند مرتبہ ایسے ہی کرنے کے باوجود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر غضب کے آثار فزوں تر ہوئے۔ انصاری نے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت کیا تو صحابہ کرام نے فرمایا۔ تیرے چوبارے کو جس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے۔ اُس دن سے لے کر وہ تجھ سے ناراض ہیں۔ انصاری نے واپس جا کر اپنے گھر کے بالا خانے چوبارے کو گرا دیا۔ پھر کسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا چوبارہ کہاں گیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاری نے آپ کی ناراضگی کی وجہ سے یہ چوبارہ گرا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا زندگی کی ضرورت کیلئے ایک مکان کے علاوہ دوسرا مکان مالک مکان کیلئے وبال اور باعث عذاب ہوگا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

(ص ۴۴۲ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)



شرح حدیث:- اس حدیث پاک سے ایمان افروز نکات ظاہر ہیں۔

☆ جیسے تمام انبیاء کرام اپنے امتیوں کو شرعی ناپسندیدہ اقدامات سے باز رکھنے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ حق کرتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی ہر استاد اور بالخصوص پیر مرید حضرات اپنے مریدوں اور شاگردوں کو شرعی ناپسندیدہ اقدامات سے روکتے رہیں تاکہ ہندوگان خدا سب مٹھنئی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار بن

سکیں۔ اور وہ ہدایات اور تبلیغ کیا ہے؟ وہ ہے غیر ضروری دنیا داری اختیار کرنے سے منع کرنا۔

☆ پیر یا استاد یا مبلغ عالم دین کے شرعی معاملات میں ٹوکنے سے غصہ کرنے والا مرید یا مقتدی یا شاگرد و فادار نہیں ہو سکتا۔ شرعی امور کی کسی بھی بات منع کئے جانے سے مرید یا مقتدی یا شاگرد کی اخلاقی و فاداری تب ہوگی۔ جب ممنوع حرکت سے فوراً باز آجائے۔

☆ دنیاوی زندگی کی ضرورت سے زائد کمرہ یا مکان بنانا مسلمان کی آخری زندگی کیلئے اور ابدی کامیابی کیلئے سخت مضرت ہے۔ عین ممکن ہے کہ دنیاوی کڑ و فز کے بدلے میں اسے ملنے والی بہشتوں کی نعمتوں میں کمی کر دی جائے۔

ہمراہی کو روکنے میں اپنی پوری کوشش نہ کرنے

والا امرے لوگوں میں خود برابر کا شامل ہے

حدیث نمبر ۸۳:- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعْظُهُ إِيَّاكُمْ خُمْسًا قَبْلَ خُمْسِي شِبَابِكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتِكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغَنَّاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَوَتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۲۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ جِبْرَائِيلُ أَنَّ أَقْلِبَ مَدِينَةٍ كَذَّاءٍ وَكَذَّابًا أَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ فِيهِمْ عَبْدَكَ فَلَنَا لَمْ يَعْصَكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ قَلْبُهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَإِنْ وَجَّهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِي سَاعَةٍ قَطُّ۔

(۲۳۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- عمرو بن میمون اودی سے مرسل حدیث مروی ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کو نصیحت کرتے فرما رہے تھے۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، غریبی سے پہلے مال داری کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو، اور موت سے پہلے زندگی کو۔ اس حدیث کو

ترمذی نے مرسل بیان کیا۔ (ص ۴۳۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں علاقے کے شہروں اور آبادیوں اور وہاں کے رہنے والوں سمیت زمین کے ٹکڑے کو اُلتا کر تباہ کر دو۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ ان آبادیوں میں ایک تیرا بندہ تیری عبادت کرنے والا بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس عبادت گزار سمیت علاقے کو تباہ کر دو۔ اس لئے کہ میری مخلوق کو گمراہ ہوتے دیکھ کر اس عبادت گزار نے چپ سادھ لی اور اس کے ماتھے کی کروٹ تک نہ بدلی۔ اور کسی کو کبھی تبلیغ نہ کی۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت قرار دیا ہے۔ حالانکہ مسلمان کیلئے باعث غنیمت تو بے شمار چیزیں ہیں۔ چونکہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی فوتِ عَلَیْمِ "بِذَاتِ الصُّدُور" سے آنے والے سائل کے مزاج کے مطابق نسخہ تجویز فرمایا کرتے تھے۔ اسی لئے اس مریض سائل کے مزاج کے مطابق یہ نسخہ، کیمیائے منتخب فرمایا۔ البتہ یہ نسخہ صرف اسی سائل کیلئے مفید نہیں تھا۔ بلکہ تمام افراد امت کیلئے سدا بہار نسخہ کیمیاء سے بڑھ کر ہے۔ جوانی، تندرستی، مالداری، فارغ البالی۔ اور زندگی حامل، ذکر و فکر۔ یہ نعمتیں انسان کیلئے باعث فوز و فلاح دین و دنیا ہو سکتی ہیں۔ اور اگر ان نعمتوں کو غلط استعمال کیا ان کا حق ادا نہ کیا۔ تو یہی نعمتیں باعث زوال سکون دین و دنیا ہو جائیں گی۔ اور ہمیشہ کیلئے نقصان اٹھانا ہوگا۔ دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم اور ہدی سے روکنے کا ایک اہم نکتہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ہر وقت آدمی سر بسجود رہنے والا، تمام اذکار کا ورد کرنے والا اور نفلی

کاموں سمیت حد درجہ کا صدقہ خیرات کرنے والا اگر خلقِ خدا کی اصلاح نہیں کرتا۔ اور مخلوق کی ہمدردی نہیں رکھتا۔ تو ایسے نیک صوفی و عامل کی تمام نیکیاں برباد ہیں۔ بالخصوص جب خلقِ خدا گمراہ ہو رہی ہو اور تسبیح کا کسی اپنے وظائف و اوراد میں مدہوش رہے۔ اور اللہ کے بندوں کی اصلاح اور تبلیغ کیلئے کچھ نہ کرے۔

### ﴿محبوبِ خدا کا سمندر درگوزہ نصیحت کا خزانہ﴾

حدیث نمبر ۸۴:۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي وَأَوْجِزْ فَقَالَ عَلَيْكَ يَا الْيَاسَ مَمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ فَإِنَّهُ الْغِنَى وَآيَاكَ وَالطَّمَعُ فَإِنَّهُ الْفَقْرُ الْخَاضِرُ وَصَلْ صَلَاتَكَ وَأَنْتَ مُؤَدَّعٍ وَآيَاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ

(ص ۳۱۵ جلد ۱، کشف الخفاء، ص ۴۴۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص من اصحاب العشرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا مجھے جامع وصیت کیجیے مگر نہایت مختصر۔ آپ نے فرمایا عام لوگوں سے کچھ بھی امید نہ رکھو اور یہی مالداری ہے۔ اور لالچ سے الگ رہو۔ کیونکہ یہی غربت ہے۔ اور نماز جب بھی پڑھو تو آخری نماز سمجھ کر پڑھو۔ اور کوئی بھی ایسا کام نہ کرو جس کی کسی بھی وقت معافی مانگنی پڑے۔

شرح حدیث :- اس حدیث پاک میں پوری دنیا کی بے بساطی کے پیش نظر مسلمان کو پوری زندگی کا اجمالی نظام الاوقات دے دیا ہے۔

☆ عام لوگوں سے کبھی بھی امیدیں وابستہ نہ کی جائیں۔ لفظ ناس ذکر کرنے سے خواص مقررین اولیاء کرام مستثنیٰ ہوئے۔ امیدیں جب بھی وابستہ کی جائیں۔ تو صرف اللہ تعالیٰ سے اور صالحین اولیاء کاملین سے اللہ تعالیٰ کے مظاہر سمجھ کر۔

☆ طمع اور لالچ بہت بُری عادت ہے۔ جس سے موجود کمائی بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اور مستقبل کے فوائد سے محرومیت بھی ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال کچھ یوں ہے۔ جیسا کہ ایک کھانا اپنے منہ میں گوشت کا ٹکڑا لے پانی کے گھاٹ پر کھڑا ہو۔ اور پانی میں اُسے اپنا ہی عکس نظر آیا۔ اور وہ کھانا اُس اپنے ہی عکس کو اپنا شریک یا رقیب سمجھ کر بھونکنا شروع کر دے۔ اس لالچ میں آکر کہ جو گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ میں نظر آ رہا ہے۔ وہ بھی میرے ہاتھ آ جائے۔ بھونکنے سے اس کے اپنے منہ سے گوشت کا ٹکڑا پانی میں گر کر گرم ہو جائے۔ یعنی اپنی موجودہ یا سابقہ کمائی کو صحیح استعمال اور محفوظ کئے بغیر آئندہ کی کمائی یا حصول مال میں اس باختہ ہو جائے اس کو بُری طمع یا لالچ کہتے ہیں۔ اور یہی غریبی ہے کیونکہ جو خوراک یا مال وائرہ اختیار سے خارج ہے۔ اُسے حاصل کرنے میں بھی ناکامی اور پچھلی کمائی جس کا کوئی معقول مصرف ہی سامنے نہ ہو۔ وہ بھی برباد ہو جائے۔

☆ پوری زندگی کیلئے عبودیت کا ایک ایسا نسخہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو عطا فرمایا۔ جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ کہ نمازی جب بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے نماز پڑھے تو ایسی یکسوئی اور توجہ سے کہ سوائے رب ذوالجلال جلل عجلالہ کی ذات کے تصور کے علاوہ کوئی بھی دوسری چیز خیال میں نہ آنے پائے۔ ایسی صورت میں زندگی کی ہر نماز

کامل ہونے کے ساتھ دنیاوی نمود و نمائش کی فریب خوردگی سے مکمل چھٹکارا نصیب ہو جائے گا۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ جو بھی نماز پڑھو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر۔

☆ اس حدیث میں جس چوتھی چیز کا ذکر ہے وہ ہے عاقبت اندیش سوچ سے خود کو آراستہ کرنا کہ زندگی میں کبھی کوئی ایسا کام یا بات نہ ہونے پائے جس سے عذر معذرت یا معافی مانگنا پڑے۔ یعنی حقوق اللہ تو ہر صورت انسان کے ذمے واجب الادا ہیں مکمل طور پر ادا نہیں ہو سکتے۔ البتہ اس حدیث میں جو چیز اذلاً مترشح ہو رہی ہے وہ ہے حقوق العباد

## ﴿بے بہا خزانوں کا عظیم تحفہ بہت کم﴾

### الفاظ میں عطائے مصطفیٰ ﴿﴾

حدیث نمبر ۸۵ :- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ وَ ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَ ثَلَاثٌ كَفَّارَاتٌ وَ ثَلَاثٌ دَرَجَتٌ فَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَشَحٌّ مُطَاعٌ وَ هَوًى مُتَّبَعٌ وَ إِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَ أَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَ الرِّضَا وَ الْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَ الْغِنَى وَ خَشْيَةُ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ وَ أَمَّا الْكَفَّارَاتُ فَالِإِتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ إِسْبَاحُ



الْوُضُوءُ فِي السَّرَاتِ (سردیاں) عَلَى الْمَكَارِهِ وَنَقْلُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَأَمَّا الدَّرَجَاتُ فَاطْعَامُ الطَّعَامِ وَافْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ "وَلَهُ شَوَاهِدٌ كَثِيرَةٌ" (ص ۳۴۲ جلد ۲، کشف الخفاء)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ کہ نبی لا ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین بربادیاں ہیں۔ اور تین کامیابیاں ہیں۔ اور تین چیزیں گناہ کو مٹانے والی ہیں۔ اور تین بلندیاں ہیں۔

تین بربادیاں۔ (۱) نخل کی قیادت (قیادت میں حد سے تجاوز اور غیر ضروری گرویدگی مال) (۲) نفس کی پیروی (۳) اپنی خوبیوں پر ناز کرنا۔

تین کامیابیاں۔ (۱) غصے اور خوشی میں انصاف پیش نظر (۲) امیری اور غریبی میں میاند روی (۳) خفیہ اور علانیہ حالت میں سدا خوف خدا۔

تین چیزیں گناہ کو مٹانے والی۔ (۱) ایک نماز پڑھ کر دوسری کا انتظار (۲) ناپسند پریشان مکن حالت میں با وضو رہنا (۳) خجگانہ جماعت میں شمولیت کیلئے مسجد کی طرف پیدل چل کر جانا۔

تین بلندیاں۔ (۱) مستحق لوگوں کو کھانا کھلانا (۲) سلام لینے دینے کی عادت جاری ساری (۳) رات کو نفل پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

اس حدیث کی تائید بہت سے محدثین نے کی ہے۔

شرح حدیث:۔ یہ حدیث پاک بہت سی مشہور ترین احادیث کا مجموعہ ہونے کے علاوہ قلیل

الہامی کثیر المعانی سمندر در کوزہ ہونے کا اکل نمونہ ہے جو کہ روحانیت و جسمانیت کی حقیقی تربیت اور ذوق حیات جاودانی بھی ہے۔ جامع و مانع ایک عظیم نسخہ ایمان بھی ہے۔ نخل کی عادت میں سبقت کرنا ہلاکت ہے۔ نفس کی پوجا یعنی اللہ و رسول کی پسند اور حکم کے مقابلے میں اپنے نفس کی بات مقدم رکھنا۔ اس کو میدان تصوف میں شرک خفی کہا جاتا ہے انسان کا اپنی خوبیوں پر نظر رکھنا اور نازاں رہنا اور دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنا ہلاکت کا عظیم سبب ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ -

﴿شراب پینا سگی ماں سے زنا کے برابر ہے﴾

حدیث نمبر ۸۶: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْخَمْرُ أُمُّ الْفَوَاحِشِ وَأَكْبَرُ الْكَبَائِرِ مَنْ شَرِبَهَا فَقَدْ وَقَعَ عَلَى أَوْبِهِ وَخَالَتْهُ وَعَمَّتْهُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالدَّيْلَمِيُّ (ص ۳۳۳ جلد ۲، کشف الخفاء مصنف اسماعیل بن محمد عجلونی)

☆ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ (تبلیغ)

ایضاً حدیث نمبر:۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ

فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(ص ۴۳۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۲: عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ أَنْ يُغَيَّرَ وَاعَلَيْهِ وَلَا يُغَيَّرُونَ إِلَّا أَصَابَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ أَنْ يَمُوتُوا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ (ص ۴۳۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شراب تمام بیجائیوں اور برائیوں کی ماں ہے۔ اور تمام بڑے گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے۔ جو شراب پیئے گا اس نے بے شک اپنی سگی ماں اور سگی پھوپھی اور سگی خالہ سے زنا کیا۔ اس حدیث کو بطبرانی اور دارقطنی اور محدث دیلمی نے روایت کیا (ص ۴۳۳ جلد ۱، کشف الخفاء)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۱: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے برائی دیکھے اسے طاقت سے روک دے۔ اگر طاقت سے نہ روک سکے تو منہ سے منع کرے۔ اور اگر منہ سے نہ کہہ سکے تو دل سے برا سمجھے۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کسی بھی قوم میں کوئی جرم پیشہ آدمی بے لگام ہو جائے۔ اور وہ قوم اُس مجرم کو جرائم سے روک سکتی ہو۔ اور نہ روکے تو مرنے

سے پہلے اس قوم کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔

ح حدیث: اس حدیث پاک میں شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ اور اس کے قصائد کے پیش نظر اس کی نہایت کامل انداز میں حرمت بیان کی گئی ہے۔

۱۔ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ میں ہر اس بنے الے رقیق مشروب یا کسی بھی ایسے جے ہوئے مواد کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جس سے انسان کے ہوش و ہوا اس اپنی صحیح کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکیں۔ ”الْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ“ ہر وہ چیز شر (شراب) ہے۔ جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ دوسری حدیث پاک میں ہے۔ ”كُلُّ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ“ اَوْ كَمَا قَالَ ”جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے وہ تھوڑی بھی حرام ہے۔ نشہ آور تھوڑی ہو خواہ زیادہ ہو حرام ہے۔ کسی پینے والے کو تھوڑی چیز کھانے یا پینے سے نشہ ہو یا نہ ہو۔ ہر صورت شراب یا کوئی بھی نشہ آور چیز حرام اور نجاست غلیظہ ہے۔

۲۔ ابتدائے اسلام میں شراب حلال تھی اور جاہلیت کے زمانہ سے بڑے زور شور سے چلی آرہی تھی۔ اس لئے اسلام کے ابتدائی مختلف ادوار میں پہلے اس کی قباحت اور قصائد بیان کئے جاتے رہے۔ پھر بعد میں مکمل طور پر قرآن و سنت سے حرمت کا فیصلہ کو کر دیا گیا۔ جو کہ قیامت تک حرام ہی رہے گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی یہ شراب پیئے گا۔ اس کا جنت میں داخلہ بند ہے۔ صحیح توبہ نہ کرنے والا جب تک دوزخ کی آگ میں سزا نہیں پالے گا۔ بیشتوں میں نہیں جاسکے گا۔ شراب نوشی اتنا بڑا سنگین جرم ہے۔ کہ زیر نظر حدیث بیجائیوں کی ماں قرار دیا گیا ہے۔ گویا کہ تمام گناہوں کا مجموعہ یہ شراب اتنی گندی چیز ہے۔ کہ سگی ماں یا خالہ یا پھوپھی سے زنا کے مترادف جرم قرار دیا گیا

کون اتنا بے غیرت کمینہ ہوگا۔ جو اپنی سگی پھوپھی یا سگی خالہ یا سگی ماں سے زنا کرے گا۔ ایسے شدید بُرے اعمال سے رُکنا اور روکنا دونوں فرض عین ہیں۔

اس ضمن میں دوسری حدیث پاک میں حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی رضی اللہ عنہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن کر روایت کر رہے ہیں۔ کہ بُرائی کو دیکھ جو روک سکتا ہو اور نہ روکے۔ ایسے ایک یا زیادہ افراد کو بطور قہر خداوندی مرنے سے پہلے کوئی نہ کوئی ضرور سزا ملے گی۔

☆۔ نبی عن المنکر اور امر بالمعروف یعنی بُرائی سے روکنا اور اچھے کام کی تعلیم دینے کو تمہیں درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ کسی بھی بُرائی کو طاقت سے روکنا یا کسی بھی یقینی اور لازمی اچھی چیز پر طاقت سے عمل کرنا۔

۲۔ کسی بھی بُرائی کو زبان سے روکنا یا کسی بھی لازمی یقینی چیز پر زبان سے عمل کرنا۔

۳۔ کسی بھی بُرائی کو دل سے رد کر دینا یا کسی بھی لازمی اچھی چیز کو دل سے ماننا اور اس پر مقدور بھر عمل کرنا۔

یہ تیسرا ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی بُرائی کو طاقت سے روک سکتا ہو لیکن طاقت سے روکنے کی بجائے زبانی تبلیغ و نصیحت سے کام لے۔ اور اسی پر اکتفا کرے تو برابر کا مجرم ہوگا۔ اور جو مسلمان طاقت سے نہیں روک سکتا زبان سے روک سکتا ہے۔ لیکن زبان سے نہیں روکتا بلکہ دل سے بُرا سمجھتا ہے۔ یہ بھی مجرم کے جُرم میں برابر کا شریک ہے۔ اور جو مسلمان کسی بھی بُرائی کو نہ طاقت سے روکنے کی ہمت رکھتا ہے اور نہ منہ سے کہنے کی ہمت رکھتا ہے۔ دل سے بُرا تو سمجھتا ہے۔ لیکن ایسے

ماوی جرائم پیشہ لوگوں سے تعلقات اُستوار رکھتا ہے۔ اُن کی محفل نہیں چھوڑتا ایسے غلط لوگوں کی خوشی و غمی کے مواقع میں اُن سے برابر ہمدردی صلہ رحمی کرتا ہے۔ تو یہ بھی درحقیقت بُرائی کو پسند کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کی محفل کو بغیر کسی شرعی مجبوری کے خیر باد نہ کہنے والا جرائم پیشہ لوگوں کے جُرم اور سزا میں برابر کا شریک ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے۔

”وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ“ (پارہ ۱۲ اور کور ۹۷)

ترجمہ۔ اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جاؤ تو تم کو جہنم کی آگ جلائے گی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا اگلی حدیث نمبر ۸۷ میں اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں کوتاہی کرنے والوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

﴿اچھی بات کی تبلیغ نہ کرنے والا اور بُری بات سے نہ روکنے

والے کا حشر﴾

حدیث نمبر ۸۷: عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانٌ مَا شَأْنُكَ الْيَسَّ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ أَمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَآتِيهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ



الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۳۳۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً: - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي رَحِمَهُ تَقْرُضُ شَفَاهُكُم بِمَقَارِئِضَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ يَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَقْرَأُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَلَا يَعْمَلُونَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَالتَّيْهِقِيِّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

(۳۳۸ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا انس بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک ایسے آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی۔ تو وہ آدمی اپنی انتڑیوں کے ارد گردیوں پکڑ لگائے گا۔ یہ گدھا آٹا پیسنے کی چکی کو گھمانے کیلئے پکڑ کاٹتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر جہنمی لوگ اس کے گرد جمع ہو جائیں گے۔ اور پوچھیں گے ارے تو تو ہمیں نیکی کا حکم دیا کرتا تھا اور بُرائی روکا کرتا تھا۔ تو یہاں کیسے؟ جواب دیا گاں میں آپ کو اچھائی کا حکم دیتا تھا۔ لیکن خود اپنے کام نہ کرتا تھا۔ اور آپ کو بُری چیزوں سے روکتا تھا۔ لیکن خود نہ روکتا تھا۔

ترجمہ ایضاً حدیث:- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ رؤف درجیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے کچھ آدمی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے (جبرئیل امین علیہ السلام سے) پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ آپ کی امت کے خطیب (واعظ، علماء)

ہیں۔ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے۔ اور خود نیکی سے فرار رکھتے تھے۔ منہ سے جو وعظ و تبلیغ کرتے تھے اس پر خود عمل نہ کرتے تھے۔ احکام قرآن و سنت لوگوں کو سناتے اور خود شرعی احکام پر عمل نہ کرتے تھے۔

شرح حدیث و ایضاً:- دونوں حدیثوں میں اسر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے منہ پھیرنے والے کیلئے دعویدار شہید کے دعوے کو ماننے پر تیار ہونے کی بات کی لوگوں کو تبلیغ و نصیحت کرے اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکے لیکن خود عمل نہ کرے۔

☆- ایک نمونہ تو اس شخص کا جو اچھی بات کی لوگوں کو تبلیغ و نصیحت کرے اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکے لیکن خود عمل نہ کرے۔

☆- دوسرا نمونہ:- ایسے شخص کی جہنم کی سزا کے دو نقشے دکھائے گئے۔ ۱۔ گدھے کی طرح اپنی انتڑیوں کے ارد گرد پکڑ لگاتا۔ ۲۔ آگ کی قینچیوں سے ہونٹوں کا جہنم میں کاٹا جانا۔

بے عمل عالم مولوی خطیب حضرات کا ذکر ہوا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ ان مذکورہ خطیب مولوی حضرات سے وہ بد عمل خطیب علماء مراد ہیں جو لوگوں کو نماز کی سخت پابندی کی وعظ کریں اور خود لا پرواہی کا شکار رہیں۔ اور اختیاری نمازی رہیں۔ سفر و حضر میں لوگوں کو نماز پڑھانے اہمیت کے امور انجام نہ دے رہے ہوں۔ تو نمازوں کو الوداع ہی کہتے گئے۔ یا تو بلا وجہ قضا کرتے گئے یا سرے سے ادا ہی نہ کی۔ لوگوں کو زکوٰۃ کی سخت تنبیہ کرتے رہے۔ اور خود اپنے پاس یا بیٹیکوں میں رقوم جمع کروا کر زکوٰۃ دینا تو ایک طرف اَلْنا سود (منافع) لیتے رہے۔ خود صاحب نصاب ہوتے ہوئے بھی ادا نیکی زکوٰۃ نہ کی۔ کاروباری پلاٹ، مکان (حاجت ضروریہ روزمرہ کے علاوہ) یا مختلف کاروباروں میں چلائی جانے والی رقوم پر سال پورا ہو جانے کے باوجود علماء و آئمہ حضرات کی خاصی تعداد خود کو زکوٰۃ ادا کرنے کے حق دار نہیں سمجھتے غالباً اس خام خیالی کا شکار ہیں۔

کہ ہم تو مذہب و دین اور مسلمانوں کے خدمت گزار ہیں۔ ہمیں ان ضروریات دین مستثنیٰ رہنا ہمارا حق ہے۔ حالانکہ ایسی فکر اور سوچ درحقیقت اسلام کی خدمت سے فرار، غداری کے مترادف ہے۔ اور ایسے بے عمل آئمہ مولوی و علماء حضرات قیچیوں سے ہونے کووانے کے سزاوار ہونگے۔ جو لوگوں کی ضروریات دین صلہ رحمی اتفاق و اصلاح معاشرہ کیلئے مقدور بھر کوشش جیسے مسائل کی تبلیغ کریں اور خود ”وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْقُوتُ عَنْهُ“ لوگوں کو توہراتی سے روکیں اور خود وہی زبائیاں اختیار کریں۔ ان دونوں احادیث اور اسی قسم کی دوسری زجر و تنبیخ والی احادیث جن میں علماء امت کو مختلف سزاؤں مستحق قرار دیا گیا ہے۔ ان علماء سے مراد فرائض اسلام و احکام شرعیہ کے تارک مراد ہیں البتہ غیر لازمی اور نقلی کاموں کی تبلیغ کرنے والا عالم یا مبلغ اگر خود ایسے نقلی کام نہ کرے جن کی تبلیغ کرتا ہے۔ تو ان احادیث میں مذکورہ سزاؤں سے مستثنیٰ و مبرا ہوگا۔

### ﴿غریب کون﴾

حدیث نمبر ۸۸: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلْتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مَنْ أَتَتْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَآكَلَ مَالَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا وَسَفَكَ

دَمَ هَذَا فَبُعْطَ مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَىٰ مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۴۳۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

### ☆ ظلم تین ہیں ☆

حدیث الضأ: عَنْ مَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الدَّوَانِيُّ ثَلَاثَةٌ دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ إِلَّا شِرَاكَ بِاللَّهِ وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللَّهُ ظُلْمٌ الْعِبَادَ فِيمَا بَيْنَهُمْ حَتَّى يَقْتَضِيَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْزِئُ اللَّهُ بِهِ ظُلْمٌ الْعِبَادَ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللَّهِ فَذَاكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَابُهُ وَإِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ (ص ۴۳۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غریب کون ہے؟ انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا ہم میں سے غریب وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم نہ کوئی سامان۔ آپ نے فرمایا میری امت میں سے وہ آدمی غریب ہے جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں اور روزے اور زکوٰۃ صدقہ خیرات جیسے نیک عمل لے کر آئے گا۔ ایک وہ آجائے گا جسے اس نے گالی دی ہوگی۔ اور ایک وہ آجائے گا جس پر اس نے جہت باندھی ہوگی۔ اور ایک وہ آجائے گا جس کا مال اس نے زبردستی چھینا ہوگا۔ اور ایک وہ آجائے گا جس کو اس نے قتل کیا ہوگا ”یا کروایا ہوگا“۔ اور ایک وہ آجائے گا جسے اس نے مارا پیٹا ہوگا۔ تو ایسے تمام مظلوموں کو اس کی نیکیوں سے حقوق اور معاوضے ادا کئے جائیں گے۔ اگر اس کی (ظالم کی) نیکیاں مظلوموں کے

حقوق ادا کرنے سے قبل ختم ہو گئیں۔ تو مظلوموں کے گناہ اس نیکیوں والے ظالم کے کھاتے میں ڈال دئے جائیں گے۔ پھر اس ظالم کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

ترجمہ حدیث ایضاً: سیدہ عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لازمی حقوق تین ہیں۔

۱۔ شرک۔ وہ حق جو کبھی نہیں بخشا جائے گا۔ ۲۔ ایک وہ حق ہے جو چھوڑا نہیں جائے گا یعنی بندوں کے آپس میں مظالم جب تک ایک دوسرے کو پورے پورے حقوق نہیں دلوا جائیں گے۔

۳۔ تیسرا لازمی حق وہ جسکی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔ جسے بندہ ادا نہیں کرتا چاہے تو معاف کر دے چاہے سزا دے۔

شرح حدیث و ایضاً حدیث: ان دونوں احادیث میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔ ۱۔ غریبی و قسم ۱۔ مالی دنیاوی ۲۔ ایمانی روحانی۔

اس پہلی حدیث پاک میں مالی و دنیاوی غربت کو کوئی بھی وقعت نہیں دی۔ ایمانی روحانی غربت کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ پائیدار دولت وہ ہے جو ہمیشہ رفیق سفر ہے۔ اور وہ صرف دولت ایمان ہے۔

☆۔ حرم پیشہ لوگوں کے نیک اعمال اور ادائیگی فرائض سمیت نیکیاں قبول بھی ہوتی ہیں۔

☆۔ بندوں کی حق تلفی اللہ عز و اسما کبھی معاف نہیں کرے گا جب تک مظلوم خود معاف نہیں کرے گا۔ یا اللہ تعالیٰ مظلوم کو اپنی طرف سے خود معاوضہ ادا نہ کرے گا۔

☆۔ قیامت کے دن جس ظالم کے پاس اتنے نیک اعمال نہ ہوئے۔ جس سے تمام مظلوم لوگوں کے حقوق کا بدلہ ادا ہو سکے ایسے ظالم کو مظلوموں کے حقوق کے بدلے اسے

مظلوموں کے گناہ اٹھوا دیئے جائیں گے۔ اور سیدھا جہنم پہنچا دیا جائے گا۔

”الْآن يَشَاءُ رَبِّي شَيْئًا“

☆۔ تین مذکورہ حقوق میں سے دو کی معافی ممکن ہے۔ بندوں میں آپس کے مظالم دوسرے اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان بندے کے مظالم۔ تیسرا حق کبھی نہیں معاف ہوگا۔ وہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی دوسری چیز کو جزوی یا کُلّی طور پر خدا ماننا۔

### ﴿مومن کا خواب لا جواب﴾

حدیث نمبر ۸۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۳۹۲ جلد ۲ مشکوٰۃ) ایضاً حدیث:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَن رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ فَسَأَلْنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ



وَلَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيْنَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي  
..... الخ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۳۹۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھوک دے اور تین دفعہ "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" پڑھ کر جس پہلو پر لیٹے یہ خواب آیا۔ اُس کو بدل کر دوسرے پہلو پر لیٹ جائے۔ اس حدیث کو مسلم بن حجاج قشیری محدث نے روایت کیا۔ (ص ۳۹۴ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے تم میں سے آج رات کسی نے خواب دیکھا اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو وہ اپنا خواب بیان کرتا۔ اور حضور کچھ فرمادیتے جو اللہ کو منظور ہوتا۔ ایک دن حضور علیہ السلام نے ہم سے خواب کے بارے میں پوچھا کہ کسی کو خواب آیا؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں دیکھا میرے پاس دو آدمی آئے۔ وہ میرے ہاتھ سے پکڑ کر مجھے ملک شام کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک آدمی اُس کے پاس لوہے کا جمور لے کر کھڑا ہے۔ اُس جمور سے بیٹھے آدمی کے منہ کے گال کی ایک طرف سے پکڑ کر کھینچ کر پچھلی طرف گڈی تک چیر دیتا ہے۔ پھر منہ کی دوسری طرف سے ایسے ہی کرتا ہے۔ جب تک وہ جڑے کی دوسری طرف کو چیرتا ہے پہلی طرف دوبارہ جڑ جاتی ہے۔ وہ جمور والا آدمی بیٹھے آدمی کے ساتھ مسلسل بار بار یہی مشق کر رہا ہے۔ میں نے دونوں آدمیوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلے تھوڑی ہی دور چلے کیا دیکھا کہ ایک

آدمی گڈی کے بل اُٹھ لیتا ہوا ہے۔ اس پر ایک آدمی بڑا دھڑکی پتھر لے کر کھڑا ہے۔ اور اس لیے ہوئے آدمی کے سر پر مارتا ہے۔ تو اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اور پتھر گھوم کر دور جا کر گر جاتا ہے۔ وہ آدمی اس پتھر کو جا کر پھراٹھا لاتا ہے۔ اتنی دیر میں اُس لیے ہوئے آدمی کے سر کے ٹکڑے آپس میں جڑ کر پہلی حالت میں صحیح ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دوبارہ یہی عمل کرتا ہے اور بار بار ایسے ہی کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میرے ساتھ والے آدمی مجھے کہنے لگے آگے چلے۔ تھوڑی دور ہی گئے تھے۔ کہ ایک بہت بڑا تنور دیکھا جس میں زبردست شعلہ دار آگ جل رہی ہے۔ جب آگ کا لادانہ تنور سے باہر نکلتا ہے تو ننگے آدمی اور ننگی عورتیں اس لادے میں نظر آتے ہیں۔ لاوا جب تنور میں واپس نیچے چلا جاتا ہے۔ تو ننگے مرد اور عورتیں بھی اسی لادے کے ساتھ نیچے تنور میں چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اور یہ کیا معاملہ ہے؟ میرے ان دونوں ساتھیوں نے کہا آگے چلے۔ ہم تھوڑی دیر ہی چلے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ خون کی ایک نہر چل رہی ہے۔ جس کے درمیان خون میں ایک آدمی کھڑا (ڈوب رہا) ہے۔ اور نہر کے دونوں کناروں پر دو آدمی پتھر لے کر کھڑے ہیں۔ نہر کے اندر ڈوبنے والا آدمی جب ایک کنارے کی طرف قریب آتا ہے۔ تو آگے سے کنارے پر کھڑا آدمی اس کو پتھر دے مارتا ہے۔ اور وہ پھر درمیان میں چلا جاتا ہے۔ پھر دوسری طرف جب نکلنا چاہتا ہے۔ تو ادھر سے بھی اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ یوں ہی بار بار دہرایا جا رہا ہے۔ میں نے اپنے ہم سفر دونوں آدمیوں سے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا آگے چلے چنانچہ ہم تھوڑی دور ہی چلے تھے کیا دیکھا ایک بہت بڑا وسیع و عریض باغ ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا درخت ہے۔ اس درخت کے نیچے تنے کے پاس ایک بزرگ اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے پاس

ایک آدمی آگ جلا رہا ہے۔ تو وہ میرے دونوں ساتھی مجھے ساتھ لے کر اس درخت پر چڑھ گئے۔ درمیان میں کیا دیکھا بڑا خوبصورت گھر ہے۔ جس میں بزرگ فوجان مرد عورتیں اور بچے موجود ہیں۔ پھر یہاں سے ہم درخت کے بالائی حصہ پر چڑھ گئے۔ یہ گھر پچھلے گھر سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔ یہاں صرف بزرگ بوڑھے اور نو جوان آدمی تھے۔ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔ کہ تم نے آج رات مجھے خوب سیر کرائی۔ لیکن مجھے بتاؤ، جو دیکھا اس کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا جو آدمی آپ نے دیکھا۔ اس کے منہ کے جڑے، جمور سے چیرے چارے ہیں وہ جھوٹ بولنے والا چغل خور تھا۔ ایک کی بات لے اڑتا دوسرے لوگوں کے پاس اور دوسرے لوگوں کی باتیں اوروں کے پاس لے اڑتا۔ جھوٹ موٹ ملا کر ان کی عزت کو خاک میں ملا دیتا۔ ایسے آدمی کا حشر قیامت کے روز دوزخ میں ایسے ہی ہوگا۔ اور وہ لینا ہوا آدمی جو آپ نے دیکھا۔ جس کا سر پتھر مار مار کر گچھا جا رہا ہے۔ وہ قاری و حافظ قرآن تھا۔ اور لوگوں کو احکام شریعت کی تبلیغ کرتا تھا۔ اور قرآن کے لازمی احکام پر خود عمل نہیں کرتا تھا۔ ایسے آدمی کے ساتھ دوزخ میں قیامت کے روز یہی سلوک کیا جائے گا۔ اور آپ نے جو جلتی آگ والا تنور دیکھا۔ جس میں ننگے آدمی اور ننگی عورتیں جل رہی ہیں۔ وہ بدکار زانی لوگ ہیں۔ اُن کا حشر قیامت کو ایسے ہی ہوگا۔ اور جس آدمی کو آپ نے خون کی نہر میں دیکھا وہ سود خور آدمی ہے۔ جو لوگوں کا خون چوستا ہے۔ ایسے آدمی کا قیامت کو یہی انجام ہوگا۔ اور جو درخت آپ نے دیکھا اس کے نیچے ابراہیم علیہ السلام اور لوگوں کے بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جو آدمی پاس بیٹھا آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا واروغہ تھا۔ اور درخت پر پہلا درمیانی گھر عام ایمان والوں کی رہائش گاہ تھی۔ اور یہ گھر جس میں ہم کھڑے ہیں یہ شہیدوں کی منزل ہے۔ اور میں جبرائیل اور یہ میرا ساتھی

میکائیل ہم دونوں فرشتے آپ کو سیر کرانے آئے تھے۔

شرح احادیث خواب :- خواب دیکھنے کے مختلف احوال ہیں۔

☆ نبی کا خواب ☆۔ مومن ایمان والے کا خواب ☆۔ عام لوگوں کا خواب۔

کسی بھی نبی برحق کا کوئی بھی خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ اولیاء کاملین اور تمام کامل ایمان والوں کے اکثر خوابوں کو وحی کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ عام لوگوں کے خواب کے مختلف احوال اور مختلف تعبیریں کی جاتی ہیں۔ فرائض شرع کو مقدم و بھرا داکر کرنے والا اور خورد و نوش میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنے والے کے خواب کی تعبیر کافی آسان ہوتی ہے۔ لیکن خوابوں کی تعبیر کا پختہ علم رکھنے والے کیلئے۔

البتہ مادیت کی کثافت اور بلغمی و سوداوی اجزاء سے متاثر بے تحاشا انداز میں کھانے پینے والا آدمی شرعی فرائض سے اکثر یا کبھی کبھار بالکل فارغ فاسق آدمی کے خواب کی تعبیر اضافات احلام (جس کی تعبیر نہایت مشکل درمشکل) ہے۔ اسی وجہ سے احادیث میں ایسے گندے اور کثیف ترین خوابوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ زیر تشریح حدیث پاک میں بھی یہی ترغیب موجود ہے کہ اگر ناپسندیدہ برا خواب آجائے تو اُٹھ کر تین دفعہ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اپنے بائیں پستان پر تھوک دیا جائے۔ جس کروٹ پر یہ خواب آیا وہ کروٹ بدل کر دوسری کروٹ آدمی لیٹ جائے اور کسی سے وہ خواب بیان نہ کرے۔ تو جسے خواب آیا اس کو ایسا کرنے سے گندے خطرناک خواب کے اثرات نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ احادیث کی رو سے کسی قسم کا بھی خواب آئے اس کو بے وقوف جاہل آدمی کے سامنے مت بیان کیا جائے۔ کیونکہ سننے والا اس خواب کی جو بھی تعبیر کر دے گا۔ اس کی تعبیر کا ویسے ہی واقع ہو جانا اکثر ہو سکتا ہے۔

ضروری نوٹ:- جس خواب میں احکام ہو جائے اس پورے خواب کی کوئی تعبیر نہیں۔

﴿کون سا جھوٹ بولنا جائز ہے﴾

حدیث نمبر ۹۰:- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ كَذِبُ الرَّجُلِ إِمْرَأَتَهُ لِيُرِضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ (ص ۲۲۸ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۹۰:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَ فَلْيُسْلِمِ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَا فِي الْآخِرِ وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِلْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهَجْرَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفِكَ دَمِهِ وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَقَاتَ دَخَلَ النَّارَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَآحْمَدُ (ص ۲۲۸ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۲:- مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ

فَيَتَصَا فِحَانٍ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّبَهَقِيُّ (ص ۲۶۳ جلد ۲ کشف الخفاء)

ایضاً حدیث نمبر ۳:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غُلَامَانِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۴:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ إِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلِيِّكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعَ مَا يُحْيُونَكَ فَأَنهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذَهَبَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَرَادَوْهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَكُلْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يُنْقَضُ بَعْدَهُ حَتَّى الْآنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث نمبر ۹۰:- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے تین صورتوں کے جھوٹ بولنا جائز نہیں۔  
☆ - خاوند اپنی بیوی سے زیادہ پیار بڑھانے کیلئے ایسی جھوٹی باتیں کہہ لے جس سے حقوق اللہ یا حقوق العباد کی کسی قسم کی تلافی نہ ہو۔

☆ - اسلام و کفر کی جنگ میں اسلامی عسکری امور کو مستحکم کرنے کیلئے۔

☆ - لوگوں کے درمیان صلح و آشتی کی نضا کو قائم رکھنے یا مزید مستحکم

کرنے کیلئے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا۔ ترجمہ ایضاً حدیث



نمبر ۱:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی مؤمن کیلئے جائز نہیں کہ اپنے ایمان دار بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے۔ اگر ناراضگی میں تین روز پورے ہو جائیں تو ایمان والے کو چاہیے کہ اپنے ایمان والے بھائی سے جا ملے اور اسے سلام کہے۔ اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو دونوں کو اجر ملے گا۔ اور اگر وہ سلام کا جواب نہ دے۔ (مصالحات کا انداز نہ رکھے) تو سلام کہنے والا اجر کا مستحق اور مصالحت نہ کرنے والا گنہگار۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یوں ہے۔ جو اپنے بھائی سے ایک سال تک ناراض رہا گویا کہ اس نے اُسے قتل کیا۔ ایک اور روایت میں یوں ہے جو آوی تین دن سے زائد اپنے بھائی سے ناراض رہا اور اسی دوران وہ مر گیا تو سیدھا جہنم جائے گا۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲:- دو مسلمان جب بھی خلوص سے ملیں اور سلام کہنے کے بعد مصافحہ کر لیں۔ تو ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے اُن دونوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی اور بیہقی اور احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔ بحوالہ کشف الخفاء لمحمد عجلو فی متوفی ۱۱۶۲۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۳:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کی ایک ٹولی پر سے گزرے تو آپ نے اُن کو سلام کہا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۴:- سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اُن کو اپنی (پسندیدہ) صورت پر پیدا فرمایا۔ اُن کا قد ساٹھ گز تھا۔ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق پایہ تکمیل کو پہنچی۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ سامنے بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کہو۔ اور غور سے سُن لو جیسے وہ سلام کا جواب دیں۔ وہی طریقہ اور جواب تیری اولاد کیلئے جاری و ساری رہے گا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور فرشتوں کو سلام کہا۔ تو انہوں نے جواب میں علیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ ورحمۃ اللہ لفظ کا اضافہ کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صورت کے مطابق ساٹھ گز قد کی لمبائی کے ساتھ داخل ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر قد چھوٹے ہوتے رہے۔ اب تک یہ قدرہ گئے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا (ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

تنبیہات :- جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ لوگ اُسے سلام کریں یا خود کسی کو سلام کہنا گوارا نہ کرے۔ ایسے آدمی سلام کی برکات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ زندگی کے متعلقہ دینی و دنیاوی ہر شعبے میں جو آدمی نہایت درجے کا ناپسند ہو۔ اور خود کسی کو سلام کرنا پسند نہ کرے۔ لوگوں سے سلامی لینا پسند نہ کرتا ہو۔ ایسے شیطان آدمی کو سلام کہنا منع ہے۔ اگر اس کی انتقامی کارروائی یا ایذا رسانی کا اندیشہ ہو۔ تو سلام کی جگہ یوں کہہ لیا جائے تو بجا ہوگا۔

السلام علی :- علی کو آہستہ کہہ لے یعنی مجھ پر سلامتی ہو۔ اور اگر کسی بے ادب سے واسطہ پڑے اور مجبوراً سلام کہنا پڑے تو التَّلاَمُ عَلَیْکُمْ ٹا کے ساتھ یعنی تمہاری گہری بربادی ہو۔ یا، الصَّلَامُ عَلَیْکُمْ صا کے ساتھ یعنی تم پر بوجھ ہو یا آگ ہو۔ یا، السَّامُ عَلَیْکُمْ تم پر موت طاری ہو۔ البتہ کسی صحیح العقیدہ ایسے مسلمان کو جو تنگ معاشرہ نہ ہو ایسے الفاظ سے سلام کہنا حرام ہے۔ اور اگر کوئی غیر مسلم یا کوئی بے ادب ایسے الفاظ استعمال کرے گا۔ تو ایسے الفاظ کا قہر اُسی کہنے والے کی طرف ہی لوٹے گا۔ کیونکہ وہی اُن

الفاظ کے مفہوم کا اہل اور مرجع رہا ہے۔ صحیح العقیدہ ایمان دار آدمی ایسے قہر کا مستحق نہیں ہوتا  
شرح احادیث۔ نمبر ۹۰ و ایضاً نمبر ۳۲، ۳۳، ۳۴۔

حدیث نمبر ۹۰ میں جھوٹ اور اس کی حدود متعین کی گئی ہیں۔ اصل واقعہ کے خلاف بات کہ عربی زبان میں کذب کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اردو اور پنجابی زبان میں ایسی بات کو جھوٹ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ البتہ جھوٹی بات کا علم نہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے۔ ایسی بات کہنے والے پر وہ شرعی احکام لاگو نہیں ہوتے۔ جو جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والے پر لاگو ہوتے ہیں۔ جس جھوٹی بات میں کوئی بھی منفی تحریمی نمونہ موجود ہو۔ ایسا جھوٹ بولنا حرام ہے۔ اور جس جھوٹ میں صرف تعمیری اصلاحی و مثبت نمونہ موجود ہو۔ ایسا جھوٹ قابلِ سزا جرم نہیں ہے۔ بلکہ خوب تر اور قابلِ تحسین ہے۔ اسی جھوٹ کی اس حدیث میں وضاحت کی گئی ہے۔ کہ خاندان ایسی جھوٹی بات کر سکتا ہے۔ جس سے بیوی کے ساتھ پیار میں اضافہ ہو سکے۔ جس جھوٹ میں اللہ تعالیٰ کے حقوق پامال ہوں یا بندوں کے اسلامی حقوق ضائع ہوں۔ اس قسم کا کوئی بھی جھوٹ سخت حرام ہے۔

جائزہ جھوٹ کی دوسری قسم :- اسلام و کفر کی لڑائی میں اسلام کی بہتری کیلئے کوئی بھی جھوٹ بولا جائے تو جائز اور مستحسن ہوگا۔

تیسری قسم۔ معاشرہ میں یگانگت اور ہم آہنگی کو مضبوط بنانے کیلئے دوفریقوں کے درمیان پیار اور اتفاق کی فضاء کو مستحکم کرنے کیلئے اور ناراضگی کو دور کرنے کیلئے جھوٹ بولنا جرم نہیں۔ بلکہ نیکی اور کارِ خیر کے زمرے میں آتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کی خیر خواہی بیشتر امورِ زندگی سے مقدم ہے۔ اس لئے ہر دوسرے مسلمان کیلئے خیر و عافیت کی طلب ایمان کے اہم امور سے ہے۔ اور اس کیلئے ہمارے آقا جلال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے مسلمان کو

مسلم کہنے میں پہل کرنے کی تعلیم دی ہے۔

ایضاً حدیث نمبر ۱ میں یہی مذکور ہے۔ کہ کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے تین دن سے زائد ناراض نہ رہے۔ اور اگر تین دن یونہی غصہ ناراضگی میں گزر گئے تو دونوں مسلمان بھائیوں کیلئے لازم ہے۔ کہ دونوں میں سے ہر ایک پہل کر کے اپنے بھائی مسلمان کو جا کر سلام کہے۔ اگر پہل نہ کر سکے تو پہل کرنے والے مسلمان بھائی کا خیر مقدم کرے۔ اور خلوص دل پیش کیا جائے۔

ضروری نوٹ :- غیر مسلم یا بد عقیدہ بے ادب مسلمان یا معاشرے کے نامور مسلمان شریعت پر شیطان آدمی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہنے میں شرعی اسلامی نقطہ نگاہ کے مطابق کوئی گناہ نہیں۔ صلح و آشتی میں یا معافی مانگنے میں پہل کرنے والا اس حدیث میں موجودہ سزا سے بری الذمہ ہے۔ بلا وجہ شرعی سلام کا جواب نہ دینے والا معذرت خواہ کو معافی نہ دینے والا، تین دن سے زائد ناراض رہنے والا سخت مجرم اور گنہگار ہے۔ اور ایسے ہی ہے۔ جیسے اُس نے کسی کو قتل کر دیا ہے۔ اور وہ جہنمی ہے۔

ایضاً حدیث نمبر ۲ بھی اسی مفہوم کی تائید کر رہی ہے۔ اور ترغیب دی گئی ہے۔ مسلمان کا مسلمان پر پہلا بنیاد حق یہ ہے۔ کہ جب بھی آئنا سامنا ہو ایک دوسرے کو سلام کہا جائے۔ اور مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے۔ اگرچہ ایسا بار بار کرنا پڑے۔ کہ چند منٹ پہلے کسی بازار میں ملے۔ مصافحہ و سلام ہو۔ اور پھر دوبارہ دوسرے بازار میں آئنا سامنا ہوا۔ تو پھر ایسا سلام و مصافحہ کرنے سے اللہ و رسول راضی تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ البتہ بڑے کبائر گناہ بغیر کچی کچی توبہ یا ضائع کردہ مالی حقوق کی واپسی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

☆ کبیرہ گناہ کسے کہتے ہیں؟

جس غلطی پر اللہ و رسول کی سخت ممانعت ہو اسے کبیرہ گناہ کہتے ہیں۔ اور ہر وہ چھوٹا صغیرہ گناہ جو حقیر غلطی سمجھ کر بار بار کیا جائے۔ ایسا صغیرہ (چھوٹا) گناہ بھی کبیرہ (بڑے) گناہ کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ شراب نوشی، نشہ خوری، جوا، سود، بیاج اور منافع، پرانٹ بینکاری، تہمت، بہتان، پٹھلی، غیبت، قتل و غارت، چوری اور بلا وجہ شرعی حقوق العباد ضائع کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔

جھوٹی گواہی (شہادۃ الزور) ماں باپ کو تکلیف پہنچانا وغیرہ۔ یہ ایسے سب کبار گناہ ہیں۔ اور جن غلطیوں پر سختی سے اللہ و رسول کی ممانعت نہیں ہے۔ ایسے تمام گناہ صغائر گناہ ہیں۔

شرح حدیث ایضاً نمبر ۳۳: حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوٹوں پر مہربانی کرنے کا کمال طریقہ امت کو عطا فرمایا۔ کہ بازار یا اور کسی جگہ بچوں پر سے گزر فرماتے۔ تو آپ بچوں کو خود سلام کہتے۔ گویا کہ سنت مصطفیٰ تا ابد جاری رہی کہ بڑے چھوٹوں کو سلام کہیں۔ اس میں ہتک نہیں ہے۔ عجز و انکساری ببارگاہ ایزدی مطلوب رہی ہے۔ البتہ کھڑے یا بیٹھے آدمی کے پاس سے گزرنے والا۔ اور سوار پیدل کو سلام میں پہل کرے۔ خواہ وہ کوئی بڑا ہو، خواہ وہ کوئی چھوٹا ہو۔ برابر کا آنا سامنا ہو جائے۔ اور دونوں سلام کہنے میں پہل کر دیں۔ اور جواب بھی دونوں دیں۔ تو دونوں ذیل اجر کے مستحق ہوں گے۔

شرح حدیث ایضاً نمبر ۴: اس حدیث پاک میں بھی اسی قسم کے درج ذیل امور جلوہ افروز ہیں۔

☆ سلام کے متعلق تعلیم یا ترغیب دینا سنت الہیہ ہے۔

☆ سلام کے پورے الفاظ کہہ لئے جائیں تو اسی قدر نیکیاں زیادہ ملیں گی۔ مثلاً پورا سلام یوں ہے۔ السّلامُ علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس کے جواب میں یوں کہا جائے۔ وَعَلَیْکُمُ السّلامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ۔ اور ایک حدیث پاک میں ہے۔ مسلمان جب اپنے گھر جائے۔ خواہ کتنی بار ہی آنا جانا ہو ہر بار سلام کہنے کی بے شمار برکتیں ہوں گی۔

☆ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک ساتھ گزرتھا۔ اور جتنی نسلیں اب تک پیدا ہوئیں دن بدن قدم و قامت میں کمی آتی رہی حتیٰ کہ اب تین چار گز قدرہ گیا ہے۔ گز سے مراد شرعی گز ہے اور وہ مصر انگلی سے لے کر گھنی کے اخیر تک اور یہ ایک شرعی گز ڈیڑھ فٹ ہے۔

☆ قیامت کے دن جتنی جب جنت میں جائیں گے تو قدم ساتھ گز ہی ہوگا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کا قدم مبارک ساتھ شرعی گز یعنی نوے فٹ تھا۔ اسی حساب سے قیامت کو بہشتیوں کا بالخصوص نوے فٹ قدم ہوگا۔ اور وہی جسامت و ضخامت۔ تو اگر آج کے قدم کے مطابق جو زیادہ سے زیادہ چھ فٹ قدم پایا جاتا ہے۔ اور دونوں کندھوں کے درمیان کم از کم سوا فٹ فاصلہ ہے۔ تو پندرہ گنا کا حساب لگائیں۔ یعنی پندرہ کو چھ سے ضرب لگائیں تو نوے فٹ ہوگا۔ گویا کہ آج کی قدم و قامت کی نسبت ہر قسم کا پندرہ گنا اضافہ ہوگا۔ تو دور، حاضر کے انسانی کندھوں کے فاصلہ کے لحاظ سے ہر بہشتی کے دونوں کندھوں کے درمیان بیس فٹ کا فاصلہ ہوگا۔ اسی شرح سے انسانی جسم کے باقی تمام مادی جنسی اعضا کا طول و عرض بھی پندرہ گنا زائد ہوگا۔



## ﴿دورِ حاضر میں سلام کہنے کا نیا طریقہ﴾

کسی کا کوئی عزیز یا رشتہ دار یا دوست کہیں سفر پر جانے لگے یا گاڑی پر یا ہوائی جہاز پر سوار ہونے لگے تو وہ اپنا ہاتھ فضاء میں لہرا کر کہتے ہیں۔ بائے، بائے یا صرف ہاتھ سے اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ طریقہ کفار، یہود و ہنود کے ہیں۔

### ﴿خبردار﴾

ہماری تہذیب (کلچر) میں غیر اسلامی تہذیب داخل کی جا رہی ہے۔ غور کرنے سے ہر غیور مسلمان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ ہمارے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، آنے جانے، کھانے پینے، خوشی و غمی، لین دین ہر چیز میں مغربی اقوام عیسائیت اور یہودیت مذہب کا طور طریقہ داخل کیا جا رہا ہے۔ نام رکھنا ہو تو وہ بھی بعض مسلمان غیر اسلامی نام رکھنا فر محسوس کرتے ہیں۔ خواہ کتنا ہی نام رکھنا پڑے۔

مثلاً دورِ حاضر میں باپ والد کو ”پاپا“ کہا جاتا ہے۔ ابو جی اور والد حضور کی جگہ ”پاپا“ کہنا پسند کیا جا رہا ہے۔ اصل حقیقت سے بے خبر مسلمان ذرا خدا را توجہ کرے۔ کہ انگریز عیسائی اور یہودی لوگ بہت سے اقسام کے ٹکٹے پالتے ہیں اور ٹکٹوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ انگریزی کی ڈکشنریوں میں موجود ہے کہ ٹکٹے کے جوان بیٹے کو چٹی کہتے ہیں۔ اسی چٹی لفظ سے پپو اور پاپا تیار کیا گیا ہے۔ بالفرض مسئلہ اس کے برعکس بھی ہو تو غیور مسلمان اپنا کلچر اپنی زبان کے سنہری الفاظ، القابات چھوڑ کر بے ایمان کی زبان کے الفاظ استعمال

کریں تو اسلامی غیرت کو عظیم چیلنج ہے۔ کیا والد صاحب یا ابو جی یا ابا حضور الفاظ میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ کہ بے غیرت، بے ایمان لوگوں کی زبان کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ انگریزی زبان بولنا منع تو نہیں ہے۔ لیکن جہاں اپنی زبان کے الفاظ میسر نہیں ہیں وہاں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بلاوجہ باپ کو کُتہ ما اور بیٹے کو گُتے کا بچہ جیسے الفاظ سے ملا دینا کہاں کی غیرتِ اسلامی ہے۔

پپو، پاپا، چٹی لفظ کے حوالے سے سنتے جائیے کہ انگریز عورتیں اپنے ساتھ خاص قسم کے پالتو جوان لٹے رکھتی ہیں۔ جن سے خلوت اور جلوت میں جو خود مت کرواتی ہیں۔ وہ ہر مسلمان شخص پر کھلے لفظوں میں واضح ہو جائے۔ تو کبھی بھی پپو، پاپا کا نام لینا اپنی اولادوں کے ایسے نام رکھنا گوارہ نہ کریں۔ اس لئے کہ انگریز عورتوں کے نزدیک چٹی (لٹے کا جوان بچہ) ایک محبوب ترین رفیق سفر اور خاوند کی جگہ کام دیتا ہے۔ اس مناسبت سے وہ انگریز عورتیں پسند کرتی ہیں۔ کہ بیٹے کو پپو اور غیر ضروری عارضی پرائیویٹ خاوند کو پاپا کے نام سے پکارا جائے۔ جو لوگ مغرب کے انگریزوں اور ان کے ممالک کو دیکھتے اور جانتے ہیں۔ انھیں بخوبی علم ہے کہ وہاں باپ کی ولدیت چلتی ہی نہیں۔ اسلئے کہ بیٹے کا پتہ ہی نہیں کہ کس کا نطفہ ہے؟ وہاں کی انسانی پیداوار کیلئے شہوت اور جنسی ضرورت پورا کرنے کیلئے جوان ٹکٹوں (چٹی) سے اور بندروں سے زنا کروایا جاتا ہے۔ اسی مجبوری کی بنا پر وہاں باپ کی ولدیت کی کسی بھی شعبے میں ضرورت نہیں پڑتی۔ وہاں کی نسل اکثر ماں کے نام پر چلتی ہے۔ لہذا ہم مسلمان قوم کو اسلامی تہذیب اپنانا چاہیے۔ انگریز کبھی اپنا نام اپنی اولادوں کا نام محمد رکھنا گوارہ ہی نہیں کرتے۔ جن اشیاء کے نام عربی، فارسی اور ہماری قومی زبان اُردو پنجابی میں نہ ملیں ایسے میں انگریزی نام سے کسی چیز کو ذکر کرنا منع نہیں ہے

۔ اس کے برعکس ہماری اسلامی غیرت کو ایک عظیم چیلنج ہے۔

### ﴿غیبت اور پُغلی کرنے والے کا انجام﴾

حدیث نمبر ۹۱:۔ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِي رَنبِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُونَ وُجُوهَهُمْ وَصُدُورَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرَائِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقْتَعُونَ فِي أَغْرَاضِهِمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (ص ۳۲۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۱:۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَابَ أَخَاهُ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَهُوَ كَفَّارَةٌ ثُمَّ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحَلِيَّةِ وَابْنُ عَدِي فِي الْكَامِلِ (ص ۱۳۱ جلد ۱ کشف الخفاء)

ترجمہ:۔ سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج کی رات ایک ایسی قوم پر میرا گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ (پُغلی اور غیبت کیا کرتے تھے) اور اُن کی عزت کو خاک میں

ملانے کے درپے رہتے تھے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا

(ص ۳۲۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ سیدنا سہل بن سعد سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی پُغلی (غیبت) کی پھر اُس کیلئے اللہ تعالیٰ سے اُس کے گناہوں کی معافی کی دعا کی۔ تو ایسے پُغلی یا غیبت کرنے والے کے ذمے کوئی کفارہ نہ ہے۔ (ص ۱۳۱ جلد ۱ کشف الخفاء اسماعیل بن محمد مجلونی)

شرح حدیث و ایضاً حدیث:۔ ان دونوں احادیث میں درج ذیل اہم امور جلوہ گر ہیں۔  
☆۔ شب معراج میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی عدم موجودگی میں اُس کی بُرائیاں اور نقص جوئی کر نیوالوں کا حال

دیکھا کہ وہ اپنے چہرے اور سینے اپنے ہاتھ کے ناخنوں سے چھیل رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کسی آدمی کی عدم موجودگی میں اگر اُس کی وہ بُرائی یا خامی بیان کی جائے۔ جو اُس میں موجود ہو تو تب بھی اس کو غیبت یا پُغلی کہیں گے۔ آپ نے فرمایا یہی تو غیبت اور پُغلی ہے۔ اور اگر اس میں وہ عیب یا بُرائی موجود نہیں اور بیان کی گئی یہ تو بہتان ہوا جو غیبت سے بڑھ کر جرم ہے۔ شرعی طور پر غیبت گناہ کبیرہ ہے۔ اور بہتان اُس سے بڑھ کر قابل سزا جرم ہے۔ جس کی غیبت کی جائے بہتر تو یہی ہے۔ کہ اُس سے جا کر معافی مانگ لی جائے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اُس کیلئے حدیث پاک میں تلافی کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔ کہ اس کے گناہوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے سیر حاصل انداز میں معافی مانگ لی جائے۔ تو غیبت کا جرم معاف ہو سکتا ہے۔ اس کیلئے اگر دعائیہ الفاظ منتخب کرنا ہوں تو یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِكُلِّ مَنِ اغْتَبَتُهُ أَوْ رُسِبَتْهُ أَوْ لَعَنَتْهُ“

ترجمہ: یا اللہ! ایسے ہر شخص کے گناہ معاف فرما جس کی میں پھٹکی یا غیبت کر چکا ہوں یا اسے گالی دے چکا ہوں یا اس پر لعنت بھیج چکا ہوں۔

﴿فوت شدہ غیر عادی مجرم کی خیریت کی دو آدمی بھی

گواہی دے دیں تو فوت شدہ کی معافی ممکن ہے﴾

حدیث نمبر ۹۲۔ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرُوضٌ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرُّ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَتْنِي عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَبْتُ لَكُمْ مَرًّا بِأُخْرَى فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَتْنِي عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبْتُ فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ (ص ۱۹۵ جلد ۸ عمدۃ القاری شرح بخاری)

ایضاً حدیث نمبر ۱۰۰۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى

الْمُسْلِمِ بَسْتُ“ بِالْمَعْرُوفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَ يُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَمِّئُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرَضَ وَيَتَّبِعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ (جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابوالاسود تابعی روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور اس وقت حاضر ہوا جبکہ مدینہ شریف میں کوئی وہابی مرض پھوٹ چکی تھی۔ کچھ لوگ ایک میت کا جنازہ لے کر گزر رہے وہ اس میت کی خوبیاں بتا رہے تھے۔ اور تعریف کرتے جا رہے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر اور ایک جنازہ گزرا تو وہ لوگ اس کی بُرائی بیان کر رہے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر ایک تیسرا جنازہ گزرا تو (اسی قسم کی باتیں لوگ کیے جا رہے تھے) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ”اے امیر المؤمنین کیا واجب ہوگئی“۔ تو آپ نے فرمایا میں نے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے ہی ایک واقعہ میں عرض کیا تھا کیا واجب ہوگئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جس آدمی کے نیک ہونے کی چار آدمی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔“ ہم نے عرض کیا کیا اگر کسی مسلمان کی تین آدمی گواہی دیں کہ وہ نیک ہے تو پھر۔ آپ نے فرمایا تین کی گواہی بھی قبول ہو جاتی ہے۔ پھر ہم نے عرض کیا اگر دو آدمی گواہی دے دیں تو پھر۔ آپ نے فرمایا دو کی گواہی بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔ پھر ہم نے ایک گواہ کے بارے میں نہیں پوچھا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا (ص ۱۹۵ جلد ۸ عمدۃ القاری)



ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر بھلائی اور خیر خواہی کے چھ حق ہیں۔ ۱۔ جب بھی ملاقات ہو اُس کو سلام کہے۔ ۲۔ جب بھی وہ بلائے اس کی آواز پر لبیک کہے۔ ۳۔ جب اُس کو چھینک آئے تو چھینک کا جواب دے۔ ۴۔ جب وہ بیمار ہو جائے اُس کی بیمار پُرسی کرے۔ ۵۔ اور جب وہ فوت ہو جائے اُس کے جنازے میں شریک ہو۔ ۶۔ اُس کیلئے ہر وہ چیز پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور داری نے روایت کیا (ص ۳۹۸ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث نمبر ۹۳ والیضاً:۔ اس حدیث پاک میں ایمان افروز نکات جلوہ گر ہیں۔

۱۔ حدیث پاک میں چار یا تین یا دو مسلمان کسی فوت شدہ کے نیک ہونے اور تقویٰ کی گواہی دے دیں تو وہ جنت میں ضرور جائے گا۔ لیکن چند چیزیں پیش نظر رہی ہیں۔

ب۔ حقوق العباد کا مجرم یا حقوق اللہ کا مجرم جنت میں داخل تو ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق یا بندے کے حق کی ادائیگی یا معافی سے پہلے جنت میں چلا جائے۔ لازمی حقوق جب تک ادا یا معاف نہیں ہو گئے جنت میں داخلہ ممکن نہیں۔

ج۔ اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے نیک ہونے کی گواہی حقیقتاً صحیح ہے تو اس فضیلت کا حقدار ہوگا۔

د۔ گواہی دینے والے کہیں کہ فلاں شخص فوت ہونے والا بہت اچھا ہے اور اس فوت شدہ کے بڑے بڑے گناہوں کا گواہی دینے والوں کو کوئی علم نہیں ہے تو اس گواہی کی کم از کم اتنی برکت ضرور ہو جائیگی کہ اس کے بڑے بڑے گناہوں کی تلافی یا سزا یا ادا میں کافی حد تک آسانی پیدا کر دی جائیگی۔ بصورتِ عذاب کافی حد تک سزا کم کر دی جائیگی۔

ہ۔ ویسے ہی رسمی طور پر ایسے متوفی کو نیک کہہ دینا جس نے دونوں ہاتھوں سے لوٹ کھسوٹ کی گاڑی چلائے رکھی۔ فرائض کی ادائیگی بالکل صفر رہی اور ہر چھوٹا بڑا اس شخص کو اچھی طرح جاننا رہا کہ یہ فوت ہونے والا عادی جرم پیشہ ایسا شخص ہے جس کی عدم موجودگی میں اُس کی بُرائی بیان کی جائے تو غیبت یا بغلی شمار نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو جتنے لوگ بھی اچھا کہیں اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث کا وہ آدمی مصداق ہے جس نے اپنی کافی کوشش کے مطابق فرائض اور لازمی حقوق کی ادائیگی کی ہو۔ اور خلقِ خدا کو تکلیف پہنچانے سے کافی پرہیز کیا ہو۔

### ﴿دُنیا ایمان والے کا قید خانہ ہے﴾

حدیث نمبر ۹۳:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ وَيَقُولُ يَلَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلَّا أَلْبَاءُ (ص ۳۹۴ جلد ۲ مسلم شریف و ص ۳۶۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۱:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَذَرُ الْقَائِلُ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَتَلَ وَلَا

يَذَرِي الْمَقْتُولُ عَلَىٰ أَيِّ شَيْءٍ قُتِلَ (ص ۳۹۲ جلد ۲ مسلم شریف)  
ایضاً حدیث نمبر ۲: - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاحِ  
السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ  
شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّىٰ يَكُونَ  
لِخَمْسِينَ امْرَأَةً فَيَمُوتُ وَاحِدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۳۹۶ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے فرمایا: اُس وقت تک دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک کسی قبر کے قریب سے گزرنے والا  
آدنی قبر پر لیت کر یہ تمنا نہیں کرے گا۔ کہ کاش آج یہ قبر میری ہوتی۔ اور ایسے وقت میں  
دین اسلام کے اصول پر قائم رہنا تمام تر آزمائش ہی ہوگی۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲: - سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شفیق دو عالم نور مجسم  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان  
ہے۔ لوگوں پر (قبل از قیامت) ایسا وقت بھی ضرور آئے گا قاتل کو یہ علم نہ ہوگا کہ میں نے  
کسی کو کیوں قتل کیا۔ اور مقتول مظلوم کو یہ علم نہیں ہوگا کہ اُسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲: - سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے  
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے  
یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا۔ جہالت عام ہو جائیگی۔ عورتیں بہت زیادہ ہو جائیگی۔ یہاں  
تک کہ بچاس عورتوں کی کفالت دیکھبائی ایک مرد کے حصہ آئے گی۔

شرح حدیث نمبر ۹۳ و شرح احادیث ایضاً: - ان احادیث میں قیامت سے قبل رونما ہونے

والے کچھ مصائب اور اخلاقی اتہری کا ذکر ہے۔

مصائب دنیا: - احکم الحاکمین کی حکمت کا تقاضا بنیادی طور پر تو ایسے ہی ہے۔ کہ مجموعی  
حیثیت سے مسلمان کیلئے دنیا ایک مصیبت خانہ ہے۔ مصائب و آلام کا گھر ہے۔ اور کافر  
کیلئے دنیا ایک گلشن ہے۔

دین اسلام کے بنیادی قواعد و ضوابط پر قائم رہنا بالخصوص قیامت کے نزدیک زبردست  
امتحان کے مترادف ہوگا۔ صحیح العقیدہ اصول پرست مسلمانوں پر تو بے تحاشا آفتیں ٹوٹ  
پڑیں گی۔ معاشرہ اس قدر ناگفتہ بہ ہو جائے گا۔ کہ اخلاقیات اسلامیہ کا تقریباً خاتمہ نظر  
آئے گا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر و صلہ رحمی جیسی بنیادی ضروریات دین پر قائم رہنے  
والا تو اتنی مشکلات و آفات میں پھنس جائے گا کہ کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس قبر پر  
لیٹ کر کہے گا۔ کاش یہ قبر میری ہوتی تو دنیا کی آفت بھری زندگی سے نجات مل جاتی۔ اس  
قسم کے صحیح العقیدہ اصول پرست مسلمان پر ایسی آفتیں اس لئے ٹوٹ پڑیں گی تاکہ وہ  
دین اسلام کے بنیادی نظریات سے دست بردار ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسا  
ہرگز نہیں ہوگا۔ صحیح اہل ایمان سے ایمان چھینا نہ جائے گا البتہ انھیں صفحہ ہستی سے غائب کر  
دیا جائے گا۔ ایسے حالات میں صحیح اہل ایمان مسلمان کو ہم خیال ہمسفر بہت کم ملیں گے۔

معاشرہ کے اکثر طبقے شریک ہوتے ہی نہیں بلکہ بُرائی کو اچھائی اور اچھائی کو بُرائی سمجھنے والے  
ہو گئے۔ اسی وجہ سے خالص ایمان دار کیلئے اُس زندگی سے موت مقدم ہوگی۔ اور ایسے  
زمانہ میں قتل و غارت اتنی عام ہوگی کہ قاتل کو یہ بات سمجھنے کی دھمت گوارا ہی نہ ہوگی کہ کسی  
کو وہ کیوں قتل کر رہا ہے۔ اور مظلوم مقتول کو یہ سمجھ نہیں آئے گا کہ قاتل اُسے کیوں قتل کر رہا  
ہے۔ یعنی حیوانات کو قتل کرنے سے انسانی قتل کو بہت آسان اور ایک شغل سمجھا جائے گا

۔ بظاہر مغربی دنیاوی علوم اور سائنس نے بہت زیادہ ترقی کر لی ہوگی۔ لیکن دینی علم بہت کم رہ جائے گا۔ یعنی تعمیر انسانیت کے بنیادی اخلاقی اور ذکر و فکر کے اصول ناپید ہو جائیں گے۔ مادیت اور نمائش پرستی (رولڈ گولڈ پروگرام) کو مقصدِ حیات بنالیا جائے گا۔ اور حقیقی خدا ترس امور تقریباً ختم ہو جائیں گے۔ اسی مادیت پرستی کی پہلی بڑی پیداوار کہ زنا کاری عام ہو جائے گی۔ شراب نوشی کرنے والے کثرت سے نظر آئیں گے۔ مردوں کی تعداد اتنی قلیل ہو جائے گی۔ اور عورتوں کی تعداد میں اتنی کثرت ہو جائے گی کہ ماؤں، بہنوں، خالائوں، چھو بھئیوں جیسی پچاس عورتوں کی دیکھ بھال کرنے والا صرف ایک آدمی بمشکل نمیتر آئے گا۔

اور یہ وہی دور ہوگا جس کے بارے میں امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم عربی مطبوعہ مصر جلد نمبر ۱ میں ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی محفل میں جلوہ گری کے دوران فرمایا وہ کیسا وقت ہوگا؟ جب تم نیکی کا حکم نہ دو گے۔ اور بُرائی سے کسی کو نہ روکو گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کیا ایسا وقت آنے والا ہے؟ فرمایا ہاں اس سے بڑھ کر سنگین خطرناک وقت آئے گا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کونسا وقت ہوگا آپ نے فرمایا جب بُرائی کا حکم دیا جائے گا اور اچھائی سے روکا جائیگا۔ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے الٹ کیا جائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسا بھی وقت آنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ بدتر وقت بھی آئے گا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کیسا وقت ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب بُرائی کو اچھائی اور اچھائی کو بُرائی سمجھا جائے گا۔ یہ آخری مرحلہ وجود ہوگا یعنی تین مرحلے بیان کئے گئے۔

۱۔ نیکی کا حکم اور بُرائی سے روکنا۔

۲۔ بُرائی کا حکم اور نیکی سے روکنا۔

۳۔ نیکی کو بُرائی سمجھنا اور بُرائی کو اچھائی سمجھنا۔ اس تیسرے مرحلے کا آغاز ہو چکا ہے۔ غالب خیال یہی کیا جاسکتا ہے کہ اسی دور کا اختتام قیامت ہی ہو۔ یہ دور کب ختم ہوگا۔ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ بِالْاَصْوَابِ۔

دیے تو حضور سیدنا اکمل کھوا اکمل لہ اکمل وَهُوَ کُلُّ اَنْکُلٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا فاصلہ سب اب اور وسطی انگلی میں ہے۔ یعنی میرے وصال کے بعد بہت جلد قیامت قائم ہو جائے گی۔ دنیا کے ہر قسم کے حالات تو زمین رسالت سے ہی انقلاب پذیر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ بعد میں جوں جوں وقت گزرتا گیا قرب قیامت کی بہت سی نشانیاں گزر گئیں جو باقی ہیں اُن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ خُرُوجُ ذَابَّةِ الْاَرْضِ ایک ایسا جانور ہے جو لوگوں سے باتیں کرے گا

۲۔ امام مہدی علیہ السلام۔ اہل بیت سے محمد بن عبد اللہ کے نام سے ایک بڑے تاجدار امام امت کی حیثیت سے ظاہر ہو گئے۔ اور وہ اہل بیت کے سادات گھرانے سے ہونگے

۳۔ خروج دجال۔ دجال ایک انسان بنی آدم ہے جسکا تفصیلی ذکر حدیث نمبر ۳۶ کی ایضاً حدیث دجال میں گزر چکا ہے۔ اور یہ دجال دنیا کے کسی گوشے میں قید ہے۔ اس کو بطور قتلہ و امتحان امت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور یہ دجال یافث بن نوح علیہ السلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہے۔

۴۔ خُرُوجُ یَا جُوجُ وَمَا جُوجُ۔ یہ قوم بھی حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد

سے ہے۔



۵۔ آسمانوں سے عیسیٰ ابن مریم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دمشق کے شرقی مینار پر نازل ہونا۔

۶۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ۷۔ (صور) نالی میں حضرت اسرافیل علیہ السلام کا پھونک مارنا۔ اور یہ آخری علامت ہوگی اور قیامت پٹا ہو جائے گی۔  
ان چند علامات قیامت کی ترتیب کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

اول امام مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری پھر ان کی زندگی میں ہی دجال کا آنا اور دنیا الارض کا ظاہر ہونا پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نزول اور وہ دجال کو قتل کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے۔ اور اولاد ہوگی تقریباً چالیس برس شریعت مُحَمَّدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفُ تَحِیَّۃُ کی خدمت و تبلیغ کریں گے۔ اور انہی کے ہاتھوں یہود و نصاریٰ کی شامت آئے گی پھر عیسیٰ علیہ السلام وصال فرمائیں گے۔ گنبد خضراء میں ہمارے نبی کل حاوی سُبُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب و جوار میں دفن ہونگے۔ پھر معاشرے میں اخلاقی عملی فکری زبردست تبدیلیاں آئیں گی۔ ایمان دار بہت کم اور کفر کا ہر طرف زور بڑھ جائے گا۔ اس کے بعد یاجوج و ماجوج سد اسکندری سے باہر نکل جائیں گے۔ پھر طلوع شمس مغرب سے ہو جائیگا۔ ایک سو بیس سال مغرب سے ہی طلوع ہوتا رہے گا۔ مغرب سے طلوع شمس کے بعد کسی کی توبہ یا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ (پارہ ۸ سورۃ الانعام) پھر بے شمار سوراخوں والی قرناء (صور) اسرافیل علیہ السلام فرشتہ پھونک مارے گا تو سب کائنات تباہ ہو جائیگی

﴿اُمّت مُحَمَّدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفُ تَحِیَّۃُ﴾

پر اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم ﴿

حدیث نمبر ۹۴:- عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِی عَمَّا وَسَّوَسْتُ اَوْحَدْتُ بِہِ اَنْفُسُہَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِہِ اَوْ تَكَلَّمْ رَوَاہُ الْبُخَارِی (ص ۱۸۸ اعمدة القاری)

ایضاً حدیث:- عَنْ اَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالْاَسِيَّاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْہَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَہٗ عِنْدَہٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِہَا فَعَمَلْہَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَہٗ عِنْدَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَةٍ ضَعَفَ اِلٰی اِضْعَافٍ كَثِیْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْہَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَہٗ عِنْدَہٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِہَا فَعَمَلْہَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَہٗ سَیِّئَةً وَّاحِدَةً مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(ص ۲۲۷ جلد مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے امتی کے دل میں وسوساں اور گزرنے والے خطرات اور گندے غلط خیال معاف کر رکھے ہیں۔ جب تک ایسے خطرات اور وسوسوں غلط خیالات کو زبانی یا فعلی طور پر عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح

میں روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکیاں اور بُرائیاں فرشتوں سے درج کر داتا ہے۔ تو جس مسلمان نے نیکی کا ارادہ کیا اور اُس کو عملی جامہ نہ پہنایا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں ایک کامل نیکی لکھوا دیتا ہے۔ اور اگر مسلمان اُس نیک ارادے کو عملی جامہ پہنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں دس نیکیوں سے لے کر سات سو تک بلکہ اس سے بھی زائد نیکیاں عطا فر دیتا ہے۔ اور جس مسلمان نے کسی بُرے کام کا ارادہ کیا اور پھر اُسے عملی جامہ نہ پہنایا تو اللہ تعالیٰ اُس کو ایک کامل نیکی عطا فر دیتا ہے۔ اور اگر اس نے بُرے ارادے کو عملی جامہ پہنا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں صرف ایک ہی گناہ لکھوا دیتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔

شرح حدیث والیضاً حدیث: اس حدیث پاک میں یہ نکات درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اولاً یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مسلمان کے بُرے ارادے کو گناہ نہیں لکھا جاتا جب تک وہ اُسے عملی طور پر نہیں لیتا۔ اور اگر کر لیتا ہے تو صرف ایک گناہ ہی لکھا جاتا ہے۔ اور اگر بُرے ارادہ کرنے کے بعد عملی نمونہ نہیں پہنایا جاتا تو اُس بُرے ارادے کے بدلے ایک کامل نیکی مل جاتی ہے۔

اور اگر نیکی کا ارادہ کیا جائے۔ اور پھر اُسے عملی طور پر نہ کرے۔ تو اُسے ایک نیکی اور اگر عملی جامہ پہنا دیا جائے تو دس نیکیوں سے لے کر سات سو بلکہ لاتعداد نیکیاں بھی عطا کر دی جاتی ہیں۔ یہ فضیلت صرف اس اُمّت مُحَمَّدٍ ﷺ عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفِ تَحِيَّةً کیلئے ہی ہے۔ گزشتہ اُمّتوں کیلئے یہ رعایت نہ تھی۔ یہ بات حدیث کے اس لفظ

سے مترشح ہو رہی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اٰمِيْنِ۔ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

### ﴿غیبی روزی کے اسباب کی غیر ضروری تفتیش سے سلسلہ عطا و صفا بند بھی ہو سکتا ہے﴾

حدیث نمبر ۹۵: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى أَهْلِهِ فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ إِلَى الْبَرِيَّةِ فَلَمَّا رَأَتْ امْرَأَتُهُ قَامَتْ إِلَى الرَّحَى فَوَضَعَتْهَا (ای وَضَعَتْ طَبَقَةَ الْعُلْيَا عَلَى السُّفْلِ فَالْمَعْنَى نَظَفَتْهَا وَهَيَّأَتْهَا) وَآلِيَ التَّنْوِيرَ فَسَجَرْنَهُ قَالَتْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فَنَظَرْتُ فَاِذَا الْجَفْنَةُ قَدْ اِمْتَلَأَتْ قَالَ وَذَهَبَتْ اِلَى التَّنْوِيرِ فَوَجَدَتْ مُفْتَلَتًا قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ اَصْبَبْتُمْ بَعْدِي شَيْئًا؟ قَالَتْ اِمْرَأَتُهُ نَعَمْ مِنْ رَبَّنَا وَقَامَ اِلَى الرَّحَى فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَّا اَنْتَ لَوْ لَمْ يَرْفَعْهَا لَمْ تَزَلْ تَدُوْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ زَوَادُ اَحْمَدُ (ص ۴۵۴ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک (مالی لحاظ سے) غریب آدمی باہر سے اپنے گھر آیا۔ جب اپنے اہل و عیال کا حال دیکھا تو

واپس جنگل میں چلا گیا (غم غلط کرنے کیلئے) جب اُسکی بیوی نے اپنے بھوک کے مارے خاوند کی یہ حالت دیکھی۔ تو گھر میں رکھی آٹا پیسنے والی چکی کے پاٹوں کو صاف کر کے جوڑ کر رکھ دیا۔ اور تور میں جا کر آگ جلا دی پھر اللہ کریم خیر اتر از قین کی بارگاہ میں متوجہ ہوئی اور دعا کی۔ اے اللہ کریم ہماری روزی کا انتظام فرما دے۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ چکی خود چل رہی ہے۔ گوندھے آٹے سے پرات بھر گئی۔ ساتھ ساتھ چکی بھی چل رہی ہے۔ تور کو دیکھا وہ روٹیوں سے پُر ہے۔ اتنے میں اُس عورت کا خاوند واپس گھر آ گیا۔ پوچھا کہ میرے بعد تمہیں کچھ ملا؟ بیوی نے عرض کیا ہاں اللہ رب العالمین نے ہم پر کرم فرمایا۔ چنانچہ وہ صاحب خانہ چکی کی طرف گئے جواز خود چل رہی تھی۔ اُس کا اوپر کا پاٹ اٹھا کر دیکھا تو چکی رک گئی۔ یہ واقعہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیان کیا۔ حضور شافع یوم النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو چکی کے پاٹ کو اٹھا کر نہ دیکھتا۔ تو یہ چکی قیامت تک خود بخود چلتی رہتی۔ اور یونہی آٹا برآمد ہوتا رہتا۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند احمد بن حنبل میں روایت کیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد مضامین درج ذیل ہیں۔

☆۔ خانگی فاقہ کشی اور مالی غربت سے دل برداشتہ ہو کر مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ رجوع رکھنا چاہیے۔

☆۔ ایک ہی گھر کے دونوں افراد میاں اور بیوی صاحب حال اور صاحب کرامت ہوں تو کیسی سعادت ہے؟

☆۔ غیبی امداد یا غیبی روزی کے اسباب کی غیر ضروری تفتیش کرنے سے سلسلہ عطا و صفا بند بھی کیا جاسکتا ہے۔

☆۔ کرامات اولیاء حق ہیں۔ ان کا مبداء و معاد و مرجع عطائے رب ذوالجلال ہے۔

☆۔ کسی ایک نئی اللہ کے ایک ہی معجزہ یا کسی ایک ولی اللہ کی کرامت کے ذریعہ ہمیشہ ابد الابد ساری مخلوقات کو روزی دی جاسکتی ہے۔ جبکہ اسباب و ذرائع توروں، چولہوں وغیرہ میں سے کسی ایک کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

### ﴿دوزخ کی ہولناکیاں اور غریظ و غضب﴾

حدیث نمبر ۹۶:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُوقِدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ لُحْمٌ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اِنْيَضَتْ ثُمَّ أُوقِدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءٌ مُظْلِمَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(ص ۵۰۳ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زَمَامٍ كُلُّ زَمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ يَجْرُوتُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(ص ۵۰۲ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جہنم کی آگ ایک ہزار سال جلائی گئی تو سرخ ہو گئی پھر ایک ہزار سال جلائی گئی تو سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال جلائی گئی تو سیاہ ہو گئی۔ تو یہ گھناٹو پ اندھیری سیاہ ہو



گئی۔

ترجمہ ایضاً حدیث :- سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب جہنم کو کھینچ کر محشر میں لایا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگا میں ہوگی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑ کر کھینچ رکھا ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۹۶ والیضاً حدیث :- اللہ جل مجدہ نے اپنے بندوں کیلئے تین گھر پیدا فرمائے ہیں۔

۱۔ ایک وہ گھر جو پہلے نہیں تھا اور اب موجود ہے اور بالآخر نہیں رہے گا۔ دُنیا

۲۔ دوسرا گھر اور تیسرا گھر جنت و دوزخ ہیں۔ یہ دونوں گھر پہلے نہیں تھے اب موجود ہیں اور ایسے وقت تک باقی رہیں گے۔ ہمیشہ ابد الابد جسکی انتہا نہیں۔

مکمل ابدیت اور ہمیشگی صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ وہ ایسے وقت سے لے کر موجود ہے جسکی کوئی ابتداء نہیں۔ اور ایسے وقت تک باقی جسکی انتہا نہیں۔ انسانوں اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما کر اس دُنیا کے بازار سے سودائے خرید و فروخت کیلئے وقت عطا فرمایا۔ اور انبیاء و اولیاء و علماء و ربانین و کتب ہماویہ کے ذریعے پوری تفصیل بتا دی گئی۔ کہ اس دُنیا کے بازار میں کون کون سے سودے اچھے ہیں اور کون کون سے بُرے بیکار نقصان دہ سودے ہیں؟ اور مزید صحیح کاروبار کی عمدگی کیلئے عقل بھی عطا فرمادی۔

اب جو آدمی بازار سے اچھا سودا خریدے گا اُس کیلئے جنت ہمیشہ کا گھر ہوگا۔ اور جو آدمی بُرا اور نقصان دہ سودا خریدے گا اُسے ہمیشہ کے گھر جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ دُنیا سے جاتے جاتے اگر ایمان ساتھ لے گیا۔ اور اس کے علاوہ بُرے سودے بھی خرید کئے ہوں گے

تو جہنم کی آگ میں اُسے ہمیشہ نہیں جلا یا جائے گا بلکہ گناہوں کی سزا پا کر جنت میں چلا جائے گا۔ اور اگر دُنیا سے جاتے جاتے ایمان بھی ضائع کر لیا تو دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ سزائیں پاتا رہے گا۔ جہنم کی آگ دُنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ تیز حرارت والی آگ ہے۔ دوزخ کا نہایت معمولی عذاب یہ ہوگا۔ کہ دوزخ سے آگ کی جوتی پہنا دی جائے گی۔ جس سے دوزخی کا دماغ ایسے اہل جائے گا۔ جیسے آگ پر رکھی ہوئی ہنڈیا اُبلتی ہے۔

دوزخ میں جہنمیوں کو بھوک بھی لگے گی۔ تو تھوہر (زقوم) کھانے کو دیا جائے گا۔ جس کو پھوڑ کر اُس کا ایک قطرہ اگر زمین پر گر دیا جائے۔ تو ساری زمین بجز اور برباد ہو جائے۔ دوزخی کو پیاس لگے گی۔ تو پینے کو پیپ اور خون کا ملا جلا کھولتا ہوا مشروب اور اُبلتا ہوا پانی دیا جائے گا۔ جس پیالہ یا برتن میں دیا جائے گا اُس کو لوہے کے جموروں کے ساتھ پکڑ کر دوزخی کے منہ کے قریب کیا جائے گا۔ تو دوزخی کا اوپر کا ہونٹ جل بھول کر سر سے اُوپر چلا جائے گا۔ اور نیچے والا ہونٹ ناف سے نیچے تک چلا جائے گا۔ جب وہ دوزخ کا اُبلتا ہوا حیم بد بودار اور تلخ پانی دوزخی کے پیٹ کے اندر جائے گا۔ تو ساری انتڑیاں اور داخلی گوشت وغیرہ جل کر فوراً پاخانے کے راستے سے نکل جائے گا۔ اسکے بعد انتڑیاں اور ہونٹ اور جسمانی حالت دوبارہ ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر جب پانی مانگے گا تو یہی حالت کی جائے گی۔ اور بار بار یہی مشق کروائی جائے گی۔ مجرم کی سزا کی نوعیت کے مطابق دوزخی مجرموں کے جسم بڑھ جائیں گے۔

بعض گنہگار مسلمانوں کے جسم بھی دوزخ میں بڑھ جائیں گے۔ لیکن کافروں اور مشرکوں اور منافقوں کی طرح نہ ہوگا۔ منافقوں بے ایمانوں، کافروں کے جسم تو **الْأَمَان** **الْعِيَانُ بِاللَّهِ** اتنے موٹے جسامت میں بڑھ جائیں گے حتیٰ کہ بے ایمانوں، منافقوں

کافروں میں سے ہر ایک کی کھال پیالیں گز یعنی تریسٹھ فٹ موٹی ہو جائے گی۔

اور ہر کافر، منافق، مشرک، بے ایمان کی ایک ایک ڈاڑھ اُحد پہاڑ کی طرح اور ایک کافر کو بیٹھنے کیلئے تین سو میل کا رقبہ درکار ہوگا۔ اور دوزخ کے اندر کافروں کی انتڑیاں جسم سے باہر ٹھہری جارہی ہوں گی۔ دو دو میل پر ایک ایک کافر کی انتڑیاں دوسرے دوزخیوں کے قدموں میں کچل جارہی ہوں گی۔ جس دوزخی کے جسم کا حجم اور موٹائی جتنی زیادہ ہوگی۔ اتنا عذاب زیادہ سخت ہوگا۔ جتنا جسم کم موٹا ہوگا عذاب کی شدت اتنی ہی کم ہوگی۔

اور دوزخ کے زہریلے جانور بھی کچھ کم نہ ہوں گے۔ اُونٹوں کے قد برابر سانپوں کے جسم ہوں گے۔ ایک ڈنگ لگائے گا تو دُنیا کے وقت کے مطابق چالیس سال تک زہر کا اثر باقی رہے گا۔ اور وہاں کے چھوچھروں کے برابر ہوں گے۔ اور اتنے ہی زہریلے اور ڈسنے میں اتنے خطرناک کہ کئی کئی سال تک زہر باقی رہے گا۔

اس اتنے بڑے ناری دوزخی مقام سے نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو احادیث میں اور قرآن میں بیشمار جگہوں پر ذرا یا ہے۔ کہ دوزخ کی آگ سے بچو۔ یہاں تک کہ کسی بھی فوت شدہ کی قبر کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ (عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ: الْفِتْرَةُ ۲۱۲۔ جلد اول مسلم)

(ترجمہ) کہ کسی بھی قبر کو پھونک نہ کرو اور نہ اُسے آگ کی پکی چیز سے تیار کرو۔ میت کو آگ کی پکی چیز سے بچاؤ۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اُمتی اس پیار کو کہاں تک قبول کر رہے ہیں۔

آخر میت صاحبِ قبر کو آگ کی پکی چیز سے تکلیف ہوتی ہے۔ تبھی تو منع فرمادیا۔

لیکن ہو یہ رہا ہے۔ کہ قبر کی اسامی جو قبر کے اندر میت کو رکھنے کیلئے بنائی جاتی ہے۔ اُس اسامی کو آگ کی پکی اینٹوں اور آگ کے سیمنٹ اور سریے سے بچھہ صرف اس لئے بناتے

ہیں۔ کہ برادری قوم اور ہم پایہ لوگوں میں اُونچا مقام پائیں۔ دکھاتے یہ ہیں کہ ہم اپنے متوفی میت سے بڑی محبت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ اور میت چنچیں مار رہا ہے کہ میرے ساتھ یہ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ میت کی آسامی کو اندر سے بچھہ کرنا میت سے صاف دشمنی ہے۔ جذبات اور بدلتے حالات کی رو میں فوراً بہہ جانے والے ایسے علماء کی اس زمانہ میں کچھ کمی نہیں ہے۔ جو پاس کھڑے ہو کر یہ کام کر دیتے ہیں۔ اور اُس سے کس نہیں ہوتے۔ ایسے علماء سے احتجاج کیا جائے تو نہایت غیر معقول اور بوسیدہ جواب دیتے یوں نظر آئیں گے۔ ۱۔ کیا کریں لوگ نہیں مانتے کہ بتے اور تبلیغ کا بار بار کیا فائدہ ۲۔ علاقے کی زمین کمزور سیم زدہ ہے قبر کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔

۳۔ سب لوگ ایسے ہی کر رہے ہیں کس کس کو روکیں ۴۔ سارے بزرگوں کے مزارات پکے ہی ہیں ۵۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار اقدس بھی تو بچھتا ہی ہے۔ وغیرہ۔

۱۔ لوگ مانیں یا نہ مانیں تبلیغ کے تین درجوں میں سے جو مسلمان کسی درجہ پر بھی فائز نہیں۔ وہ دُنیا سے جاتے وقت اپنے ایمان کی سلامتی کا انتظام کیسے کرے گا۔ تبلیغ اور دعوت حق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین درجے ہیں۔ ۱☆۔ طاقت کے ذریعے حق بات منوانا اور بُرائی سے روکنا ۲☆۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو زبان کے ذریعے ۳☆۔ بیزاری اور ول میں ایسی محفل سے مکمل نفرت۔

۲۔ علاقے کی زمین اگر واقعی اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ تو جو پکی اینٹوں سے بنانے کا قبر کا خرچہ آ رہا ہے۔ اُسی خرچے سے لکڑی کا صندوق اندر سے گارے کا لپ کر کے متبادل انتظام ہو سکتا ہے۔ کچی اینٹوں سے قبر کی آسامی کسی بھی شکل میں تیار کی جا سکتی ہے۔ سبھی لوگ باطل پرست ہو جائیں۔ اور چند حق پرست ہوں تو کیا یہ چند اچھے لوگوں و بڑوں۔

ساتھ مل جانا حق پرستی ہے؟ یا اپنی ہٹانیت اور سچائی کا پرچار تبلیغ کے تینوں درجوں میں سے کسی نہ کسی ایک درجے پر قائم رہ کر اپنے ایمان کی دلیل پیش کرتے رہنا حق پرستی ہے۔

۳۔ آغاز بعثت سے لے کر اب تک کسی ولی یا نبی نے یہ تعلیم نہیں دی کہ میری یا کسی اور فوت شدہ کی قبر کے اندر آسامی آگ کی پگی اینٹ و سیمنٹ سے تیار کی جائے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتد پر انوار کی آسامی اور بلکہ ساری قبر مبارک گنبد کے اندر رکھی ہی ہے۔ تمام متقدمین و متاخرین محققین و مجید علماء دور حاضر نے حقیقی شرعی مجبوری کے علاوہ شوق یا بے علم کی پوجا اور میت سے جعلی محبت کرتے ہوئے عام متونی آدمی کی قبر کو مٹختہ بنانے سے سختی سے منع کیا ہے۔ جبکہ شریعت مطہرہ میں قبر یا آسامی کو مٹختہ بنانے سے ثواب کا تو کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اسی لئے میت صاحب قبر کو آگ کی پگی چیز سے آسامی کے اندر بالخصوص تکلیف ہوتی ہے۔ البتہ کسی موذی جانور یا قبر بیٹھنے کا خدشہ ہو تو پھر بھی اندر سے آسامی کو مٹختہ کرنا شرعی تقاضوں اور تعمیری مصلحتوں کے خلاف ہے۔

مجبوری کی صورت میں قبر کے اوپر بیرونی حصہ کو آسامی کے آس پاس ہٹ کر پگی قبر بنانا جواز کے دائرے میں آتا ہے۔ لیکن اب تو خود نمائی اور فیشن کے انداز میں اندر اور باہر سے قبریں مٹختہ بنائی جا رہی ہیں۔ جبکہ کوئی مجبوری نہیں کوئی شرعی وجہ بھی نہیں۔ مجبوری یا شرعی وجہ ہو تو متبادل طریقہ بتایا جا چکا ہے۔ خلاصہ کلام یہ نکلا۔ کہ قبر کو باہر یا اندر سے آگ کی پگی چیز سے مٹختہ بنانا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں تھا۔ اپنے امتی سے پیار کرتے ہوئے تکلیف دینے والی چیز سے منع فرمادیا۔ کیا یہ موجودہ لوگ اپنے متونی (فوت ہونے والے) سے آگ کی پگی چیزوں سے اس کی قبر بنا کر پیار کا غیوت دے رہے ہیں، یا

عداوت؟

﴿ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا اوٹھا رہا ہے﴾

حدیث نمبر ۹۷: عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ عَشْرُونَ وَمِائَةً صَفٍّ كَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

(ص ۴۹۸ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَدَّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الرُّزْعِ فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أَرْزَعَ قَبْدًا رَفِيْدًا وَالْطَّرْفَ نَبَاتًا وَاسْتِوَاءً وَاسْتِخْصَادًا فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى جَلَّ مَجْدُهُ دُونَكَ يَا أَبْنَى آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْاَغْرَانِيُّ وَاللَّهُ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قَرْشِيًّا أَوْ ائْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ رُزْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ رُزْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(ص ۵۰۰ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: افغانستان کے علاقہ میں فوت ہونے والے صحابہ کرام میں



سے ”۱۶۳“ احادیث روایت کرنے والے آخری صحابی رسول حضرت بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ اسی صفیں میری اُمت کی ہوں گی۔ اور چالیس صفیں باقی تمام اُمتوں سے ہوں گی۔ اس حدیث کو امام ترمذی اور دارمی اور تہجدی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ ایک جتنی آدمی اللہ تعالیٰ سے جنت میں کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے تیری پسند کے مطابق کچھ نہیں ملا۔ عرض کرے گا کیوں نہیں لیکن مجھے زراعت کرنے کا شوق ہے۔ اُسے اجازت دے دی جائے گی۔ جو ارادہ کرتا جائے گا۔ فضلیں پے درپے اگتی اور بکتی اور کنتی جائیں گی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑوں کی طرح فصلوں کے کلیان اکٹھے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ رُک جا اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ تو (پاس بیٹھا وہ) دیہاتی بولا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جتنی آدمی قریشی یا انصاری ہی ہوگا۔ اس لئے کہ وہ زمیندار ہیں۔ ہم تو زمیندار نہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

شرح حدیث نمبر ۹۷ ایضاً حدیث:۔ ان دونوں احادیث میں درج ذیل مذکور نکات موجود ہیں۔

☆ تمام اُمتوں کے جتنی افراد سے زیادہ نفری جتنیوں کی اُمت مُحَمَّدیَّة عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفُ فَحِیَّہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا کرم بالائے کرم

ہے۔ الحمد للہ تمام اُمتوں میں سے جتنیوں کی نفری ایک صد بیس صفوں میں سے صرف چالیس صفیں ہوں گی۔ اور اسی صفیں جتنیوں کی اس اُمت مرحومہ اُمتِ محمدیہ سے ہوں گی۔ یہ شانِ محبوبی بچپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔

☆ جس جنت دوزخ کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ یہ جنت اور دوزخ آسمان اور زمین سے الگ تیار کی گئی ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک کے چوتھے اور ستائیسویں پارے میں موجود ہے۔ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ (پارہ ۴) عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (پارہ ۲۷) یعنی صرف بہشتوں کی چوڑائی سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے۔ تو بہشتوں کی لمبائی ان چودوں طبقات کے اندر کیسے پوری آسکتی ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ جتنی اور دوزخی مقامات ارض و سماء سے خارج میں موجود ہیں۔ جیسے سات آسمانوں عرش و کرسی و دیگر ملکوتی مخلوقات کا حدودِ اربعہ خلاء میں قائم ہے۔ ایسے ہی تمام زمینی مخلوقات کا حدودِ اربعہ بھی خلاء میں ہی قائم ہے۔ اور ایسے ہی جنت و دوزخ بھی خلاء میں ساکن ہیں۔ اور ان سب کو آسرا ہے اور قائم ہیں تو صرف اللہ جل مجدہ کی نگاہِ کرم سے۔ کہ ان تمام موجودات کو کسی بھی چیز کی فیک نہیں۔ ان کو خلاء میں کوئی آسرا نہیں ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم لم یزل ولا یزال سے اپنی اپنی جگہ قائم ہیں۔

☆ احادیث میں بہشتوں کی اہمیت و ابدیت تفصیل سے مذکور ہے۔ جنت کی خوراک اس جہان میں بے حجاب رُخ تابان کی ایک جھلکی دکھا دے تو ارض و سماء اس کے نورانی حُسن سے جگمگا جائیں۔ وہاں سونے اور چاندی کے برتنوں میں خورد و نوش ہوگا۔ وہاں بیماری، بے قراری، فکر و غم، اُداسی، جھگڑا، کسی قسم کا کبھی کوئی فساد نہ ہوگا۔ جنت میں جانے والوں کی عمریں پچیس تیس سال کے لگ بھگ ہوں گی۔ آنکھوں میں قدرتی کا جل اور چہرے پر

بال نہیں ہونگے۔ جوانی ہمیشہ قائم رہے گی۔ بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا۔ لباس میلانا ہوگا اور نہ پرانا ہوگا۔ ایک جتنی کو دنیا کے سب سے مضبوط آدمیوں کی جنسی طاقت حاصل ہوگی۔ اور انبیاء کرام میں سے ہر ایک کو ایک سو جتنی کی جنسی طاقت حاصل ہوگی۔ یعنی دنیا کے طاقت ور چار ہزار آدمیوں کی طاقت ایک نبی کو حاصل ہوگی۔ ایک عام جتنی کو بہتر سے زائد خوریں بطور بیوی کے دی جائیں گی۔ کم درجہ والے ایک جتنی کو اتنا رقبہ علاقہ، باغات اور جائیدادیں دی جائیں گی۔ جتنی یہ دنیا اور اس کے علاوہ دس گنا کے برابر مزید دیا جائے گا۔ جنت کی خوریں اتنی خوبصورت ہوں گی۔ جو کسی آنکھ نے ایسی حسین عورتیں کبھی نہ دیکھی ہوں گی اور نہ سنی ہوں گی۔ حسن و بدن کی نزاکت اتنی کہ پنڈلی کا مغز پہنے ہوئے لباس کے باہر سے نظر آئے گا۔

☆ قرآن پاک میں جن نوکروں چاکروں خدمت گاروں کا غلمان کے لفظ سے ذکر فرمایا ایسے غلمان تقریباً اسی ہزار ایک جتنی کی خدمت کیلئے ہونگے۔ اور ہر وقت جتنی کی خدمت کیلئے حاضر رہیں گے۔ کسی کو کہے بغیر دل میں جس چیز کی بھی چاہت ہوگی۔ فوراً وہ چیز خود حاضر خدمت ہو جائے گی۔ کہیں آنے جانے کا یا سیر و تفریح کا منصوبہ دماغ میں آئے گا۔ تو بہشتی جن پلنگوں پر بیٹھے ہونگے وہ پلنگ خود بخود مشینری کا کام دیں گے۔ اور جتنی کی خواہش کے مطابق پرواز کر کے بہشتی کو وہاں پہنچا دیں گے۔ جہاں اور جیسا جتنی کا ارادہ ہو گا۔ یعنی جتنی ساز و سامان درخت اور جتنی جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے دلوں کے حال معلوم کرنے کی طاقت عطا کر رکھی ہے۔ اس کے علاوہ جتنی جانور سواریاں بھی ہوں گی۔ جن کو براق کہا جاتا ہے۔ اور جنت کے آٹھ دروازے ہونگے موتیوں اور بے مثال انمول ہیروں اور زبرجد، یاقوت جیسے پتھروں سے محلات اور بنگلے تیار ہونگے۔ سونے اور چاندی اور دل

زبا خوشنما روح پرور اشیاء سے فرش تیار ہونگے۔ جنت میں مشہور چار نہریں ہیں۔ دودھ کی، شہد کی، پانی کی اور بدستقی خبیث تاثیر سے پاک شراب کی نہر ہوگی۔ ایسا دودھ ایسا شہد، ایسا پانی، ایسی شراب اس سے پہلے نہ کسی نے نوش کی ہوگی اور نہ دیکھی ہوگی۔ شراب میں بدستقی اور دماغ پر چھا جانے والا خمار نہیں ہوگا۔ اولاد کی اگر کوئی خواہش کرے گا۔ تو خور سے بھفت اور وہیں قرار و وضع حمل اور دیکھتے دیکھتے بچہ جوان ہو جائے گا۔ جتنی جب بہشت میں داخل ہو کر اپنے اپنے گھروں میں جائیں گے۔ تو ایسی شناخت کے ساتھ جیسے مند توں وہاں زندگی گزار چکے ہوں۔ اور

اپنے گھر کا بخوبی اندہ پتہ ہو۔ بہشتی ایمان دار کی جنت میں بننے والی بیویاں (خوریں) اپنے بننے والے خاوند بہشتی کا استقبال کریں گی۔ بہشت والے وہی زبانوں میں گفتگو کیا کریں گے۔ (لِسَانًا أَهْلُ الْجَنَّةِ الْعَرَبِيَّةُ وَالْفَارْسِيَّةُ أَوْ كَمَا قَالُوا) عربی اور فارسی ووزبانیں استعمال کی جائیں گی۔ ویسے تو ہر انسان کو سکرات موت سے لے کر ہمیشہ کیلئے عربی زبان بولنے کا شعور دے دیا جاتا ہے۔ بہشتی مرد مومن جنت میں داخل ہوگا تو اس کا وہ خوریں استقبال کریں گی جو اس کی بیویاں ہوں گی۔ اور وہ استقبال کے وقت گیت گائیں گی۔

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبَأُ وَ نَحْنُ الرَّاحِيَّاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَالَهُ۔  
ترجمہ:- ہم ہمیشہ رہنے والی کبھی فنا نہ ہوں گی ہم نعمتوں والی عمدہ کبھی غریب نہ ہوں گی۔ ہم ہمیشہ راضی کبھی ناراض نہ ہوں گی جس کیلئے ہم اور جو ہمارے لئے سب کو مبارک۔ حدیث ایضاً میں اہم نکات یہ ہیں۔

جنت میں جو کام بھی ہوگا اس کو کسی سبب یا وسیلہ یا ذریعہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ جنتی جو جیسا ارادہ کرے گا ویسے ہی ہوتا جائے گا۔

☆۔ بیکار غیر ضروری مطالبے پورے نہیں کئے جائیں گے۔

☆۔ جملہ اہل حق کسی نہ کسی مقام پر یقیناً اس صفت سے مشغف ہو جاتے ہیں۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (پارہ ۲۳ سورہ یسین)

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنا چاہے تو صرف اتنا کہہ دیتا ہے ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جب کوئی جنتی کسی کام کا ارادہ کرے گا تو وہ کام فوراً ہو جائے گا۔

یعنی تَوَسُّعِ ارادہ کی ایسی اکمالت کہ مطلقاً ارادہ کرنے سے تمام امور خود بخود معرض وجود میں آجائیں۔

﴿تمام بہشتیوں کو دنیا کی تمام غلاظتوں، پاخانہ اور پیشاب جیسی

گندگیوں کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی﴾

حدیث نمبر ۹۸: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَتَفَلُّونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَتَمَخَّطُونَ قَالُوا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ حَشَاءَ وَرُشْحُ كَرُشْحِ الْمَسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْيِيحَ وَالتَّحْمِيذَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفْسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشتی لوگ کھائیں پیئیں گے۔ مگر جسمانی آلودگی میل وغیرہ اور جوئیں نہ پڑیں گی۔ نہ پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ نہ رینٹھ اور نہ ہلغی تھوک ہی آئے گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے کے فضلات اور مواد کہاں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ڈکار لیں گے اور خوراک کے سارے فضلات اور مواد کستوری کی مہک بن کر سانس کے ساتھ اُڑ کر بکھر جائیں گے۔ اور نضائے جنت کو مہکا دیں گے۔ تسبیح و تہجد سے ہنسیوں کا ایسا تعلق جیسا خود بخود بلا ارادہ سانس لیا جاتا ہے۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں اہم نکات درج ذیل ہیں۔



☆ قرآن پاک میں اور احادیث صحیحہ میں مذکور بہشت اور دوزخ کوئی ہوائی یا خیالی چیز نہیں۔ بلکہ عین حقیقت کے مطابق جنت اور دوزخ اپنا اپنا مستقل وجود اور لطیف جسم رکھتی ہیں۔ جنت میں ہر چیز لطیف وجود رکھتی ہوگی۔ جس میں غلاظت، کثافت، خباثت اور شرارت فتنہ نہ ہوگا۔ کامل اور بلیغ قسم کی صفوں سے تمام جنتی متصف ہونگے۔ کھانا پینا، بہترین مشروبات، پھل اور ہر قسم کی مناسب تمنا کے مطابق ہر سہولت خود بخود میسر ہوگی۔ جنت میں نیند نہ آئے گی بول و براز نہیں ہوگا۔ البتہ پاخانے کا راستہ تو ویسے ہی ختم کر دیا جائے گا۔ اور پیشاب کے راستے سے بدبودار بول نہیں آئے گا۔ بلکہ بول کے راستہ کو بحال رکھنے کی غالباً یہ ہی وجہ ہوگی۔ کہ بہشتی زندگی کی لذیذ ترین اور سکون بخش جو عظیم ترین چیز ہوگی۔ وہ خور و شراب سے مباشرت اور ہم بستری جنسی داویش کا حصول ہوگا۔

پیشاب کے راستہ کو بحال رکھا جائے گا۔ اور خور و شراب سے یہ جنسی سرور حاصل کرنا اس پیشاب کے راستہ سے ہی منسلک رہے گا۔

☆ جنت مصطفائی جاگیر ہے۔ جنت حضور و سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں اور پیروکاروں کے ماننے والوں کی ایک عظیم رہائش گاہ (کالونی) ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ کیلئے پر کیف زندگی گزاریں گے۔ اور اُس جنت کی مالکی (الامنت) سے اُن کو کبھی بے دخل نہیں کیا جائے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہی نعمتیں تمام تر اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں کو عطا کر دے گا۔ تمام جنت میں سے حقوق ملکیت ہر بہشتی کو دے دیئے جائیں گے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ غریب یا بے مالک نہیں ہوگا۔ بے اختیار نہیں ہوگا۔ اصل میں ہمیشہ وہی مالک حقیقی رہا ہے۔ لہذا یہ کہنا غیر معقول نہ رہا۔

(یا رسول اللہ) خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا۔

اس حدیث پاک کا ایک لفظ نہایت بلیغ انداز میں اہل سنت و جماعت بریلوی مسلک کی صداقت کا اقتباسی طور پر اعلان کر رہا ہے وہ

ہے۔ (جَسَاءٌ وَرُشْحٌ كَرُشْحِ الْمَسْكِ)

۱۔ مخلوق میں سے بالخصوص انبیاء کرام متعدد امور میں اس دنیائے ناپائیدار میں بھی طبعی اور فطری مادی تقاضوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ مثلاً طبعی، فطری مادی ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ بالخصوص انسان جب کوئی چیز کھائے یا کوئی مشروب پی لے تو معدہ میں ہضم ہونے کے بعد پیشاب کے دونوں راستوں سے بدبودار، تلخ، مُضر بول و پاخانہ برآمد ہونا ضروری عمل ہے۔ لیکن جیسا کہ عالمِ آخرت میں جنت میں جنتی کھائیں گے اور پئیں گے۔ اور اُن کے جسم سے کوئی گندگی یا غلاظت یا بدبودار مادہ کبھی برآمد نہ ہوگا۔ بلکہ وہ بہشتی خور و نوش جنتی کے ذکار کے ساتھ کستوری بن کر اُڑ جائے گا۔ اور جنت کی نضاء کو آلودہ نہیں کرے گا بلکہ معطر بنا دے گا۔ چونکہ یہ وصف کوئی ایسا خاصہء خداوندی نہیں جس کی نسبت کسی نبی یا ولی سے کی جائے تو شرک یا بدعت ہوگا۔ اسی لئے یہ بہشتی خاصہ انبیاء کرام بالخصوص ہمارے آقائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے و محبوبین اولیاء کرام کیلئے اس دنیا میں بھی ثابت و ظاہر و باہر رہا ہے۔

اس مفہوم کو سمجھنے کیلئے حدیث نمبر ۵۹۵ وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيِّبِ پر غور فرمائیے۔

## ﴿اُنکے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام﴾

حدیث نمبر ۹۹:- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَتَحَنَّنُ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ☆ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ☆ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ☆ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ☆ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَرَجِفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمَلُونِي زَمَلُونِي الْخ (ص ۸۸ جلد ۱ مسلم شریف)

ترجمہ:- ام المؤمنین سیدتنا عائشہ رضوان اللہ و صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں۔ کہ رسول اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت سے پہلے علیحدگی اور خلوت نشینی پسند تھی ”آپؐ غار حراء (جبل نور) میں تشریف لے جاتے اور ساتھ زادراہ بھی لیجا کر لے جاتے تھے۔

(”ایک دن جبل نور کی غار حراء میں عبادت میں مصروف تھے“) آپ کے پاس ایک فرشتہ (حضرت جبرائیل علیہ السلام) آئے اور آکر عرض کیا (اقسراً) پڑھیے۔ آپ نے فرمایا

(مَا أَنَا بِقَارِئٍ) میں نہیں پڑھنے والا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑا اور باہوں میں لے کر مجھے دبایا۔ یہاں تک کہ سارا زور لگا دیا۔ تو پھر مجھے چھوڑ کر کہا۔ پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا۔ تو اس نے دوسری مرتبہ پکڑ کر دونوں بازوؤں سے مجھے دبایا حتیٰ کہ اس نے سارا زور لگا دیا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا۔ پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا۔ تیسری مرتبہ جبرائیل علیہ السلام نے پکڑ کر خوب بھینچا اور دبا دیا حتیٰ کہ اس نے سارا زور لگا دیا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھیے اللہ کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا۔ انسان کو خونی لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو ہر وہ چیز سکھادی جس کا اُس کو پہلے علم نہ تھا۔ تب حضور علیہ السلام نے اس ترجمے والی ابتدائی آیات سورۃ العلق کو تلاوت کر کے سنا دیا۔ پھر انہی آیات کے ساتھ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ کے پاس واپس گھر لوٹے۔ جبکہ آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا اور فرمایا مجھ پر چادر اوڑھ دو۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری بہارِ گاہِ مصطفویٰ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں ایمان افروز نکات جلوہ گر ہیں۔

☆۔ مکتب وحدت میں سب انبیاء کرام سے زیادہ نمبروں میں نہایت اعلیٰ سند اور ڈگری حاصل کرنے والے ہمارے ہی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔

اَدْبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبِي-

☆۔ فرشتے اور نبی کا توازن ایک استاد اور شاگرد کا یا ایک پیر اور مرید کا سا ہوتا ہے۔ انبیاء کے پاس وحی لانے والا فرشتہ ایک پیکرِ امانت فرشتوں کا سردار تو ہو سکتا ہے۔ لیکن نبیوں کا

سر دار نہیں ہو سکتا۔ نبوت کے منصب کو ملکوتی دنیا کا بڑے سے بڑے عظیم رتبہ والا فرشتہ بھی نہیں پاسکتا۔ جیسا کہ احادیث معراج میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** کے اپنے عظیم مقام پر پہنچ کر جبریل امین نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی کھلی غلست تسلیم کر لی۔ کہ میں اس اپنے سدرۃ المنظری مقام سے آگے عالم جبروت و عالم لاہوت میں جانے کی کوشش کروں تو میرے نورانی پرچل کر رکھ ہو جائیں۔ اس لئے کہ آگے جبروتی ولا ہوتی جہانوں کے انوار اتنی ہیست و طاقت و کمال رکھتے ہیں کہ میرے نور پر وہاں سلامت نہیں رہ سکتے۔ لہذا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے تشریف لیجائیے۔ آپ کیلئے اللہ تعالیٰ نے ملاقات کی بہت آگے جگہ مقرر کی ہے۔ آپ کے ساتھ وہاں جانے کی مجھ میں مجال نہیں۔ یہ آپ کا ہی مرتبہ ہے۔

☆ جیسا کہ دور حاضر کے **خُصْرُ مُسْتَنْفِرِہ** بے ادب لوگ امام الانبیاء کے ساتھ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام یا کوئی بھی وحی لانے والا فرشتہ نبی کا پیر یا استاد یا فیض رسان رہبر ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ کہ یہ بات تو ویسے عقلی طور پر بھی معقول نظر نہیں آتی۔ کیونکہ دو فریقوں کے درمیان ڈاک لے جانے والا یا سفیر بن کر جانے والا محض ایک رابطہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات سفیر کو کچھ بھی پتہ نہیں ہوتا۔ کہ مرسل کا تب نے مکتوب الیہ کو کیا پیغام دیا ہے۔ لہذا جبریل علیہ السلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خادم اور مرید بن کر فیض حاصل کرنے اور بارگاہ مصطفویٰ تک رسائی حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا تھا۔ پیر یا استاد بن کر فرشتے کا نبی کے پاس آنا۔ یہ تو دیسے ہی ایک مضحکہ خیز سوچ ہے۔ نبی اور خدا وید ذوالجلال کے درمیان اور کوئی بھی مقام نہیں ہے۔ ملکوتی دنیا کے مرتبے نبوت کے منصب کے بعد شروع ہوتے ہیں۔

ہم۔ اس حدیث پاک کے لفظی انداز کلام پر ایک نظر۔

(**فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ**) کسی بھی حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نے پہلی اس وحی میں سورہ علق کی پہلی ساری آیت پڑھی ہو یعنی **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ** بلکہ دونوں مرتبہ صرف یہی کہتے رہے۔ ”اقْرَأْ“ پڑھیے اور آپ جو اب فرماتے رہے ”مَا أَنَا بِقَارِئٍ“ میں نہیں پڑھتا۔ یعنی امامت خداوندی اور کلام الہی کی پہلی پوری آیت جب تک آپ نہ پڑھیں گے میں نہیں پڑھوں گا۔ تیسری مرتبہ حضرت جبریل امین نے پوری آیت پڑھی ”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“ تو حضور علیہ السلام نے پھر یہ نہ فرمایا کہ ”مَا أَنَا بِقَارِئٍ“ بلکہ پوری آیت آپ نے بھی پڑھ کر سنائی ”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“ ترجمہ نہ پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ ویسے بھی یہ بات کچھ معقول نظر نہیں آتی کہ پڑھانے والا کہے پڑھ اور پڑھنے والا بھی آگے سے کہے پڑھ۔ کیونکہ ”اقْرَأْ“ کا ترجمہ یہی ہے۔ معلوم ہوا حضرت جبریل علیہ السلام کا دو مرتبہ صرف ”اقْرَأْ“ لفظ کہنا اور حضور علیہ السلام کو اپنے کلاوہ میں لے کر خوب دبا کر ملنا ایسے اسرار پر مشتمل تھا۔ جس کی حقیقت بالخصوص دور حاضر کا گستاخ رسول معلوم نہیں کر سکتا۔ اور یہ راز و نیاز کے اسرار تو حضور کے خاص غلام ہی جانتے ہیں۔ جن کی بدولت سرکارِ ابد تر اکا ایک ادنیٰ امتی عاشق رسول بھی جانتا ہے۔ جیسا کہ علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف جوہر البحار میں کئی متعدد اعیانِ اُمت کے حوالہ سے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

ورنہ فرشتے اور نبوت کے مقام کی تو کوئی نسبت ہی نہیں۔

صد ہزاراں جبریل اندر بشر ہمارے غریباں یک نظر۔ روی



دور حاضر کے بعض بد بخت گستاخ انتی یہ کہتے نظر آئیں گے۔ کہ جبریل امین فرشتہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استاد تھے۔ فیض دینے کیلئے آئے تھے۔ اسی لئے تو آپ فرماتے رہے۔ مَا اَنَا بِقَارِئٍ۔ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حالانکہ اسی حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ خوب پڑھنا جانتے تھے۔ جو نبی تیسری بار پوری آیت پڑھ کر جبریل امین نے سنائی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار یہ پھر نہ فرمایا کہ ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ صحیح ترجمہ یہ ہے۔ میں نہیں پڑھتا (جب تک پوری آیت نہ سنائی) ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ کا ترجمہ یہ کرنا کہ میں پڑھنا جانتا نہیں ہوں سراسر غلط فہمی ہے۔

رہا کلاوہ میں لے کر بھیجنا خوب دبانایہ فیض حاصل کرنے کیلئے تھا۔ یعنی حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک مشکوٰۃ نبوت کے ساتھ جبریل امین کا اپنا سینہ اور دل ملانا فیض لینے کیلئے تھا فیض دینے کیلئے نہ تھا۔

اس حدیث پاک کے ضمن میں یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گئی۔ کہ ہمارے آقا سید النکل ہو النکل لا النکل وَهُوَ کُلُّ النکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسمانی طور پر جبریل علیہ السلام سے بڑھ کر بے پناہ طاقت اور توانائی کے مالک تھے۔ کتب سیرت میں یہ چیز موجود ہے۔ کہ سیدنا جبریل علیہ السلام اتنی طاقت کے مالک ہیں۔ اگر تمام دنیا کے پہاڑ اکٹھے کر کے اپنے پر کی ایک ضرب لگا دیں تو سارے پہاڑ خاک بلکہ راکھ بن جائیں۔ تو یہ ہیں سیدنا جبریل علیہ السلام فرشتوں کے سردار جنہوں نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بار ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنے کلاوہ میں لے کر خوب دبایا۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے پسینے کے چند قطروں کے کوئی خاص زحمت محسوس نہ ہوئی۔ ہمارے آقا علیہ السلام کی جسمانی طاقت کا یہ عالم ہے۔ تو ہمارے نبی پاک کی

روحانی طاقت کو جبریل علیہ السلام کیسے پاسکتے ہیں۔ اَخَذَنِي - فَغَطَّنِي - حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ۔

ترجمہ:- ”مجھے پکڑا اور خوب دبایا یہاں تک کہ ایڑی چوٹی کا سب زور لگا دیا۔“ دور حاضر کے بے ادب لوگوں کی غلط فہمی کے مطابق اگر غور کیا جائے تب بھی معاملہ برعکس ہے۔ معراج کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے آخری مقام سدرۃ المنتہی سے آگے لامکان کی طرف جارہے ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ”جبریل میرے ساتھ آگے چلو“ تو جواب دیا ع۔ اگر یک سر موئے برتر پریم

فروغ تجلی بسوز دیرم (ردی)

ترجمہ:- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اگر اپنے اس سدرۃ المنتہی مقام سے ایک بال کے سب برابر آگے جاؤں۔ تو اگلا تو اتنی طاقت والا اور پُر ہکیمیت ہے۔ کہ میرے نورانی پر جل جائیں گے۔ یہ آپ کی شان ہے۔ آپ آگے لامکان کی طرف تشریف لیجائیے۔ جبرائیل علیہ السلام اگر ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استاد ہوتا۔ اور بارگاہِ خداوندی میں اُس کو زیادہ فضیلت حاصل ہوتی تو ساتھ ضرور جاتا۔ لیکن اپنی بے بسی کا اظہار کر کے شکست مان کر ثابت کر دیا۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلاوہ میں لے کر فیض لینے آیا تھا فیض دینے نہیں آیا تھا۔

## ﴿کتاب الدعاء﴾

حدیث نمبر ۱۰۰: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ مَخُ الْعِبَادَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۱۹۴ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۱: عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعَمْرِ إِلَّا الْبِرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۱۹۵ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُنَّ الصَّائِمُ حِينَ يَفْطُرُ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالدَّعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ السَّمَاءِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ تَعَالَى وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا نُضْرَنُكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ وَفِي رَوَايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثَلَاثٌ دَعَوَاتٌ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ (ص ۱۹۵ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث نمبر ۱۰۰: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ”دُعا عبادت کا مغز ہے۔“ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۱: سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ”تقدیر (قضائے الہی) کو سوائے دُعا کے کوئی چیز نہیں بدل سکتی۔ اور عمر میں خیر و برکت اور اضافہ سوائے نیکی کے اور کوئی چیز نہیں کر سکتی۔“ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالمیان مالک ہر این و آن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ”تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں کی جاتی“  
۱: بوقتِ افطار روزے دار کی دُعا ۲: انصاف کرنے والے امام و حکمران کی دُعا  
۳: مظلوم کی دُعا جس کو اللہ تعالیٰ قبولیت کیلئے بلند فرما دیتا ہے اور اس کیلئے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور بارگاہِ ایزدی سے آواز آتی ہے۔ (اے مظلوم) میں تیری مدد ضرور کروں گا۔ خواہ کچھ وقت کے بعد اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے۔ تین دُعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔

۱: والد کی دُعا (یعنی والدین) ۲: مسافر کی دُعا ۳: مظلوم کی دُعا

شرح حدیث نمبر ۱۰۰: اوجاد حدیث ایضاً: شَرَعَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ عَلَي صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ قَحِيَّةٍ مِیں دُعا کا لفظ مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔ دُعا بمعنی مطلق پکار، دُعا بمعنی اظہار، دُعا بمعنی عبادت۔

زیادہ تر بمعنی مطلق پکار اور بمعنی عبادت دعا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ بہ نسبت مطلق پکار کے قرآن پاک میں دُعا بمعنی عبادت زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہر عبادت پکار بھی ہے۔

لیکن ہر پکار عبادت نہیں ہے۔ جن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ لم یزل دلائل سے کچھ طلب کیا جاتا ہے۔ اُس کو دُعا بمعنی عبادت کہا گیا ہے۔ جن کو پوجنے والے مُشرک لوگ بھی اپنے جنوں سے جب کچھ مانگتے ہیں۔ تو اُن کا یہ نظریہ ہوتا ہے۔ کہ یہ بُت کسی نہ کسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے جزوی یا کُلّی شریک ہیں۔ اور یہی دُعا بمعنی عبادت اکثر جنوں کی نسبت کفار کی عبادت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن کفار جنوں کو پوجنے والوں کی یہ دُعا و عبادت بمنزلہ شرک و کفر ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو مطلق پکارنے یا آواز دینے سے شرک لازم نہیں آتا۔ جب تک پکارنے والے کا نظریہ اور عقیدہ شرک نہ ہو۔ کسی کو آواز دینا یا مطلق پکار یا کسی نبی یا ولی یا بزرگ کو بطور استمداد پکارنا یا مدد طلب کرنا (صرف بطور مظاہر خداوندی) شرک نہیں ہے۔ لہذا قرآن پاک میں جو بار بار آیا ہے۔ ”وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ“ ترجمہ:- اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہو۔ اور یہ خطاب کفار بُت پرستوں سے ہے۔ دُعا پکار بمعنی عبادت ہے۔ ایسی آیات جو کفار بُت پرستوں یا جنوں یا شیاطین کے حق میں نازل ہوئیں۔ ایسی آیات کو اولیائے کرام و انبیائے کرام پر ٹھونستا اسلام دشمنی، بے دینی اور فرقہ واریت ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ ”آخر زمانہ میں کچھ بے لگام مولوی پیدا ہو جائیں گے۔ جو جنوں، شیاطین والی آیات کو اولیائے کرام اور انبیائے کرام پر چسپاں کریں گے۔ اور جو لفظ دُعا قرآن و احادیث میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے متعلق ہے وہ عبادت ہے۔ اور جو لفظ دُعا انبیائے کرام و اولیائے کرام سے متعلق ہے۔ وہ بمعنی وسیلہ و استمداد ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں یہ تعلیم موجود ہے۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ“ (پارہ نمبر ۲)

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ“ (پارہ نمبر ۲)  
احادیث و قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق لفظ دُعا والی احادیث کا یہاں ذکر ہے۔ ان سابقہ احادیث میں دُعا بمعنی عبادت کا ہی ذکر ہے کہ دُعا بمعنی عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جاسکتی ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات کی وضاحت کر رہی ہے۔ ”الدُّعَاءُ مَخُّ الْعِبَادَةِ“ دُعا عبادت کا مغز ہے۔ مستجاب الدعوة (جس کی دُعا قبول ہوتی ہو) ہونے کیلئے ابتداء چند چیزیں نہایت لازمی ہیں۔ ادائیگی فرائض دینیہ کی بھرپور کوشش رہے۔ خوراک، غذا و مشروبات و لباس و تمام ضروریات زندگی کا مالی واسطہ صرف خالص حلال کمائی سے ہو۔ بڑے بڑے کبار گناہوں و شرعی منوعات سے مکمل اجتناب۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ ”مَلَبَسَةُ حَرَامٍ، مَشْرُبُهُ حَرَامٌ، مَطْعَمُهُ حَرَامٌ أَنَّى يُسْتَجَابُ لَهُ“ جبکہ لباس حرام، پینا حرام، کھانا حرام اور دُور دراز سے جا کر خانہ کعبہ میں رو کر دُعا کرے۔ تو ایسے آدمی کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ اور حلال روزی سے خورد و نوش سنتِ مصطفیٰ کے پیمانہ حق کے مطابق ہو۔ دُعا مانگتے وقت پاک جگہ یا مسجد قبلہ رخ یکسوئی اور خلوص نیت سے اچھی دُعا مانگی جائے۔

اور حدیث پاک میں ہے کُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْبَتِ فَالنَّارِ أُولَى بِهِ ترجمہ:- جس جسم کی بوٹیاں، گوشت پوست اور توانائیاں حرام کمائی سے پروان چڑھیں۔ ایسے جسم کو آگ میں جلا کر صاف کیا جائے گا۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک میں دُعا کی طاقت کو جو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ نہایت بے مثال ہے۔ کہ سوائے دُعا کے اور کوئی چیز مُشکل کشا نہیں ہو سکتی۔ اور عمر میں نیکیوں سے اضافہ کا



مطلب حقیقی بھی ہے اور اضافی بھی۔ زندگی کے دنوں کی گنتی کا بڑھنا حقیقی معنی ہے۔ نیک اعمال کی کثرت سے زندگی کے تمام مراحل میں خیرات و برکات کا شامل حال ہونا اضافی معنی ہے۔

حدیث ایضاً نمبر ۲ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دونوں روایتوں کے مطابق بطور مستجاب الدعوات پانچ آدمیوں کو نامزد کیا گیا ہے۔

۱:- مظلوم کی دعا ۲:- بوقت افطار روزے دار کی دعا ۳:- عادل انصاف کرنے والا حکمران ۴:- مسافر کی دعا ۵:- والدین کی دعا۔

تاہم ان احادیث میں مذکور پانچ شخصیات کا ذکر اقل اکثر کیلئے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اور بھی بہت سے مقامات کی برکت سے دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔ اور اسکے علاوہ بھی پاک ذوات مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ مثلاً میدان جنگ میں جب کفر و اسلام کے لشکر آمنے سامنے برسر پیکار ہوں۔ یہ وقت بھی دعا کی قبولیت کا ہے۔ دائی بیمار آدمی بھی اکثر مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ اور عاتبانہ کسی کی دعا۔ یہ دعا بھی اکثر قبول ہوتی ہے۔ بہترین افضل اور جلد قبولیت والی دعائیں قرآنی دعاؤں کا پہلا درجہ ہے۔ پھر معتبر اسناد اور صحیح متن والی احادیث میں مذکور جامع دعائیں اور پھر اسکے بعد کوئی کسی بھی زبان میں خلوص سے مانگی گئی دعا کا درجہ ہے۔

قرآنی ایمان افروز چند دعائیں۔

۱:- رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(پارہ ۲ رکوع ۹)

ترجمہ:- اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی اور آخرت میں اچھی زندگی عطا فرما۔ اور دوزخ کے

عذاب سے نجات عطا فرما۔

۲:- رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَقَّنَا مَعَ الْآبِرَارِ

(پارہ ۴ رکوع ۱۱)

ترجمہ:- اے اللہ ہم نے ایمان کیلئے اعلان کرنے والے کی آواز کو سن لیا۔ کہ اپنے پروردگار پر ایمان رکھو تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما، ہماری برائیوں کو مٹا دے۔ اور ہمارا انجام نیک لوگوں کے ساتھ رہے۔

۳:- رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(پارہ ۳ رکوع ۸)

ترجمہ:- اے ہمارے رب ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں۔ تو ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا بوجھ تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا اور ہم پر ایسی ذمہ داری نہ ڈال۔ جس کی ہم ہمت نہیں رکھتے۔ اور ہمیں معاف فرما، ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا مالک ہے تو کافروں پر ہماری مدد فرما۔

۴:- وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا

(پارہ ۱۵ رکوع ۹)

ترجمہ:- اور تو کہہ! اے اللہ مجھے دنیا و آخرت کے ہر مرحلے کا حق سچ کا داخلہ و خارجہ عطا فرما۔ اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار دلیل مقرر فرما۔

۵: رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ  
(پارہ ۸ رکوع ۹)

ترجمہ:- اے ہمارے رب ہم اپنے آپ پر ظلم کئے بیٹھے ہیں۔ اور اگر تُو نے ہمیں معافی نہ دی۔ اور ہم پر رحم نہ فرمایا۔ تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

۶- رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (پارہ الکرکوع ۱۳)

ترجمہ :- اے اللہ ہمیں ظالموں کیلئے آزمائش نہ بنانا۔

٤- رَبَّنَا أَنْتُمْ لَنَا نُورٌ نَا وَاعْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(پارہ ۲۸ کو ع ۲۰)

ترجمہ:- اے اللہ ہمارا تُو مکمل فرما اور ہمیں معاف فرما۔ بیشک تُو ہر شایانِ شان چیز پر قادر ہے۔

۸۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ  
رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (پارہ ۳ رکوع ۹)

ترجمہ:- اے اللہ ہمیں ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو میٹھا ہونے سے بچا۔ اور اپنی طرف سے ہم پر رحمت فرما بیشک تُو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔

﴿احادیث کی جامع دعائیں﴾

ایسی احادیث جن کے الفاظ بہت کم اور مطالب و اسرار و رموز بہت زیادہ ایسی احادیث کو جامع دعائیں کا نام دیا جاتا ہے۔ اور ایسی احادیث کثرت سے موجود ہیں۔ جن کے کچھ الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں۔

١٠- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَلْكَ الْهُدَى  
وَالنُّقْىَ وَالْعَفَافَ وَالْغِنَى رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ٢١٨ ج ١ مكتوبة شريف)

ترجمہ:- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں بھی دُعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاک دامنی اور لوگوں کی محتاجی سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔

٢- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوَجِّبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ -

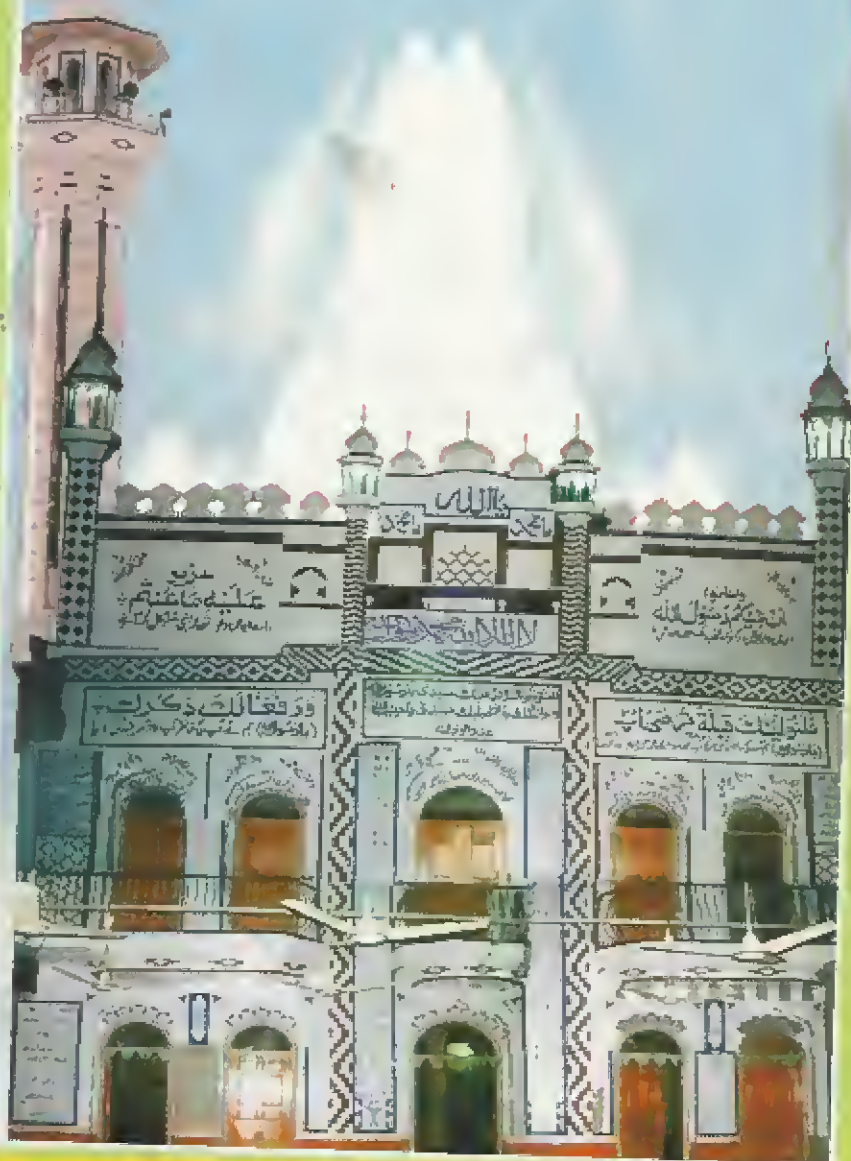
ترجمہ: اے اللہ ہم تجھ سے تیری رحمت کے کامل وسائل اور تیری بخشش کے بچے ارادے مانگتے ہیں۔

٣٠- اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ تَهْنِئَةَ الْعَيْشِ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِنَا وَالْعَفَافَ وَالْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهَ -

ترجمہ:- اے اللہ ہم تجھ سے خوشگوار زندگی، پاک و امنی، مکمل معافی اور ہر کام کا انجام بخیر، دین و دنیا کے تمام معاملات کی سلامتی مانگتے ہیں۔

وَصَلَّى اللَّهُ وَبَارَكَ وَسَلَّم عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى الْأَنْبِيَاءِ  
وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ  
وَأَزْوَاجِهِ وَدُرَرِيَّتِهِ وَأَوْلِيَائِهِ مَلَّتِهِ أَجْمَعِينَ ٥

# سُنی رضوی جامع مسجد



ملنے کا پتہ: سُنی رضوی جامع مسجد چک نمبر 58 گ ب جڑانوالہ